بسم اللہ الرحمن الرحیم

مترجمین صحیفہ سجادیہ

تالیف

حجۃ الاسلام مولانا ڈاکٹر شہوار حسین نقوی امروہوی

نام کتاب : مترجمین صحیفۂ سجادیہ

تالیف : حجۃ الاسلام مولانا ڈاکٹر شاہوار حسین امروہوی

تصحیح ونظر ثانی : حجۃ الاسلام مولانا نذر امام نقوی

حجۃ الاسلام مولانا حیدر مہدی کریمی

طباعت : باراول

تعداد : پانچ سو (۵۰۰)

قیمت : ۸۰/روپے

سال اشاعت : فروری ۲۰۱۴ء

ناشر

ولایت فاؤنڈیشن، نئی دہلی

مؤلف ایک نظر میں

نام : سید شہوار حسین نقوی

والد : جناب سید علمدار حسین مرحوم

تاریخ پیدائش : ۱۳/رجب ۱۳۹۲ھ/ ۵/مئی ۱۹۷۲ء

وطن : امروہہ، اترپردیش

تعلیم : جامعہ ناظمیہ لکھنؤ، حوزہ علمیہ قم ایران۔

Ph.D,M.A. روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی

مشاغل : تدریس، امامت جمعہ وجماعت، تحقیق، تصنیف وتالیف

آثار علمی :

۱۔ فہرست کتب شبھات ورد بھای علماء شیعہ (فارسی) ۱۹۹۸ء

۲۔ اسلامی جنرل نالج ۲۰۰۲ء

۳۔ تذکرۂ علماء امروہہ ۲۰۰۳ء

۴۔ جواہر الحدیث ۲۰۰۳ء

۵۔ تالیفات شیعہ، فارسی (گولڈ مڈل) ۲۰۰۵ء

۶۔ ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی میں امروہہ کا حصہ ۲۰۰۷ء

۷۔ مقدمہ تاریخ اصغری ۲۰۰۷ء

۸۔ مقدمہ ترجمہ قرآن ڈاکٹر زیرک حسین ۲۰۱۰ء

۹۔ علامہ یوسف حسین نجفی حیات اور خدمات ۲۰۱۱ء

۱۰۔ تذکرۂ شہداء کربلا ۲۰۱۲ء

۱۱۔ تذکرۂ مفسرین امامیہ ۲۰۱۲ء

۱۲۔ علامہ محمد شاکر حیات اور کارنامے ۲۰۱۲ء

۱۳۔ شارحین نہج البلاغہ ۲۰۱۲ء

۱۴۔ مؤلفین غدیر ۲۰۱۲ء

۱۵۔ مترجمین صحیفۂ سجادیہ ۲۰۱۴ء

۱۶۔ فلسفہ اور علماء امامیہ ہند

۱۷۔ مہدی نظمی حیات و خدمات

فہرست

عرض ناشر

مخلوق کی جانب سے خالق کی طرف لو لگانے، بندے کی طرف سے مالک کی بارگاہ میں عرض مدعا کرنے، محتاج کی طرف سے بے نیاز کے آستانہ پر سر نیاز خم کرنے اور طالب کی طرف سے مطلوب کے سامنے دست سوال دراز کرنے کو "دعا" کہتے ہیں۔

دعا انسان کی فطرت و عادت اور سرشت کا تقاضا نیز طلب و نیاز اور حاجت انسانی خاصہ ہے اور ہر حاجت مند ایک ایسے بے نیاز کا محتاج ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

دعا انبیاؑء کا اسلحہ ہے، دعا ردّ بلا کا ذریعہ ہے، دعا اجل کو ٹال دیتی ہے، دعا مومن کی سپر بن جاتی ہے، دعا جذبۂ عمل بیدار کرتی ہے، دعا بندگی کا سلیقہ سکھاتی ہے، دعا امید کی کرن پیدا کرتی ہے، دعا مخلوق کو خالق سے ملاتی ہے۔

کربلا کے دلخراش واقعہ کے بعد مدینہ کی فضا پر خوف و دہشت کا سایہ تھا اور امام سجادؑ کو بنی امیہ کی سخت نگرانی میں رکھا جا رہا تھا، نہ کوئی امامؑ سے ملاقات کر سکتا تھا اور نہ ہی امامؑ کو کسی طرح کی دینی، سیاسی اور سماجی سرگرمی کی اجازت تھی لیکن اس گھٹن کے ماحول میں بھی مظلوم امامؑ نے مظلومیت و پیغام حسینی کی ترویج اور دین محمدیؐ کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے دعاؤں کا باب کھولا اور دعاؤں کے قالب میں احکام الٰہی اور سنت نبویؐ کی نشر و اشاعت کا نرالا انداز اپنایا۔

صحیفۂ سجادیہ اصبر الصابرین سید الساجدین امام زین العابدین حضرت علی بن الحسینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ ہے، یہ علوم وفضائل کا ایسا سرچشمۂ فیاض ہے جس سے طالبان علم وفضل مستفیض ہوتے رہیں گے اور فطرت وطبیعت کا ایسا بحر بیکراں ہے جس سے غواصان معرفت و حکمت کلماتِ آبدار ودُررِ گہر بار نکالتے رہیں گے۔

یہ صحیفہ زبور آل محمدؐ وانجیل اہلبیتؑ کے نام سے بھی معروف ہے اور جہاں امیر المومنینؑ علی بن ابی طالبؑ کے کلام ''نہج البلاغہ'' کو ''اخ القرآن'' کا لقب دیا گیا ہے وہیں سید الساجدین علی بن الحسینؑ کے کلام صحیفۂ کاملہ کو ''اخت القرآن'' کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

خالق صحیفہ کی دعائیں ایک طرف اہل ایمان کی کردار سازی کا بہترین وسیلہ ہیں تو دوسری طرف ظالموں کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔

زیر نظر مجموعہ ''مترجمین صحیفۂ سجادیہ'' حجۃ الاسلام مولانا ڈاکٹر شہوار حسین نقوی امروہوی کی زحمتوں کا ثمرہ ہے جسے مؤلف محترم نے کتابی شکل دی ہے تا کہ اردو داں طبقہ ان جواہر پاروں سے بہتر طور پر آشنائی کے بعد استفادہ کر سکے۔

ولایت فاؤنڈیشن اپنے مطبوعاتی مراحل کو طے کرتے ہوئے اس کتاب کو مومنین و محققین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

ولایت فاؤنڈیشن

حرف گفتنی

تذکرۂ مفسرین امامیہ اور شارحین نہج البلاغہ کی اشاعت کے بعد نگاہ ''صحیفۂ کاملہ'' پر ٹھہری ہوئی تھی کہ حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای مہدی مہدوی پور دامت برکاتہ نمایندۂ مقام معظم رہبری سے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا بہتر ہو کہ اب آپ برصغیر میں ''صحیفۂ سجادیہ'' کے سلسلے میں ہونے والے علمی وتحقیقی کارناموں کا جائزہ لیں اور اسے کتابی شکل میں منظر عالم پر لائیں۔ اپنے دل کی بات آقای محترم کی زبان سے سن کر بیحد خوشی ہوئی۔

بعون اللہ عزوجل تالیف کا آغاز کیا اور تراجم کی تلاش میں مختلف شہروں کا سفر کیا۔ اس تحقیقی سفر میں جو صورت حال پیش آئی اس کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ مختلف کتب خانوں میں جانا ہوا، جب میں اپنے قومی کتب خانوں میں گیا تو کچھ کتب خانوں میں تو استفادہ کا موقع ملا مگر کچھ ایسے بھی کتب خانے تھے جو بند تھے، کسی کی کنجی غائب، کسی کے لائبریرین صاحب غیر حاضر، کسی کتب خانہ میں داخلہ ممنوع اگر داخلہ کا موقع ملا تو کتابوں کے چھونے کی اجازت نہیں، بس دور ہی سے الماری کی زیارت کر لیجئے۔ کسی کتب خانہ کی فہرست ندارد تو کسی کی وہی پچاس سال پرانی فہرست سے کام چل رہا ہے اور لائبریرین صاحب بیٹھے موج لے رہے ہیں۔ کتابوں پر گرد جمی ہوئی، کرسیاں دھول سے اٹی ہوئیں، نہ بیٹھنے کی جگہ نہ مطالعہ کرنے کا انتظام، غیر مرتب

کتابیں تلاش کریں تو کیسے۔ ایک لائبریری میں گیا تو لائبریرین صاحب سے کتاب معلوم کی انہوں نے دور ہی سے اشارہ کر کے کہا اُس الماری میں رکھی ہے مگر وہ آپ کو دکھائی نہیں جا سکتی۔ میں نے سبب معلوم کیا تو انہوں نے جواب دیا ہمیں آرڈر نہیں ہے۔

ایک لائبریرین صاحب کے بارے میں سن کر آپ کو بھی تعجب ہوگا۔ صحیفۂ کاملہ کے ایک قدیم نسخہ کی مجھے تلاش تھی معلوم ہوا کہ فلاں کتب خانہ میں موجود ہے۔ کتب خانہ پہنچا بہت مشکل سے وہ نسخہ ملا، دیکھا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ میں نے لائبریرین صاحب سے عرض کی کہ مجھے اس نسخے کے تین چار صفحات کی زیراکس کاپی چاہیئے انہوں نے جواب دیا میرے پاس اس کی فلم بنی ہوئی ہے ہم آپ کو بھیج دیں گے۔ میں نے بہت اصرار کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ غرض کہ میں وطن واپس آیا اور ان کے ایفائے وعدہ کا انتظار کرتا رہا جب کئی روز گذر گئے تو میں نے فون کیا تو موصوف نے فون اٹھانا ہی چھوڑ دیا غرض کہ نسخے کی مکمل معلومات فراہم نہ ہو سکی۔

اس روداد سفر کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس علمی اور ترقی یافتہ دور میں ہماری قوم کے علمی ذوق کا یہ عالم ہے! کیا ایسے حالات میں ایک محقق تحقیق کی ہمت کر سکتا ہے؟ شاید ہندوستان میں انہی وجوہات کے سبب باب تحقیق بند ہو گیا۔ جب کہ دیگر کتب خانوں میں فہرستیں بھی مرتب، مطالعہ کا بھی معقول انتظام اور ہر طرح کی سہولیات مہیا ہیں اور ہمارے یہاں یہ بدنظمی یہ حالات کب بدلیں گے، کون بدلے گا اور اس کے لئے کون ذمہ دار ہے؟ خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ قوم کے حالات میں بہتری لادے مگر اس نے تو فرمایا ہے ''اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِھِمْ '' اللہ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حالات بدلنے کی کوشش نہ کرے۔ مگر ان تمام حالات کے باوجود کتب خانوں میں دبے ہوئے ایسے ترجمے تلاش کئے جن کا ذکر تذکرہ نگاروں نے بھی نہیں کیا۔ ایسے ترجمے دیکھ کر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی، خوشی اس بات کی کہ جو علمی سرمایہ پوشیدہ تھا اسے منظر عام پر لانے کا موقع ملا اور

افسوس اس بات کا کہ تذکرہ نگاروں نے دو سطریں بھی ان بیچارے مصنفین کے لئے لکھنا گوارا نہیں کیں۔

بہرحال یہ کتاب برصغیر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے متعلق ہے۔ مصنفین کا ذکر ہجری صدی کے اعتبار سے کیا ہے اور ہجری سن کے تعین میں سال وفات یا سال اشاعت کو معیار بنایا ہے۔ اس تذکرہ کی تکمیل میں کوشش یہی رہی کہ تمام مصنفین کے احوال و آثار کا ذکر کیا جائے اگر کسی کا تذکرہ رہ گیا ہو تو اربابِ نظر مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسے اشاعت میں شامل کیا جا سکے۔

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای مہدی مہدوی پور دام مجدہ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے کتاب کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ ادیب عصر علامہ سید حسن عباس صاحب فطرت پونہ، مولانا تقی آغا صاحب حیدر آباد لائق سپاس ہیں جنہوں نے مفید مشوروں سے نوازا بالخصوص جناب مولانا قرۃ العین مجتبیٰ صاحب، جناب سید محمد سیدین صاحب، جناب مولانا علی عباس صاحب طباطبائی شکریہ کے قابل ہیں جنہوں نے اہم کتب فراہم کیں۔

والدہ ماجدہ اور برادران جناب تاجدار حسین صاحب، جناب شاندار حسین صاحب، برادر خورد جناب اقتدار حسین صاحب کا صمیم قلب سے ممنون ہوں جو مجھے لکھنے پڑھنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

سید شہوار حسین نقوی

امیہ ریسرچ سینٹر، حقانی اسٹریٹ، امروہہ۔ یوپی (انڈیا)

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ/۲۴ فروری ۲۰۱۴ء بروز شب چہارشنبہ

Mob:09319901464

تقریظ

ہندوستان جیسا بڑا ملک، گزشتہ دس صدیوں سے عظیم اسلامی دانشوروں اور علماء کی پرورش کا گہوارہ رہا ہے، اس ملک کے مختلف شہروں میں دسیوں قدیمی اور تاریخی کتابخانوں میں ان بزرگ ہستیوں کے ہزاروں قلمی نسخے بطور یادگار اب بھی موجود ہیں جن سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اس سرزمین میں دینی افکار، خاص کر مکتب اہل بیت علیہم السلام کی بنیاد کس قدر گہری اور لوگوں کی توجہ ودلچسپی کا باعث رہی ہے۔

علم وادب کی ان مایہ ناز عظیم ہستیوں نے اپنی مجاہدت اور فداکاری سے اسلام کے گرانقدر معارف کو سینہ بہ سینہ اور نسل درنسل ہم تک منتقل کرنے میں کامیابی حاصل کی جس کے نتیجہ میں ہم آج مختلف موضوعات منجملہ، عقیدہ وکلام، تفسیر وحدیث، تاریخ اسلام، فقہ واصول اور اخلاق و عرفان میں ہزاروں نفیس وگرانقدر کتابوں پر مشتمل بے بہا خزانے مشاہدے کررہے ہیں کہ جن کی بہتر نگہداشت واحیاء کے ساتھ ہی انہیں تشنگان علم ودانش اور محققین کے اختیار میں قرار دینے کی ضرورت ہے۔

اسی فریضہ کے مدنظر ہم نے اپنی کوشش اور کاوش کے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے سبھی دینی موضوعات پر مبنی مکمل کدوکاوش کے تحت کتاب شناسی کے کام کو جاری رکھا تا کہ اکابرین علماء

کے باقیماندہ اثرات میں کتابوں اوران کے موضوعات کا پتہ لگا سکیں، اس سلسلہ میں علامۂ شہیر جناب حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر سید شہوار حسین صاحب نے کتاب شناسی کے مجموعہ کے تحت اب تک، نہج البلاغہ، تفسیر قرآن اور غدیر نیز فلسفہ اور علمائے امامیہ ہند کے سلسلہ میں کتابوں کو مکمل کر کے شائع کیا ہے اور اب کتاب شناسی کے مجموعہ میں سے ایک اور کتاب صحیفۂ سجادیہ کے تراجم وشروح پر مبنی زبور آل محمد کے نام سے جانی جانے والی صحیفۂ سجادیہ سے متعلق تحقیقی کتاب آپ کے حضور میں پیش کی جارہی ہے۔

اس کتاب کے مکمل ہونے کے بعد واقعی ہمیں تعجب ہوا کہ اس سرزمین پر مختلف زبانوں، منجملہ، اردو، انگریزی اور گجراتی زبانوں میں صحیفۂ سجادیہ کے تراجم کی تعداد کافی زیادہ ہے جو بزرگ علمائے کرام کی گرانقدر زحمات کا یادگار ثمرہ ہے۔

صحیفۂ سجادیہ، حضرت امام علی بن الحسین المعروف بہ امام زین العابدین وسید الساجدینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ ہے جو ان سے ہمیں عنایت ہوا ہے۔ ان دعاؤں میں کہ جن میں مختلف موضوعات منجملہ خداشناسی، انسان شناسی اور عالم شناسی وغیرہ شامل ہیں بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر الٰہی معارف کی تبیین وتشریح ہوئی ہے، لہٰذا ان دعاؤں کو صرف دعاء والتجا کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے بلکہ یہ دینی معلومات کا بے بہا خزانہ ہیں جنھیں امامؑ کے ذریعہ، اس وقت کے حالات کو مدنظر رکھ کر دعاؤں کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

لہٰذا دانشوروں اور دینی اداروں پر لازم ہے کہ اس طرح کی کتابوں کے احیاء اور انہیں باقی رکھنے کے سلسلہ میں اقدام کریں تاکہ اسلامی معاشرہ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات سے مستفیض ہوسکے۔

اس سلسلہ میں جناب مولانا ڈاکٹر سید شہوار حسین نقوی کا کہ جنہوں نے اس کتاب اور اس کے آثار کو مجتمع کر کے تالیفی شکل دی اور جناب مولانا سید نذر امام نقوی اور جناب مولانا شیخ

حیدر مہدی کریمی صاحبان نے اس کی تصحیح اور نظر ثانی کے فرائض انجام دیئے اور ولایت فاؤنڈیشن دہلی کے ذریعہ شائع کر کے قارئین تک پہنچانے کا اقدام کیا، اس بابت ان سب حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

مہدی مہدوی پور

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُجِیْبِ الدَّعَوٰاتِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

سَیِّدِالْاَنْبِیَآءِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی وَآلِہِ الْمُجْتَبٰی

صحیفۂ سجادیہ حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی روح پرور دعاؤں کا مجموعہ ہے جو تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال سے صاحبانِ ایمان وعرفان کی عقیدت کا محور بنا ہوا ہے اس صحیفہ کے معتبر ہونے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ خود امام عالی مقام نے اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت زید شہید علیہ الرحمہ کے ذریعہ اسے مدون کرایا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے مدون کردہ نسخہ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سپرد کیا اور آپ نے وہ دعائیں متوکل بن ہارون کو لکھوائیں۔ جناب زید نے اپنا نسخہ جناب یحییٰ کے سپرد کیا اور ان سے محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ اور ان کے بھائی ابراہیم تک پہنچا۔ اس طرح نقل وکتابت کے ذریعہ یہ نسخے منتقل ہوتے ہوئے ساری دنیا میں پھیل گئے، عاشقان امامت نے انہیں حرز جان بنایا اور پابندی سے ان دعاؤں کا ورد شروع کیا۔ اس طرح یہ دعائیں اسلامی معاشرہ میں عام ہوئیں اور ''دعائی ادب'' عالم وجود میں آیا۔ ہندوستان میں اس صحیفۂ کی حفاظت کے لئے اہل علم اور اہل ثروت نے بھرپور توجہ کی، انہوں نے اپنے کتب خانوں میں نادر ونایاب نسخے محفوظ کئے تاکہ

یہ عظیم علمی سرمایہ آنے والی نسلوں تک منتقل ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے قدیم کتب خانوں میں بڑی تعداد میں صحیفۂ کاملہ کے نسخے محفوظ ہیں۔ صاحب عبقات سید المتکلمین میر حامد حسین طاب ثراہ کا کتب خانہ جو اپنے نوادرات کے لئے مشہور ہے اس میں صحیفۂ کاملہ کے تین اہم نسخے محفوظ ہیں:۔

مخطوطۂ کفعمی: شیخ ابراہیم بن علی کفعمی کا قلمی نسخہ جس پر ۵۶۷ھ کی تاریخ مندرج ہے۔

مخطوطۂ ابن ابی جمہور: ابن ابی جمہور جو فاضل احسائی کے نام سے معروف ہیں ان کا قلمی نسخہ اہمیت سے خالی نہیں۔

نسخۂ علامہ ابن ادریس؛ یہ نسخہ ۵۷۰ھ کا لکھا ہوا ہے جس کی علامہ ابن ادریس نے تصحیح کی اور سلسلۂ روایت درج کر کے دستخط کئے جس کی تاریخ ۵۷۳ھ ہے۔

ان تینوں نسخوں میں سے ہر ایک کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ شہید اول شہید ثانی اور شہید ثالث کے ہاتھ سے گذرا ہے اور اس پر ان تینوں علماء نے اپنے قلم سے عبارتیں تحریر کیں ہیں۔ یہ تینوں نسخے آٹھ سو سال سے زائد کے ہیں۔ مولانا سید تصدق حسین کنتوری نے اپنے زیر اہتمام کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں پانچ قدیم قلمی نسخے فراہم کئے تھے اس کے علاوہ کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد میں بھی نادر نسخے موجود ہیں۔ کتب خانۂ ممتاز العلماء لکھنؤ میں دیگر نسخوں کے علاوہ شہید اول کے ہاتھ کا نسخہ موجود ہے۔ جامعۂ ناظمیہ، سلطان المدارس، مدرسۃ الواعظین کے کتب خانوں میں بھی نادر و نایاب نسخے دستیاب ہیں۔ راجہ صاحب محمود آباد نے بھی اپنے کتب خانۂ سقراط میں نفیس و نادر نسخے فراہم کئے۔ رامپور رضا لائبریری، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ، خدا بخش لائبریری پٹنہ میں بھی بڑے تعداد میں نسخے موجود ہیں جن میں سے کچھ کتب خانوں کی فہرستیں کتاب کے آخر میں مندرج ہیں۔

جناب مفتی محمد عباس لکھنوی کے پاس بھی نادر نسخہ تھا جو اب مفتی سید طیب آغا جزائری

صاحب کے پاس قم ایران میں موجود ہے۔ گرویزی خاندان کے پاس ملتان میں بارہویں صدی کے نسخے موجود تھے۔ ملا سیف الدین کے کتب خانہ میں خط کوفی میں لکھا ہوا نسخہ تھا۔ ترکی کے کتب خانوں میں بھی بڑے مرصع مطلا قدیم نسخوں کا وجود ملتا ہے۔ کتب خانۂ شیخ الاسلام مدینۂ منورہ میں نویں صدی ہجری کا نسخہ موجود ہے جس پر سلاطین ترکیہ کی مہریں ہیں۔ آستانۂ قدس رضوی مشہد مقدس، اور کتب خانۂ آیت اللہ مرعشی قم میں بھی نادر و نایاب نسخے محفوظ ہیں۔ نجف اشرف، کربلا، حلہ عراق نیز جبل عامل لبنان کے کتب خانوں میں بھی قدیم ترین نسخے دستیاب ہیں۔ جامعۂ از ہر مصر میں بھی اس کے نسخے پائے جاتے ہیں۔

اس صحیفہ کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ اس کے ترجمے دنیا کی مشہور زبانوں میں کئے گئے ہیں۔ فارسی، ہندی، انگریزی، گجراتی، تمل، بنگالی، ترکی، ملائی، فرانسیسی، اٹلی اور جرمنی زبانوں میں یادگار ترجمے رائج ہیں۔ جہاں تک عربی و فارسی شرحوں کا سوال ہے تو بڑی تعداد میں عراق، لبنان اور ایران کے علماء نے لا جواب شرحیں لکھیں ہیں جن کا ہم یہاں مختصراً ذکر کر رہے ہیں۔

شارحین

میرزا ابراہیم بن میر محمد معصوم بن فصیح بن میر اطباء الحسینی التبریزی القزوینی (۱۱۴۹ھ)

آپ نے صحیفہ کی دعاؤں کی معلوماتی شرح تحریر کی۔ [۱]

ابوالحسن علی بن حسن زواری

آپ نے فارسی میں صحیفۂ سجادیہ کی شرح لکھی۔ ۹۴۷ھ میں لکھ کر فارغ ہوئے۔ [۲]

---

۱ الذریعہ، ج:۱۳، ص:۳۴۹

۲ الذریعہ، ج:۱۳، ص:۳۵۳

ابو جعفر محمد بن جمال الدین (۱۰۳۰ھ)

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی شرح لکھی۔ ۱

میر باقر داماد استرآبادی

آپ نے صحیفہ پر تحقیقی حاشیہ لکھا۔

آغاز:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لَوْحَ الْاَمْرِ وَالْخَلْقِ صَحِیْفَةً لِسَعَادَتِهٖ، وَرَقَماً لِسُوَرِهٖ وَآيَاتِهٖ بِمِدَادِ قَضَائِهٖ وَقُدْرَةً.......الخ ۲

بدیع الهرندی

آپ نے صحیفہ کی فارسی میں ایسی شرح لکھی جس کا نام "ریاض العابدین" ہے جو انتہائی معلوماتی شرح ہے۔ ۳

تاج الدین حسن بن محمد اصفہانی

مشہور فقیہ فاضل ہندی کے والد تھے آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی جو مکتب میرزا ابوالہدیٰ کلباسی اصفہان میں موجود ہے۔ ۴

---

۱ الذریعہ ج۱۳،ص۳۵۷۔

۲ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۷۔

۳ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۸۔

۴ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۹۔

تقی الدین ابراہیم بن علی (۹۵ھ)

آپ کی تحریر کردہ تحقیقی شرح "مصباح کفعمی" کے نام سے مشہور ہے جس کے متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ ۱

جمال الدین کوکبانی یمانی (۱۳۳۹ھ)

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی شرح لکھی۔ آپ ہندوستان بھی آئے تھے لیکن وفات بغداد میں ہوئی۔ ۲

حبیب اللہ بن مدد علی کاشانی

آپ نے معلوماتی شرح تحریر کی۔ یہ شرح آپ کے خانوادے کے پاس موجود تھی۔ ۳

حسن بن عباس بلاغی

آپ نے دو دو جلدوں میں مشہد امام رضا علیہ السلام کے قیام کے دوران ۱۱۰۵ھ میں شرح لکھی۔

آغاز:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدُّعَاءَ اَمَاناً مِنَ الْاِخْطَاءِ وَجُنَّةً وَّاقِیَةً مِنْ كَیْدِ الْاَعْدَاءِ وَشَرِّ الْاَشْرَارِ ۴

---

۱ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۹۔

۲ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۹۔

۳ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۹

۴ الذریعہ ج۱۳،ص۳۴۹۔

میرزا حسن بن عبدالرزاق لاھیجی

آپ نے تین جلدوں میں صحیفۂ سجادیہ کی معنی خیز شرح لکھی۔ [۱]

حسین بن حسن جیلانی اصفہانی (۱۱۲۹ھ)

آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی۔ جس پر جیّد علماء کی تقاریظ مندرج ہیں۔ اس کا نسخہ السید زین العابدین لواسانی کے پاس تہران میں موجود تھا۔ [۲]

حسین بن حسن کرکی (۱۰۱۰ھ)

آپ محقق کرکی کے نواسے تھے۔ ۹۵۹ھ میں صحیفہ کا حاشیہ لکھ کر فارغ ہوئے۔ [۳]

حسین خوانساری (۱۰۹۹ھ)

آپ نے صحیفہ کا توضیحی ترجمہ اور مختصر شرح لکھی جس کا ذکر کتاب ریاض العلماء میں موجود ہے۔ [۴]

خلیل بن غازی قزوینی

آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی۔ جو کتابخانہ شیخ الشریعۃ نجف میں موجود تھی۔ [۵]

---

۱ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۴۹۔

۲ الذریعہ، ج:۱۳، ص:۳۵۰۔

۳ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۰۔

۴ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۰۔

۵ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۱۔

رضا علی طالقانی

آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی۔ آقای محمد صالح روغنی نے آپ کو ان الفاظ سے یاد کیا ''العالم الفاضل الفقيه المتورع الكامل العالم بالحقائق المولیٰ رضا علی طالقانی قد شرح فی سالف الزمان الصحيفة...'' [۱]

رفیع الدین محمد بن حیدر حسینی (۱۰۹۹ھ)

آپ علامہ مجلسیؒ کے استاد تھے۔ شیخ بہائی آپ کے خاص شاگرد تھے۔ آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی۔ [۲]

شرف الدین علی بن حجۃ اللہ شولستانی

آپ علامہ محمد باقر مجلسیؒ کے شیخ تھے آپ نے صحیفہ کی شرح تحریر کی۔ [۳]

شریف ابوالحسن بن محمد طاہر اصفہانی (۱۱۴۰ھ)

آپ کی تحریر کردہ شرح صحیفہ بہت مشہور ہوئی۔ [۴]

صدر الدین بن نصیر الدین طباطبائی

آپ کا قیام یزد میں تھا صحیفہ کی یادگار شرح قلمبند کی۔ [۵]

---

۱ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۱۔

۲ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۷۔

۳ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۳۔

۴ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۴۶۔

۵ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۲

عباس بن محمد علی بلاغی

آپ نے صحیفہ کی معلوماتی شرح تصنیف کی۔ [۱]

عبدالباقی الخطاط تبریزی

آپ نے صحیفہ کی معلوماتی شرح رقم کی۔ [۲]

عبدالغفار رشتی

شاہ عباس کے معاصر تھے، صحیفہ کا تحقیقی حاشیہ قلمبند کیا۔ [۳]

میرزا عبداللہ آفندی

میرزا عیسی تبریزی اصفہانی کے فرزند اور علامہ مجلسیؒ کے شاگرد تھے آپ کی مشہور تصنیف ''ریاض العلماء'' ہے اسے اہم تذکرہ مانا جاتا ہے۔ آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی تھی۔ [۴]

عزالدین الحسین بن عبدالعمد عاملی

آپ شیخ بہائی کے والد بزرگوار تھے۔ صحیفۂ سجادیہ کی شرح لکھی۔ بڑے ذی علم و ذی فضل تھے۔ [۵]

---

۱ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۲۔

۲ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۶۔

۳ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۲۔

۴ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۳۔

۵ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۱۔

شیخ علی بن ابو جعفر محمد (۱۱۰۴ھ)

آپ نے صحیفہ کی شرح لکھی۔ مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ کتابخانۂ سید محمد مشکاۃ تہرانی میں موجود تھا۔ [۱]

شیخ علی بن زین العابدین

آپ نے صحیفہ کی معنی خیز شرح لکھی جس میں صرفی ونحوی اور لغوی مباحث موجود ہیں۔

آغاز:

''بِحَمْدِکَ اللّٰهُمَّ وَبِشُکْرِکَ هَدَیْتَنَا وَبِعَظَمَتِکَ وَجَلَالِکَ عَنِ الْغَوَایَةِ......الخ''

شرح کا نسخہ کتب خانہ شیخ محمد سماوی نجف اشرف میں موجود تھا۔ تالیف کا سن ۱۰۹۷ھ ہے۔ نسخہ کی کتابت ۱۱۰۱ھ میں ہوئی۔ [۲]

فتح اللہ الخطاط الصوفی

تصوف کے رنگ میں رنگی ہوئی شرح صحیفہ ہے۔ مؤلف نے متنبّی کی بھی شرح لکھی تھی۔ [۳]

فخرالدین بن محمد علی طریحی (۱۰۸۵ھ)

آپ نے شرح صحیفہ لکھی جس کا نام النکت اللطیفۃ ہے معلوماتی شرح ہے۔ [۴]

---

۱ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۴

۲ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۳۔

۳ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۴۔

۴ الذریعہ ج۱۳، ص۳۵۵۔

میرزا قاضی

آپ نے ''تحفۃ الرضویۃ'' کے عنوان سے صحیفہ کی شرح لکھی۔ ۱

قطب الدین محمد بن علی شریف لاھیجی

آپ نے فارسی میں صحیفہ کی شرح لکھی۔

آغاز:

''صحیفۂ جامعۂ عالم امکان یعنی ترجمۂ بلیغۂ صنائع بدائع آفریدگار تعالیٰ شانہ و تعظیم سلطانہ... ۲

محسن فیض کاشانی (۱۰۹۱ھ)

آپ نے شرح صحیفہ کا آغاز ۱۰۵۵ھ میں کیا۔

آغاز:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَتَبَ فِیْ صَحِیْفَةِ قُلُوْبِنَا حُجَّةَ اَوْلِیَآئِہٖ۔ ۳

محمد باقر الحسینی الشیرازی

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی شرح لکھی۔ ۱۲۳۱ھ میں لکھ کر فارغ ہوئے۔ ۴

---

۱ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۵۔

۲ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۷

۳ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۸۔

۴ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۴۶۔

محمد باقر مجلسیؒ (۱۱۱۱ھ)

آپ نے صحیفہ کی شرح فارسی زبان میں لکھی۔ اس کا نسخہ شیخ علی اکبر نہاوندی کے پاس خراسان میں موجود تھا، اس شرح کا نام ''الفوائد الظریفۃ''۔ ۱

میرزا محمد بن محمد رضا مشہدی

آپ نے شرح صحیفہ کا آغاز اول شہر رمضان المبارک ۱۰۹۱ھ میں کیا۔ اس کا نسخہ کتاب خانہ سید محمد محیط تہرانی میں موجود ہے۔ ۲

محمد تقی مجلسی

شیخ محمد تقی مجلسی نے علمی شرح لکھی اس کا ایک نسخہ مکتبہ آقای السید حسن الصدر کاظمین میں موجود تھا جس کی تاریخ ۱۰۷۳ھ ہے۔ ۳

محمد رضا الاعرجی

آپ نے ملا سید علی خاں مدنی کی مشہور شرح ریاض السالکین کا خلاصہ کیا۔ ۴

محمد شاہ شیرازی

شیخ علی حزیں کے استاد تھے آپ نے صحیفہ کی شرح ''ریاض العارفین'' لکھی۔ ۵

---

۱ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۴۷۔

۲ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۶۔

۳ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۴۸۔

۴ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۱۔

۵ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۸۔

محمد صالح بن محمد روغنی

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی شرح ۱۰۷۳ھ میں لکھی۔ ۱

محمد طاہر بن الحسین الشیرازی

آپ کا قیام قم مقدسہ میں تھا۔ صحیفہ کی شرح رقم کی جو السید علی ہمدانی کے پاس نجف اشرف میں موجود تھی۔ ۲

محمد عبد الباقی

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی لغت حل کی۔

آغاز:

اَمَّابَعْد حمدالله علی آلائه والصلوٰة والسلام علی نبینا محمد و آله.... ۳

محمد علی بن سلیمان جیشی

آپ نے شرح صحیفہ لکھی جو آپ کے فرزند کے پاس موجود تھی۔ ۴

میرزا محمد علی بن نصیر رشتی (۱۳۳۴ھ)

فارسی میں آپ نے شرح لکھی۔ ۵

۱ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۲۔
۲ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۳۔
۳ کشف الحجب والاستار میر اعجاز حسین۔
۴ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۴۔
۵ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۴

شیخ نور الدین ابو الحسن علی کرکی (۹۴۰ھ)

شیخ عبد العالی کرکی کے فرزند تھے۔ صحیفہ کی یادگار شرح تحریر کی۔ ۱

ہادی بن محمد صالح مازندرانی (۱۱۳۴ھ)

صحیفہ کی فارسی شرح ہے۔

یعقوب بن ابراہیم بختیاری (۱۱۵۰ھ)

صحیفہ کی معلوماتی شرح ہے۔ ۲

۱ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۳۔
۲ الذریعہ ج ۱۳، ص ۳۵۹

اسنادِ صحیفۂ کاملۂ سجادیہ

ہم سے سید اجل نجم الدین بہاء الشرف ابوالحسن محمد بن حسن ابن احمد ابن علی ابن محمد ابن عمر ابن یحییٰ علوی حسینی رحمۃ اللہ نے اس صحیفہ کی روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ۵۱۶ھ میں شیخ سعید ابوعبداللہ محمد ابن احمد ابن شہریار خزینہ دار آستانۂ مولانا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علی علیہ السلام کے سامنے صحیفہ پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس صحیفہ کو شیخ صدوق ابی منصور محمد ابن محمد ابن احمد ابن عبدالعزیز العکبر ی المعدل رحمۃ اللہ سے سنا ہے کہ جب وہ اُن کے سامنے پڑھا جا رہا تھا اور شیخ ابی منصور نے اس کی روایت ابوالمفضل محمد ابن عبداللہ ابن مطلب شیبانی سے کی ہے اور انہوں نے شریف ابوعبداللہ جعفر ابن محمد ابن جعفر ابن حسن ابن جعفر ابن حسن ابن حسن ابن امیر المومنین علی ابن ابی طالب ؑ سے اور انہوں نے ۲۶۵ھ میں عبداللہ ابن عمر ابن خطاب زیات سے اور انہوں نے اپنے ماموں علی ابن نعمان اعلم سے اور انہوں نے عمیر ابن متوکل ثقفی بلخی سے اور انہوں نے اپنے باپ متوکل ابن ہارون سے۔ متوکل کا بیان ہے کہ جب یحییٰ ابن زید بن علی اپنے باپ کے شہید ہو جانے کے بعد خراسان جا رہے تھے تو میں نے اُن سے ملاقات کی اور سلام عرض کیا۔ انہوں نے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا حج

سے واپس آرہا ہوں۔ یحییٰ نے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں کے حالات دریافت کئے جو مدینہ میں تھے۔ اور جعفر ابن محمد ؑ کے متعلق بہت دیر تک پوچھتے رہے۔ میں نے اُن سب کا حال بیان کیا اور ان کے والد زید بن علی کی شہادت پر ان سب کے حزن و تاثر کا ذکر کیا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میرے چچا محمد ابن علی الباقر علیہ السلام نے میرے والد کو ترکِ خروج کا مشورہ دیا تھا، اور انہیں بتلایا تھا کہ اگر انہوں نے خروج کیا اور مدینہ کو چھوڑا تو انجام کار کیا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ تم نے میرے ابن عم جعفر ابن محمد علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کیا تم نے میرے بارے میں ان سے کچھ سنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا جو کچھ میرے متعلق فرمایا ہو بتاؤ۔ میں نے کہا میری جان آپ پر نثار ہو مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ جو میں نے سنا ہے آپ کے سامنے عرض کروں۔ فرمایا مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ جو سنا ہے بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے حضرت کو فرماتے سنا ہے کہ آپ بھی قتل ہوں گے اور سولی پر لٹکائے جائیں گے جس طرح آپ کے والد قتل کئے گئے اور سولی پر لٹکائے گئے۔ یہ سن کر ان کا چہرہ متغیر ہوگیا اور اس آیت کی تلاوت کی ''وہ جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس بات کو چاہتا ہے نقش کر دیتا ہے اور اُس کے پاس لوح محفوظ ہے۔ اور فرمایا اے متوکل اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ذریعہ اس دین کو تقویت پہنچائی۔ اور ہمارے حصہ میں علم اور تلوار آئی ہے اور یہ دونوں چیزیں ہمارے لئے فراہم ہیں۔ اور ہمارے چچازاد بھائی صرف علم سے مخصوص ہیں۔ میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں، میں نے بہ نسبت آپ کے اور آپ کے والد کے لوگوں کو آپ کے ابن عم جعفر صادق علیہ السلام کی طرف زیادہ مائل پایا ہے۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے چچا محمد ابن علی الباقر علیہ السلام اور ان کے فرزند جعفر صادق علیہ السلام نے لوگوں کو زندگی و بقا کی دعوت دی ہے اور ہم نے انہیں موت کی جانب بلایا ہے۔ میں نے کہا اے فرزندِ رسولؐ وہ حضرات زیادہ علم رکھتے ہیں یا آپ؟ یہ سن کر کچھ عرصہ کے

لئے زمین میں آنکھیں گاڑ دیں پھر سر اُٹھایا اور فرمایا کہ علم سے تو ہم سب ہی بہرہ مند ہیں مگر ہاں وہ ان تمام چیزوں کا علم رکھتے ہیں جن کا ہم علم رکھتے ہیں، اور جو وہ جانتے ہیں وہ سب کا سب ہم نہیں جانتے۔ پھر مجھ سے فرمایا کیا تم نے میرے ابن عم کے افادات بھی کچھ لکھے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا جو کچھ لکھا ہے مجھے دکھاؤ۔ میں نے مختلف علوم کے سلسلہ میں حضرتؑ کے ارشادات دکھائے اور ایک دعا بھی دکھائی جو حضرتؑ نے مجھے لکھوائی تھی اور فرمایا کہ میرے والد بزرگوار محمد ابن علی ؑ نے مجھے لکھوائی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ دعا میرے والد علی ابن الحسین علیہ السلام کی ادعیہ صحیفۂ کاملہ میں سے ہے۔ یحییٰ نے اُسے آخر تک دیکھا اور فرمایا مجھے اس کے لکھنے کی اجازت دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ اے فرزندِ رسولؐ آپ مجھ سے ایسی چیز کی اجازت طلب فرماتے ہیں جو خود آپ ہی کے گھر کی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا میں بھی مکمل دعاؤں کا ایک صحیفہ تمہیں دکھاؤں گا جو میرے پدر گرامی نے اپنے والد بزرگوار سے یاد کی تھی اور مجھے میرے والد نے ان کے محفوظ رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ نااہل لوگوں سے انہیں پوشیدہ رکھوں۔ عمیر کہتے ہیں کہ میرے والد (متوکل) نے بیان کیا کہ میں نے اُٹھ کر ان کے سر کو بوسہ دیا۔ اور عرض کیا خدا کی قسم اے فرزندِ رسولؐ میں تمہاری دوستی و اطاعت کے ساتھ اللہ کی پرستش کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ وہ میری زندگی اور میرے مرنے کے بعد تمہاری محبت و دوستی کی وجہ سے سعادت و نیک بختی بخشے۔ پھر آپ نے وہ صحیفہ جو میں نے انہیں دیا تھا ایک صاحبزادے کو دیا جو ان کے ہمراہ تھا اور اس سے فرمایا کہ اس دعا کو واضح و خوشخط لکھ لو مجھے دکھاؤ تا کہ میں اسے زبانی یاد کرلوں۔ کیوں کہ میں نے حضرت جعفر صادق حفظ اللہ سے اس دعا کو طلب کیا تھا مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا تھا۔ متوکل کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنا تو اپنے کئے پر پشیمان ہوا؛ اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اب کیا کروں (پھر خیال آیا کہ) حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے پہلے سے منع بھی تو نہیں فرمایا تھا کہ

یہ دعا کسی کو نہ دینا۔ اس کے بعد یحییٰ نے ایک صندوقچہ نکالا۔ اُس پر مہر کو دیکھا تو اُسے چوما اور گریہ فرمایا پھر اس کی مہر توڑی قفل کھولا اور صحیفہ کو پھیلا کر اپنی آنکھوں سے لگایا اور چہرے پر ملا اور فرمایا اے متوکل خدا کی قسم اگر تم میرے ابن عم کے اس قول کو نقل نہ کرتے کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اور سولی پر لٹکا دیا جاؤں گا تو میں ہرگز یہ صحیفہ تمہارے حوالے نہ کرتا۔ اور اس کو دینے میں بخل سے کام لیتا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے سچ ہے۔ اور یہ بات انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنی ہے اور بہت جلد ہو کر رہے گی۔ اسی لئے میں ڈرتا ہوں کہ یہ علمی ذخیرہ بنی امیہ کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے چھپا ڈالیں۔ اور اپنے خزانوں میں صرف اپنے لئے ذخیرہ کر لیں۔ لہٰذا تم اسے اپنے پاس رکھو اور میری جگہ اس کی حفاظت کرو، اور منتظر رہنا اور اس صحیفہ کو اپنے پاس امانت رکھنا۔ اور جب اللہ میرا اور اس قوم کا جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے کر دے تو اسے میرے چچازاد بھائیوں محمد و ابراہیم کے پاس پہنچا دینا کیونکہ وہی میرے بعد اس سلسلہ میں میرے قائم مقام ہیں۔ متوکل کا بیان ہے کہ میں نے وہ صحیفہ لے لیا۔ اور جب یحییٰ ابن زید شہید کر دیئے گئے تو میں مدینہ گیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور یحییٰ کا تمام واقعہ اُن سے نقل کیا۔

حضرتؑ رونے لگے اور یحییٰ کے واقعات سن کر بہت غمگین ہوئے۔ اور فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے میرے ابن عم پر اور انہیں ان کے آبا و اجداد کے ساتھ رکھے۔ اے متوکل خدا کی قسم مجھے اس دعا کے دینے میں وہی خوف مانع تھا جو انہیں خود اپنے باپ کے صحیفہ کے بارے میں تھا۔ اچھا وہ صحیفہ کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ہے۔ آپؑ نے اُسے کھولا اور فرمایا خدا کی قسم یہ میرے چچا زید کی تحریر ہے اور دادا علی ابن الحسین علیہ السلام کی دعائیں ہیں۔ پھر آپ نے اپنے فرزند اسمٰعیل سے فرمایا کہ جا کر وہ دعائیں لے آؤ جن کی حفاظت و نگہداشت کی میں نے تمہیں ہدایت کی تھی۔ اسمٰعیل گئے اور ایک صحیفہ لائے جو بالکل ویسا ہی تھا جیسا یحییٰ ابن زید نے مجھے دیا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام

نے اس صحیفہ کو بوسہ دیا۔ اپنی آنکھوں سے لگایا کہ یہ میرے والدِ بزرگوار کا خط ہے۔ جسے میرے سامنے دادا (علی ابن الحسین علیہ السلام) نے لکھوایا تھا۔ میں نے عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس صحیفہ کا زید و یحییٰ کے صحیفہ سے مقابلہ کر لوں۔ حضرتؑ نے اجازت دی اور فرمایا کہ میں تم اس کا اہل پاتا ہوں۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونوں صحیفے ایک ہی ہیں۔ اور ایک حرف بھی دونوں کا ایک دوسرے سے مختلف نہیں۔ پھر میں نے حضرتؑ سے اجازت مانگی کہ اسے عبداللہ ابن حسن کے دونوں بیٹوں کے حوالے کر دوں۔ آپ نے فرمایا ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچا دو'' میں اُن دونوں کی ملاقات کے لئے اُٹھا تو حضرتؑ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر رہو۔ پھر ایک شخص کے ذریعہ محمد و ابراہیم کو بُلوایا۔ جب وہ آئے تو اُن سے فرمایا کہ یہ تمہارے ابن عم یحییٰ کی میراث ہے جو انہیں اپنے باپ سے ملی تھی۔ اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے بجائے تم دونوں کو اس کے لئے مخصوص کیا ہے۔ مگر اس صحیفہ کے بارے میں تم دونوں سے ایک شرط کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے، فرمایئے۔ آپ کا جو ارشاد ہوگا ہمارے لئے قابلِ قبول ہوگا۔ فرمایا کہ تم اس صحیفہ کو مدینہ سے باہر نہ لے جانا۔ انہوں نے کہا یہ کس لئے؟ فرمایا کہ تمہارے ابن عم کو اس کے متعلق جو خطرہ تھا وہی خطرہ مجھے اس کے بارے میں تم دونوں سے ہے۔ کہا کہ انہیں خطرہ تو اس وقت لاحق ہوا جب انہیں اپنے مارے جانے کا علم ہوا۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ تم دونوں بھی اس خطرہ سے مطمئن نہ رہو۔ خدا کی قسم میں بخوبی جانتا ہوں کہ تم دونوں بھی ایسا اقدام کرو گے جیسا کہ انہوں نے کیا تھا اور تم بھی قتل کئے جاؤ گے جس طرح وہ قتل کئے گئے۔ وہ دونوں سن کر **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا اے متوکل! یحییٰ نے یہی تو کہا تھا کہ میرے چچا محمد ابن علی الباقر علیہ السلام اور ان کے فرزند جعفر صادق علیہ السلام لوگوں کو زندگی و حیات کی

طرف دعوت دیتے ہیں اور ہم انہیں موت کی جانب بُلاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں خدا آپؑ کے حالات سازگار رکھے۔ آپؑ کے ابن عم یحییٰ نے یہی کہا تھا۔ فرمایا خدا یحییٰ پر رحم کرے میرے پدر گرامی نے اپنے والد بزرگوار جدّ امجد اور علی علیہ السلام کے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تھے کہ اُن پر غنودگی طاری ہوگئی اور خواب میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح کودرہے ہیں اور لوگوں کو اُلٹے پیروں واپس پلٹا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھل گئی اور سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ اس عالم میں کہ حزن واندوہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔ اتنے میں جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے: وہ خواب جو ہم نے تم کو دکھایا اس لئے دکھایا کہ وہ لوگوں کے لئے ایک آزمائش ہو اور اسی طرح وہ شجرہ جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر وہ اس ڈرانے کے باوجود سرکشی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں (شجرۂ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں) پیغمبرؐ اکرم نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ لوگ میرے عہد اور زمانہ میں ہوں گے؟ کہا نہیں بلکہ آپ کی ہجرت کے بعد اسلام کا دوردورہ ہوگا جو دس برس تک برقرار رہے گا اور پھر اسلام کا دوردورہ ہجرت کے پینتیسویں سال کے آغاز میں شروع ہوگا اور پانچ برس تک برقرار رہے گا اور پھر ایسی گمراہی کا چکر چل نکلے گا جو اپنے مرکز پر جم کر کھڑی ہو جائے گی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے ''ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اُتارا اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔ بنی امیہ ان ہزار مہینوں تک قابض رہیں گے مگر ان مہینوں میں شب قدر نہ ہوگی۔ پھر فرمایا کہ خداوندِ عالم نے اپنی نبیؐ کو آگاہ کردیا تھا کہ بنی امیہ ان ہزار مہینوں کی مدت تک مسلمانوں کے حل وعقد کے مالک اور برسرِ اقتدار رہیں گے۔ اس طرح کہ پہاڑ بھی ان کی سربلندی سے مقابلہ کرنا چاہیں گے تو وہ ان سے بھی اونچے دکھائی

دیں گے یہاں تک کہ خداوندِ عالم اُن کے ملک وسلطنت کو زوال کا حکم دے گا اور وہ اس تمام عرصہ میں ہم اہل بیت ا کے بغض وعداوت کو اپنا شعار بنائے رکھیں گے اور اُن کے زمانۂ حکومت میں اہل بیت محمدؐ اور ان کے دوستوں اور پیروی کرنے والوں پر جو مصیبتیں نازل ہوں گی ان سب پر اپنے نبیؐ کو مطلع کردیا تھا۔ اور انہی بنی امیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے ''کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر غور نہیں کیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بدلے ناشکری اختیار کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اُتارا کہ سب واصلِ جہنم ہوں گے اور وہ کیا بُرا ٹھکانہ ہے''۔ (اس آیت میں) نعمت الٰہی سے مراد محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ ہیں جن کی محبت عین ایمان ہے جو جنت میں لے جائیگی۔ اور اُن سے دشمنی سراسر کفر ونفاق ہے جو دوزخ میں لا پھینکے گی۔ اور پیغمبرؐ نے علیؑ اور اہل بیت ا کو اس امر سے آگاہ کردیا تھا۔ متوکل کہتے ہیں کہ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ ظہور حضرت قائمؑ سے پہلے ہم اہل بیت ا میں سے ظلم کو دور کرنے یا حق کو سربلند کرنے کے لئے کسی نے خروج نہیں کیا اور نہ کرے گا، مگر یہ کہ آفات وبلیات اس کی بیخ کنی کریں گے۔ اور اس کا یہ اقدام ہمارے اور ہمارے دوستوں کے رنج وآلام میں اضافہ کردے گا۔ متوکل ابن ہارون کا بیان ہے کہ پھر حضرتؑ نے وہ دعائیں مجھے لکھوادیں اور وہ پچھتّر دعائیں تھیں۔ گیارہ دعاؤں کے ضبط وحفظ سے قاصر رہا اور ساٹھ سے کچھ اُوپر دعائیں میں نے زبانی یاد کرلیں۔

(شیخ عکبری جن کا ذکر پہلے آچکا ہے دوسری سند سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ) ہم سے ابوالمفضل نے بیان کیا اور اُن سے محمد ابن حسن روزبہ ابوبکر مدائنی کاتب ساکن رحبہ نے گھر کے اندر بیان کیا اور انہوں نے محمد ابن احمد ابن مسلم مطہری سے روایت کی، اور انہوں نے اپنے باپ (احمد ابن مسلم) سے اور انہوں نے عمیر ابن متوکل بلخی سے اور انہوں نے اپنے باپ

متوکل ابن ہارون سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے یحییٰ ابن زید ابن علی علیہ السلام سے ملاقات کی اور پھر پیغمبرؐ کے خواب تک کا پورا واقعہ بیان کیا جسے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین صلوات اللہ علیہم سے روایت کیا ہے اور مطہری کی روایت میں دعاؤں کی فہرست کا بھی اس طرح ذکر ہے:[1]

[1] صحیفہ کاملہ مفتی جعفر حسین، ص: ۷۰

صحیفہ سجادیہ کے موضوعات

۱	التحمید للّٰہ عزّو جل	خداوند عالم کی حمد وستائش
۲	الصلوۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلہ	رسول اکرمؐ پر درود وسلام
۳	الصلوۃ علی حملۃ العرش	حاملانِ عرش اور مقرب فرشتوں پر صلوات
۴	الصلوۃ علی مصدق الرسل	انبیاءؑ کی تصدیق کرنے والوں کے حق میں دعا
۵	دُعاؤہ لنفسہٖ وخاصتہٖ	اپنے اور اپنے خاص دوستوں کے لئے دعا
۶	دعاؤہ عندالصباح والمساء	صبح وشام کی دعا
۷	دعاؤہ فی المھمات	اہم امور کی دعا
۸	دعاؤہ فی الاستعاذہ	خدا کی پناہ چاہنے کی دعا
۹	دعاؤہ فی الاشتیاق	اشتیاق طلب مغفرت کی دعا
۱۰	دعاؤہ فی اللجاء الی اللّٰہ تعالیٰ	طلب پناہ کے سلسلہ میں دعا
۱۱	دعاؤہ بخواتم الخیر	انجام بخیر ہونے کی دعا
۱۲	دعاؤہ فی الاعتراف	اعتراف کی دعا
۱۳	دعاؤہ فی طلب الحوائج	طلب حاجات کے سلسلہ میں دعا
۱۴	دعاؤہ فی الظلامات	دادخواہی کی بابت دعا

۱۵	دعاؤه عند المرض	مرض کے دفعیہ کی دعا
۱۶	دعاؤه فی الاستقالة	عفو تقصیر وطلب معذرت کی دعا
۱۷	دعاؤه علی الشیطان	شیطان کے خلاف دعا
۱۸	دعاؤه فی المحذورات	ناخوشگوار حالات میں دعا
۱۹	دعاؤه فی الاستسقاء	طلب باراں کی دعا
۲۰	دعاؤه فی مکارم الاخلاق	مکارم اخلاق کی دعا
۲۱	دعاؤه اذا حزنه امر	رنج واندوہ کے موقع کی دعا
۲۲	دعاؤه عند الشدة	شدت وسختی کے وقت کی دعا
۲۳	دعاؤه بالعافیة	طلب عافیت کی دعا
۲۴	دعاؤه لابویه	والدین کے حق میں دعا
۲۵	دعاؤه لولده	اولاد کے حق میں دعا
۲۶	دعاؤه لجیرانه	ہمسائیوں کے حق میں دعا
۲۷	دعاؤه لاهل الثغور	سرحد کی حفاظت کرنے والوں کے لئے دعا
۲۸	دعاؤه فی التفزّع	یکسوئی کی دعا
۲۹	دعاؤه اذا اقتر علیه	تنگی رزق کے موقع پر پڑھنے کی دعا
۳۰	دعاؤه فی المعونة علی قضاء الدین	ادائے قرض کی امداد کی دعا
۳۱	دعاؤه بالتوبة	دعائے توبہ
۳۲	دعاؤه فی صلوة اللیل	نماز شب کی دعا
۳۳	دعاؤه فی الاستخارة	دعائے استخارہ
۳۴	دعاؤه اذاابتلی ورأی مبتلی بفضیحة بذنب	کسی کو مبتلائے گناہ دیکھ کر دعا

۳۵	دعاؤه فی الرضاء بالقضاء	قضاوقدر الٰہی پر خوش رہنے کی دعا
۳۶	دعاؤه عند سماع الرعد	بادلوں کے گرجنے کے وقت کی دعا
۳۷	دعاؤه فی الشکر	شکر الٰہی کی دعا
۳۸	دعاؤه فی الاعتذار	عذر وطلب مغفرت کی دعا
۳۹	دعاؤه فی طلب العفو	طلب عفو کی دعا
۴۰	دعاؤه عندذکر الموت	موت کو یاد کرنے کے وقت کی دعا
۴۱	دعاؤه فی طلب الستر والوقایة	طلب حفظ وعافیت کی دعا
۴۲	دعاؤه عند ختم القرآن	ختم قرآن کی دعا
۴۳	دعاؤه اذا نظر الی الهلال	رؤیت ہلال کی دعا
۴۴	دعاؤه لدخول شهر رمضان	استقبال ماہ رمضان کی دعا
۴۵	دعاؤه لوداع شهر رمضان	وداع ماہ رمضان کی دعا
۴۶	دعاؤه للعیدین والجمعة	عیدین اور جمعہ کی دعا
۴۷	دعاؤه لعرفة	روز عرفہ کی دعا
۴۸	دعاؤه للاضحی والجمعة	عید قربان اور روز جمعہ کی دعا
۴۹	دعاؤه فی دفع کید الاعداء	دشمن کے مکر کو دفع کرنے کی دعا
۵۰	دعاؤه فی الرهبة	خوف الٰہی کی دعا
۵۱	دعاؤه فی التضرع و الاستکانة	عجز وتضرع اور مسکینی کی بارگاہ الٰہی میں دعا
۵۲	دعاؤه فی الحاح	تضرع والحاح کے سلسلہ میں دعا
۵۳	دعاؤه فی التذلل	بارگاہ معبود میں عجز وفروتنی کی دعا
۵۴	دعاؤه فی استکشاف الهموم	رنج واندوہ کے دور ہونے کے لئے دعا

اور باقی ابواب بھی ابوعبداللہ حسنی کے الفاظ میں نقل ہوئے ہیں۔

صحیفہ کی جھلکیاں

☆ اگر اللہ اپنے بندوں کو حمدِ الٰہی کی معرفت سے محروم رکھتا تو وہ انسانیت کے دائرے سے نکل کر حیوانیت کی حدود میں آجاتے۔

☆ یہ نیا دن ہمارا چشم دید گواہ ہے۔ اگر آج ہم نے نیک کام کیے تو وہ ستائش کرتا ہوا اور اگر بُرے کام کیے تو مذمت کرتا ہوا رخصت ہوگا۔

☆ خدایا آج کی رات اور آج کے دن اور ہر دن ہمیں نیکی کرنے اور بدی سے دور رہنے کی توفیق عطا کر کہ ہم نعمتوں کا شکر، سنتوں کی پیروی، بدعتوں سے پرہیز، اچھائی کا حکم اور بُرائی سے منع کر سکیں، باطل کو ذلیل اور حق کی نصرت و اعزاز اور کمزوروں کی مدد کر سکیں۔

☆ میرے دل نے مجھے یہ فریب دیا کہ میں اُس سے مانگوں جو خود اپنی حاجتیں تجھ سے مانگتا ہے...... پھر تیری یاد سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ غفلت تھی، بھلا ایک محتاج دوسرے محتاج سے اور ایک مفلس دوسرے مفلس سے کیا مانگ سکتا ہے؟۔

☆ خدایا اس اقرارِ خطاداری پر اگر تو سزا دے تو یہ تیرا عدل ہوگا اور اگر معاف کر دے تو یہ کیا بڑی بات ہے کہ تو ربّ کریم ہے۔

☆ خدایا میں اپنی جہالت پر معذرت خواہ ہوں اور بُرے افعال کی معافی چاہتا ہوں مجھے اپنی رحمت کی آغوش میں جگہ دے۔

☆ خدایا اگر توبہ ندامت کا نام ہے تو میں سب سے زیادہ نادم ہوں اور اگر معصیت کا ترک کرنا توبہ ہے تو میں سب سے پہلا توبہ کرنے والا ہوں۔

☆ خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ان کے ذریعے ہماری ہدایت کی اور ہمیں گمراہی سے بچایا۔

☆ خدایا میرا رزق اسباب حلال سے ہو اور میرا خرچ نیک کاموں کے لئے ہو۔ مجھے اس دولت سے محفوظ رکھ جس کا نتیجہ تکبر بغاوت اور سرکشی ہوتا ہے۔

☆ مجھے نہیں معلوم کہ کس حال میں تیرا زیادہ شکر کروں؟ صحت میں کہ جب میں تیری نعمتوں سے بہرہ یاب ہوا، یا مرض میں کہ جب گناہوں سے محفوظ رہا اور توبہ کی تنبیہ ہوئی!

☆ خدایا مجھے حصول معیشت میں مشقتوں سے محفوظ رکھ اور ایسا رزق دے کہ ناجائز کسب معیشت کے نتائج سے محفوظ رہوں...اور شر پسند بندوں سے سوال کرنے پر مجبور نہ ہوں۔

☆ خدایا مسلمانوں کی سرحدوں کو اپنی قوتِ عزت سے محفوظ رکھ اور اُس کے نگرانوں کی تائید کر، اپنے خزانے سے اُن کی مدد کر، ان کی تعداد میں اضافہ، ہتھیاروں میں تیزی، ان کی مرکزیت کو محفوظ، ان کی جمعیت کو متحد اور ان کی رسد کو مسلسل رکھ اور اپنی نُصرت سے ان کے بازو اور قوی کر....

☆ خدایا میری اولاد کو عمر، صحت، دین، اخلاق اور عافیت فرما...اور ان کی تعلیم و تادیب و تربیت میں میری مدد کر۔

☆ خدایا جس طرح تو نے قرآن کی وجہ سے محمدؐ کو ہدایت کا نشان اور ان کی آل کو اپنی رضا کا وسیلہ بنایا ہم کو بھی قرآن کی برکت سے اور ان کے ذریعہ اشرفِ منازل سلامتی اور عزت کی بلندیوں تک پہنچا۔

دعائے سحر

امام علیہ السلام نے دعائے سحر میں اس طرح اپنی حاجتیں بیان فرمائیں:

اِلٰهِی لَا تُؤَدِّبْنِی بِعُقُوبَتِکَ، وَلَا تَمْکُرْبِی فِیْ حِیْلَتِکَ، مِنْ اَیْنَ لِیَ الْخَیْرُ یَارَبِّ وَلَا یُوْجَدُ اِلَّا مِنْ عِنْدِکَ؟ وَمِنْ اَیْنَ لِیَ النَّجَاةُ وَلَا تُسْتَطَاعُ اِلَّابِکَ؟ لَاالَّذِیْ اَحْسَنَ اسْتَغْنٰی عَنْ عَوْنِکَ وَ رَحْمَتِکَ، وَلَاالَّذِیْ اَسَآءَ وَاجْتَرَأَ عَلَیْکَ وَلَمْ یُرْضِکَ خَرَجَ عَنْ قُدْرَتِکَ...

بِکَ عَرَفْتُکَ وَاَنْتَ دَلَلْتَنِیْ عَلَیْکَ وَدَعَوْتَنِیْ اِلَیْکَ، وَلَوْلَا اَنْتَ لَمْ اَدْرِمَا اَنْتَ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَدْعُوْهُ فَیُجِیْبُنِیْ وَاِنْ کُنْتُ بَطِیْئاً حِیْنَ یَدْعُوْنِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَسْئَلُهُ فَیُعْطِیْنِیْ وَاِنْ کُنْتُ بَخِیْلًا حِیْنَ یَسْتَقْرِضُنِیْ...

اَدْعُوْکَ یَا رَبِّ رَاهِباً رَاغِباً رَاجِیاً خَائِفاً، اِذَا رَأَیْتُ مَوْلَایَ ذُنُوْبِیْ فَزِعْتُ، وَاِذَا رَأَیْتُ کَرَمَکَ طَمِعْتُ...

یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ، یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالرَّحْمَةِ، فَوَعِزَّتِکَ یَا سَیِّدِیْ لَوْ نَهَرْتَنِیْ مَا بَرِحْتُ مِنْ بَابِکَ وَلَا کَفَفْتُ عَنْ تَمَلُّقِکَ لَمَا انْتَهٰی اِلَیَّ مِنَ الْمَعْرِفَةِ بِجُوْدِکَ وَکَرَمِکَ...

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ کُلَّمَا قُلْتُ قَدْ تَهَیَّأْتُ وَتَعَبَّأْتُ وَقُمْتُ

لِلصَّلَاةِ بَیْنَ یَدَیْکَ وَنَاجَیْتُکَ اَلْقَیْتَ عَلَیَّ نُعَاساً اِذَا اَنَا صَلَّیْتُ وَسَلَبْتَنِیْ مُنَاجَاتَکَ اِذَا اَنَا نَاجَیْتُ، مَالِیْ کُلَّمَا قُلْتُ قَدْ صَلُحَتْ سَرِیْرَتِیْ وَقَرُبَ مِنْ مَجَالِسِ التَّوَّابِیْنَ مَجْلِسِیْ عَرَضَتْ لِیْ بَلِیَّةٌ اَزَالَتْ قَدَمِیْ وَحَالَتْ بَیْنَ خِدْمَتِکَ. سَیِّدِیْ لَعَلَّکَ عَنْ بَابِکَ طَرَدْتَنِیْ وَعَنْ خِدْمَتِکَ نَحَّیْتَنِیْ اَوْ لَعَلَّکَ رَأَیْتَنِیْ مُسْتَخِفّاً بِحَقِّکَ فَاَقْصَیْتَنِیْ، اَوْ لَعَلَّکَ فَقَدْتَنِیْ مِنْ مَجَالِسِ الْعُلَمَآءِ فَخَذَلْتَنِیْ اَوْ لَعَلَّکَ رَأَیْتَنِیْ فِی الْغَافِلِیْنَ فَمِنْ رَحْمَتِکَ آیَسْتَنِیْ اَوْلَعَلَّکَ رَأَیْتَنِیْ آلَفُ مَجَالِسَ الْبَطَّالِیْنَ فَبَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ خَلَّیْتَنِیْ اَوْلَعَلَّکَ لَمْ تُحِبَّ اَنْ تَسْمَعَ دُعَآئِیْ فَبَاعَدْتَنِیْ اَوْ لَعَلَّکَ بِجُرْمِیْ وَجَرِیْرَتِیْ کَافَیْتَنِیْ اَوْلَعَلَّکَ بِقِلَّةِ حَیَائِیْ مِنْکَ جَازَیْتَنِیْ...

اِلٰهِی لَوْ قَرَنْتَنِیْ بِالْاَصْفَادِ وَمَنَعْتَنِیْ سَیْبَکَ مِنْ بَیْنِ الْاَشْهَادِ وَدَلَلْتَ عَلٰی فَضَآئِحِی عُیُوْنَ الْعِبَادِ وَاَمَرْتَ بِیْ اِلَی النَّارِ وَحُلْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ الْاَبْرَارِ، مَا قَطَعْتُ رَجَآئِیْ مِنْکَ وَمَا صَرَفْتُ تَامِیْلِیْ لِلْعَفْوِ عَنْکَ وَلَا خَرَجَ حُبُّکَ مِنْ قَلْبِیْ...

اِرْحَمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَاغُرْبَتِیْ وَ بَعْدَالْمَوْتِ کُرْبَتِیْ وَ فِی الْقَبْرِ وَحْدَتِیْ وَفِی اللَّحْدِ وَحْشَتِیْ وَاِذَا نَشَرْتَ لِلْحِسَابِ بَیْنَ یَدَیْکَ ذُلَّ مَوْقِفِیْ وَاغْفِرْلِیْ مَا خَفِیَ عَلَی الْاٰدَمِیِّیْنَ مِنْ عَمَلِیْ وَاَدِمْ لِیْ مَا بِهٖ سَتَرْتَنِیْ اِرْحَمْنِیْ صَرِیْعاً عَلَی الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِیْ اَیْدِیْ اَحِبَّتِیْ وَتَفَضَّلْ عَلَیَّ مَمْدُوْداً عَلَی الْمُغْتَسِلِ

دعائے سحر

امام علیہ السلام نے دعائے سحر میں اس طرح اپنی حاجتیں بیان فرمائیں:

اِلٰهِیْ لَا تُؤَدِّبْنِیْ بِعُقُوْبَتِکَ، وَلَا تَمْکُرْبِیْ فِیْ حِیْلَتِکَ، مِنْ اَیْنَ لِیَ الْخَیْرُ یَارَبِّ وَلَا یُوْجَدُ اِلَّا مِنْ عِنْدِکَ؟ وَمِنْ اَیْنَ لِیَ النَّجَاةُ وَلَا تُسْتَطَاعُ اِلَّا بِکَ؟ لَاالَّذِیْ اَحْسَنَ اسْتَغْنٰی عَنْ عَوْنِکَ وَ رَحْمَتِکَ، وَلَاالَّذِیْ اَسَآءَ وَاجْتَرَأَ عَلَیْکَ وَلَمْ یُرْضِکَ خَرَجَ عَنْ قُدْرَتِکَ...

بِکَ عَرَفْتُکَ وَاَنْتَ دَلَلْتَنِیْ عَلَیْکَ وَدَعَوْتَنِیْ اِلَیْکَ، وَلَوْلَا اَنْتَ لَمْ اَدْرِمَا اَنْتَ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَدْعُوْهُ فَیُجِیْبُنِیْ وَاِنْ کُنْتُ بَطِیْئاً حِیْنَ یَدْعُوْنِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَسْئَلُهُ فَیُعْطِیْنِیْ وَاِنْ کُنْتُ بَخِیْلًا حِیْنَ یَسْتَقْرِضُنِیْ...

اَدْعُوْکَ یَا رَبِّ رَاهِباً رَاغِباً رَاجِیاً خَائِفاً، اِذَا رَأَیْتُ مَوْلَایَ ذُنُوْبِیْ فَزِعْتُ، وَاِذَا رَأَیْتُ کَرَمَکَ طَمِعْتُ...

یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ، یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالرَّحْمَةِ، فَوَعِزَّتِکَ یَا سَیِّدِیْ لَوْ نَهَرْتَنِیْ مَا بَرِحْتُ مِنْ بَابِکَ وَلَا کَفَفْتُ عَنْ تَمَلُّقِکَ لَمَا انْتَهٰی اِلَیَّ مِنَ الْمَعْرِفَةِ بِجُوْدِکَ وَکَرَمِکَ...

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ کُلَّمَا قُلْتُ قَدْ تَهَیَّأْتُ وَتَعَبَّأْتُ وَقُمْتُ

لِلصَّلَاةِ بَیْنَ یَدَیْکَ وَنَاجَیْتُکَ اَلْقَیْتَ عَلَیَّ نُعَاساً اِذَا اَنَا صَلَّیْتُ وَسَلَبْتَنِیْ مُنَاجَاتَکَ اِذَا اَنَا نَاجَیْتُ، مَالِیْ کُلَّمَا قُلْتُ قَدْ صَلُحَتْ سَرِیْرَتِیْ وَقَرُبَ مِنْ مَجَالِسِ التَّوَّابِیْنَ مَجْلِسِیْ عَرَضَتْ لِیْ بَلِیَّةٌ اَزَالَتْ قَدَمِیْ وَحَالَتْ بَیْنَ خِدْمَتِکَ. سَیِّدِیْ لَعَلَّکَ عَنْ بَابِکَ طَرَدْتَنِیْ وَعَنْ خِدْمَتِکَ نَحَّیْتَنِیْ اَوْ لَعَلَّکَ رَأَیْتَنِیْ مُسْتَخِفّاً بِحَقِّکَ فَاَقْصَیْتَنِیْ، اَوْ لَعَلَّکَ فَقَدْتَنِیْ مِنْ مَجَالِسِ الْعُلَمَآءِ فَخَذَلْتَنِیْ اَوْ لَعَلَّکَ رَأَیْتَنِیْ فِیْ الْغَافِلِیْنَ فَمِنْ رَحْمَتِکَ آیَسْتَنِیْ اَوْلَعَلَّکَ رَأَیْتَنِیْ آلِفَ مَجَالِسَ الْبَطَّالِیْنَ فَبَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ خَلَّیْتَنِیْ اَوْلَعَلَّکَ لَمْ تُحِبَّ اَنْ تَسْمَعَ دُعَآئِیْ فَبَاعَدْتَنِیْ اَوْ لَعَلَّکَ بِجُرْمِیْ وَجَرِیْرَتِیْ کَافَیْتَنِیْ اَوْلَعَلَّکَ بِقِلَّةِ حَیَائِیْ مِنْکَ جَازَیْتَنِیْ...

اِلٰهِیْ لَوْ قَرَنْتَنِیْ بِالْاَصْفَادِ وَمَنَعْتَنِیْ سَیْبَکَ مِنْ بَیْنِ الْاَشْهَادِ وَدَلَلْتَ عَلٰی فَضَائِحِیْ عُیُوْنَ الْعِبَادِ وَاَمَرْتَ بِیْ اِلَی النَّارِ وَحُلْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ الْاَبْرَارِ، مَا قَطَعْتُ رَجَائِیْ مِنْکَ وَمَا صَرَفْتُ تَامِیْلِیْ لِلْعَفْوِ عَنْکَ وَلَا خَرَجَ حُبُّکَ مِنْ قَلْبِیْ...

اِرْحَمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا غُرْبَتِیْ وَ بَعْدَالْمَوْتِ کُرْبَتِیْ وَ فِی الْقَبْرِ وَحْدَتِیْ وَفِی اللَّحْدِ وَحْشَتِیْ وَاِذَا نُشِرْتُ لِلْحِسَابِ بَیْنَ یَدَیْکَ ذُلَّ مَوْقِفِیْ وَاغْفِرْلِیْ مَا خَفِیَ عَلَی الْاٰدَمِیِّیْنَ مِنْ عَمَلِیْ وَاَدِمْ لِیْ مَا بِهٖ سَتَرْتَنِیْ اِرْحَمْنِیْ صَرِیْعاً عَلَی الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِیْ اَیْدِیْ اَحِبَّتِیْ وَتَفَضَّلْ عَلَیَّ مَمْدُوْداً عَلَی الْمُغْتَسِلِ

يُقَلِّبُنِيْ صَالِحُ جِيْرَتِيْ وَ تَحَنَّنْ عَلَيَّ مَحْمُوْلًا قَدْ تَنَاوَلَ الْاَقْرِبَآءُ اَطْرَافَ جَنَازَتِيْ وَجُدْ عَلَيَّ مَنْقُوْلًا قَدْ نَزَلْتُ بِكَ وَحِيْداً فِيْ حُفْرَتِيْ، وَارْحَمْ فِيْ ذٰلِكَ الْبَيْتِ الْجَدِيْدِ غُرْبَتِيْ حَتّٰى لَا اَسْتَأْنِسَ بِغَيْرِكَ...

خدایا مجھ کو اپنی عقوبت کے ذریعہ ادب نہ سکھا اور اپنی تدبیر میں مجھے حیلہ میں مبتلا نہ کر اے پروردگار میرے لئے نیکی کہاں ہے جب کہ خیر تیرے علاوہ کسی کے پاس نہیں پایا جاتا اور میرے لئے کہاں نجات ہے جب کہ تیری مہربانی کے علاوہ نجات ممکن نہیں ہے اے خدا وہ شخص جس نے نیکی کی ہے وہ تیری مدد اور رحمت سے مستغنی نہیں ہے اور نہ ہی وہ شخص تیری قدرت سے خارج ہوا ہے جو برائی کا مرتکب ہوا ہے اور اس نے تیرے مقابلہ میں جرأت کی ہے اور تجھ کو راضی نہیں کیا ہے...

میں نے تجھ کو تیرے ذریعہ پہچانا اور تو نے اپنے وجود (کی معرفت) پر میری رہنمائی کی اور اپنی طرف مجھ کو بلایا اگر تو نہ ہوتا تو میں نہ جانتا کہ تو کون ہے...

حمد بے انتہا ہے اس خدا کے لئے جس کو میں بلاتا ہوں تو وہ جواب دیتا ہے اگر چہ میں کاہلی اور سستی کرتا ہوں جب وہ مجھ کو بلاتا ہے اور حمد ہے اس خدا کے لئے کہ میں اس سے سوال کرتا ہوں تو وہ جواب دیتا ہے جب کہ میں بخل کرتا ہوں جب وہ مجھ سے قرض چاہتا ہے...

ائے میرے مالک میں تجھ کو پکار رہا ہوں ایسی زبان سے جس کو اس کے گناہ نے گونگا کر دیا ہے خدایا میں ایسے دل سے تجھ سے راز و نیاز کرتا ہوں جس کو جرم نے ہلاکت میں ڈال دیا ہے اے میرے رب میں تجھ کو خوف کی حالت میں بڑے شوق سے، پوری امید کے ساتھ ڈرتے ہوئے بلا رہا ہوں میں جب اپنے گناہ کو دیکھتا ہوں تو ڈر جاتا ہوں اور جب میں تیرے کرم کو دیکھتا ہوں تو لالچ پیدا ہو جاتی ہے...

ائے وسیع مغفرت والے! اے بے دریغ رحمت پھیلانے والے! میں تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں اے میرے مالک اگر مجھ کو اپنی بارگاہ سے نکال دے گا تو میں اس دروازہ سے نہ جاؤں گا اور نہ تیری خوشامد سے باز آؤں گا اس لئے کہ میں نے تیرے جود و کرم کو مکمل طور سے پہچان لیا ہے...

خدایا! میں نے جب بھی یہ کہا کہ میں نے اپنے کو مہیا اور آمادہ کر لیا ہے اور تیرے روبرو عبادت اور نماز کے لئے کھڑا ہوا اور میں نے تجھ سے مناجات کی تو اس وقت تو نے مجھ کو غنودگی میں ڈال دیا کہ جب میں نے نماز پڑھی اور تو نے اپنی مناجات کو مجھ سے چھین لیا جب میں نے تجھ سے مناجات کی اے خدا! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ جب بھی میں نے کہا کہ میرا باطن نیک ہو گیا ہے اور میرا ٹھکانہ توبہ کرنے والوں کے قریب ہو گیا ہے تو کوئی نہ کوئی مصیبت عارض ہو گئی جس نے میرے قدم کو ہلا دیا اور میرے اور تیری خدمت کے درمیان حائل ہو گئی۔ میرے مالک! شاید تو نے مجھ کو اپنے در سے نکال دیا ہے اور اپنی خدمت سے دور کر دیا ہے یا شاید تو نے مجھ کو اپنے حق کا ہلکا سمجھنے والا پایا ہے اس لئے تو نے مجھ کو دور کر دیا ہے یا شاید تو نے مجھ کو علماء کی مجلس میں نہیں پایا ہے تو تو نے مجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ یا شاید تو نے مجھ کو علماء کی مجلس سے غائب ہونے کی وجہ سے رسوا کیا ہے یا شاید تو نے مجھ کو غافلین میں دیکھا ہے تو تو نے مجھ کو اپنی رحمت سے مایوس کر دیا ہے یا شاید تو نے مجھ کو اہل باطل کی مجلسوں سے مانوس پایا ہے تو تو نے میرے اور ان کے درمیان تخلیہ کر دیا ہے یا شاید تو نے میری دعا کا سننا پسند نہیں کیا ہے تو مجھ کو دور کر دیا ہے یا شاید تو نے میرے جرم اور خطا کا بدلہ دیا ہے یا شاید تو نے مجھ کو میری بے شرمی کی سزا دی ہے...

میرے معبود! اگر تو نے زنجیر قہر میں مجھ کو باندھ دیا اور اپنی عطا کو سب کے سامنے مجھ سے روک دیا اور میری رسوائی کی جانب بندوں کی آنکھوں کی رہنمائی کر دی اور مجھ کو جہنم کا حکم دے دیا اور میرے اور نیک لوگوں کے درمیان جدائی ڈال دی تب بھی میری امید تجھ سے ختم نہ ہوگی اور میں

تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں اس سے نہیں پلٹوں گا اور نہ تیری محبت میرے دل سے نکلے گی...

رحم کر اس دنیا میں میری غربت پر اور موت کے وقت حسرت پر اور قبر میں تنہائی پر اور لحد میں وحشت پر اور جب میرا نامۂ اعمال کھلوایا جائے حساب کے لئے تیرے سامنے ذلت کی حالت میں تو میرے ان اعمال کو بخش دے جو لوگوں پر مخفی ہیں اور وہ لطف جس سے گناہ کی پردہ پوشی کی ہے اس کو برقرار رکھ اور مجھ پر رحم کر جب بستر مرگ پر پڑا ہوں اور میرے دوستوں کے ہاتھ مجھ کو پہلو بدلواتے ہوں اور فضل کر مجھ پر جب میں غسل کے لئے لٹا دیا جاؤں اور نیک پڑوسی مجھ کو داہنے بائیں حرکت دیں اور مجھ پر رحم کر جب میرا جنازہ اٹھائے ہوئے اعزاء جنازہ کے اطراف چل رہے ہوں اور میری غربت پر رحم کر اس نئے گھر (قبر) میں تاکہ وہاں بھی تیرے علاوہ کسی سے مانوس نہ ہوں...

جب ماہ رمضان المبارک ختم ہونے لگتا ہے تو امام زین العابدینؑ بہت زیادہ محزون و مغموم ہو جاتے تھے اور آپ اپنی اس دعا سے ماہ رمضان المبارک کو رخصت فرماتے تھے جس کے بعض جملے اس طرح ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا شَهْرَ اللّٰهِ الْاَکْبَرِ وَيَا عِيْدَ اَوْلِيَآئِهٖ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا اَکْرَمَ مَصْحُوْبٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ، وَيَا خَيْرَ شَهْرٍ فِي الْاَيَّامِ وَالسَّاعَاتِ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ مِنْ شَهْرٍ قَرُبَتْ فِيْهِ الْآمَالُ، وَنُشِرَتْ فِيْهِ الْاَعْمَالُ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ مِنْ قَرِيْنٍ جَلَّ قَدْرُهٗ مَوْجُوْداً، وَاَفْجَعَ فَقْدُهٗ مَفْقُوْداً، وَمَرْجُوٍّ آلَمَ فِرَاقُهٗ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ مِنْ اَلِيْفٍ آنَسَ مُقْبِلاً فَسَرَّ، وَاَوْحَشَ مُنْقَضِياً فَمَضَّ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ مِنْ مُجَاوِرٍ رَقَّتْ فِيْهِ الْقُلُوْبُ، وَقَلَّتْ فِيْهِ الذُّنُوْبُ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ مِنْ نَاصِرٍ اَعَانَ عَلَى الشَّيْطَانِ.

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰى لَيْلَةِ الْقَدْرِ الَّتِيْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ مَا کَانَ اَحْرَصَنَا بِالْاَمْسِ عَلَيْکَ وَاَشَدَّ شَوْقَنَا غَداً اِلَيْکَ.

اَللّٰهُمَّ اسْلَخْنَا بِانْسِلَاخِ هٰذَا الشَّهْرِ مِنْ خَطَايَانَا. وَاَخْرِجْنَا بِخُرُوْجِهٖ مِنْ سَيِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا مِنْ اَسْعَدِ اَهْلِهٖ بِهٖ وَاَجْزَلِهِمْ قِسْماً فِيْهِ وَاَوْفَرِهِمْ حَظّاً مِنْهُ....

اے اللہ کے بزرگ ترین مہینے اور اے اولیاء خدا کے لئے زمانہ عید تجھ پر ہمارا سلام۔

سلام ہو تجھ پر اے اوقات میں سے بہترین ساتھی اور ایام وساعات میں سے بہترین مہینے۔

سلام ہو تجھ پر اے وہ ماہ مبارک جس میں آرزوئیں قریب تر ہو گئیں اور اعمال کے صحیفے منتشر ہو گئے۔

سلام ہو تجھ پر اے وہ ہمنشیں جو رہا تو اس کی منزلت عظیم رہی اور چلا گیا تو اس کے فراق نے رنجیدہ بنا دیا اور اس کا وجود ایسا پر امید تھا جس کی جدائی دردناک ثابت ہوئی۔

سلام ہو تجھ پر اے وہ محبوب جو آیا تو سامان انس لے کر آیا اور خوش کر گیا اور گیا تو وحشت زدہ بنا کر گیا۔

سلام ہو تجھ پر اے وہ ہمسایہ جس کے زیر سایہ دل نرم ہو گئے اور گناہ کم ہو گئے۔

سلام ہو تجھ پر اے وہ مددگار جس نے شیطان کے مقابلہ میں ہماری مدد کی۔

سلام ہو تجھ پر اور تیری قدر کی رات پر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

سلام ہو تجھ پر ہمیں کس قدر کل تیری آرزو تھی اور کل تیرا شوق رہے گا۔

خدایا اس مہینے کے گذرنے کے ساتھ ہمیں خطاؤں سے باہر نکال لے اور اس کے جانے کے ساتھ ہمیں برائیوں سے الگ کردے ہمیں اس کے بہترین اہل میں قرار دے دے جن کا نصیب سب سے زیادہ ہو اور جن کا حصہ سب سے عظیم ہو...

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، رَبَّ الْاَرْبَابِ، وَاِلٰهَ كُلِّ مَاْلُوْهٍ، وَخَالِقَ كُلِّ مَخْلُوْقٍ، وَوَارِثَ كُلِّ شَيْئٍ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ، وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ عَلْمُ شَيْئٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ مُحِيْطٌ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ رَقِيْبٌ.

اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الْمُتَوَحِّدُ الْفَرْدُ، وَاَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْكَرِيْمُ الْمُتَكَرِّمُ الْعَظِيْمُ الْمُعْتَظِمُ الْكَبِيْرُ الْمُتَكَبِّرُ، وَاَنْتَ اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّااَنْتَ الْعَلِيُّ الْمُتَعَالُ الشَّدِيْدُ الْمِحَالُ.

ساری حمد اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا پروردگار ہے۔ خدایا ساری حمد تیرے لئے ہے تو آسمان وزمین کا موجد، صاحب جلال واکرام، پالنے والوں کا پالنے والا، معبودوں کا معبود، مخلوقات کا خالق ہر شئے کا مالک ہے۔ تیرے جیسا کہ کوئی نہیں ہے، تیرے علم سے کوئی شئے بعید نہیں ہے، تو تمام اشیاء پر محیط اور ہر شئے کی نگرانی کرنے والا ہے تو وہ خدا ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو ایک اکیلا یکتا ویگانہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو کریم اور بہت زیادہ صاحب کرم ہے عظیم اور بڑی عظمت والا ہے، بزرگ اور بڑی بزرگی کا مالک ہے تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ تو بلند و بلندتر اور مضبوط ترین قوت کا مالک ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ قَصُرَتِ الْاَوْهَامُ عَنْ ذَاتِکَ، وَعَجَزَتِ الْاَفْهَامُ عَنْ كَيْفِيَّتِکَ، وَلَمْ تُدْرِکِ الْاَبْصَارُ مَوْضِعَ اَيْنِيَّتِکَ، اَنْتَ الَّذِیْ لَاتُحَدُّ فَتَكُوْنَ مَحْدُوْداً، وَلَمْ تُمَثَّلْ فَتَكُوْنَ مَوْجُوْداً، وَلَمْ تُلَدْ فَتَكُوْنَ مَوْلُوْداً.

تو ہی وہ ہے جس کی ذات کو درک کرنے سے عقلیں قاصر ہیں اور اس کی کیفیت کو سمجھنے سے فکریں عاجز ہیں اس کے محل وجود تک آنکھوں کی رسائی نہیں ہے۔ تو ہی وہ ہے جس کی کوئی حد بندی نہیں کی جاسکتی ہے ہے جو اسے محدود بنا سکے اور کی کوئی تمثیل نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ وجود ذہنی پیدا کرسکے اور اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا مولود قرار دیا جاسکے۔

لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً يَدُوْمُ بِدَوَامِکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْداً خَالِداً بِنِعْمَتِکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْداً يُوَازِیْ صُنْعَکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْداً يَزِيْدُ عَلٰى رِضَاکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْداً مَعَ حَمْدِ كُلِّ حَامِدٍ.

تیرے لئے ایسی تعریف ہے جو تیری بقا کے ساتھ دائمی ہے اور تیرے لئے ایسی تعریف ہے جو تیری نعمتوں کے ساتھ ہمیشہ ہے اور تیری ایسی تعریف ہے جو تیری صفت کے مثل ہو اور تیرے لئے ایسی حمد ہے جو تیری رضا میں اضافہ کرسکے اور تیرے لئے ایسی حمد ہے جو ہر حمد کرنے والے کی حمد کے ساتھ ہے۔

رَبِّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ صَلَاةً زَاكِيَةً لَاتَكُوْنُ صَلَاةً اَزْكٰى مِنْهَا، وَصَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً نَامِيَةً لَا تَكُوْنُ صَلَاةً اَنْمٰى مِنْهَا، وَصَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً رَاضِيَةً لَا تَكُوْنُ صَلَاةً فَوْقَهَا...

رَبِّ صَلِّ عَلٰى أَطَآئِبِ اَهْلِ بَيْتِهٖ الَّذِيْنَ اخْتَرْتَهُمْ لِأَمْرِکَ، وَ

جَعَلْتَهُمْ خَزَنَةَ عِلْمِکَ وَحَفَظَةَ دِیْنِکَ، وَخُلَفآئَکَ فِیْ
اَرْضِکَ، وَحُجَجَکَ عَلیٰ عِبَادِکَ، وَطَهَّرْتَهُمْ مِنَ الرِّجْسِ
وَالدَّنَسِ تَطْهِیْراً بِاِرَادَتِکَ، وَجَعَلْتَهُمْ وَسِیْلَةً اِلَیْکَ
وَالْمَسْلَکَ اِلٰی جَنَّتِکَ.

خدایا! محمدؐ وآل محمدؐ ایسی پاکیزہ صلوات نازل فرما جس سے زیادہ پاکیزہ صلوات نہ ہو اور وہ مسلسل بڑھنے والی رحمت نازل فرما جس سے زیادہ بڑھنے والی کوئی رحمت نہ ہو ان پر وہ پسندیدہ صلوات نازل فرما جس سے بالاتر کوئی صلوات نہ ہو۔ پروردگار! درود بھیج ان کے سب سے طیب اہل بیتؑ پر جنہیں تو نے اپنے امر کے لئے اختیار کیا ہے، اپنے علم کا خزانہ دار بنایا ہے، اپنے دین کا محافظ قرار دیا ہے۔ اور اپنی امین پر اپنا جانشین بنایا ہے۔ اپنے بندوں پر حجت قرار دیا ہے اور انہیں ہر قسم کے رجس اور میل گندگی سے اپنے ارادے سے پاک کیا ہے اور اپنی ذات گرامی تک پہونچنے کا وسیلہ مقرر کیا ہے اور اپنی جنت کا راستہ بنایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ اَیَّدْتَ دِیْنَکَ فِی کُلِّ أَوَانٍ بِاِمَامٍ اَقَمْتَهُ عَلَماً
لِعِبَادِکَ مَنَاراً فِیْ بِلَادِکَ بَعْدَ اِنْ وَصَلْتَ حَبْلَهُ بِحَبْلِکَ،
وَجَعَلْتَهُ ذَرِیْعَةً اِلٰی رِضْوَانِکَ، وَافْتَرَضْتَ طَاعَتَهُ، وَحَذَرْتَ
مَعْصِیَتَهُ، وَاَمَرْتَهُ بِاِمْتِثَالِ اَوَامِرِهٖ وَالْاِنْتِهَاءِ عِنْدَ نَهْیِهٖ، وَاَلَّایَتَقَدَّمَ
مُتَقَدِّمٌ وَلَایَتَأَخَّرَ عَنْهُ مُتَأَخِّرٌ، فَهُوَ عِصْمَةُ اللَّآئِذِیْنَ، وَکَهْفُ
الْمُؤْمِنِیْنَ، وَعُرْوَةُ الْمُتَمَسِّکِیْنَ، وَبَهآءُ الْعَالَمِیْنَ.

خدایا! تو نے ہر دور میں اپنے دین کی تائید ایک امام کے ذریعہ کی ہے جو بندوں کے لئے پرچم ہدایت اور شہروں کے لئے منارۂ نور رہا۔ اس کی ریسمان ہدایت کو اپنی ہستی سے متصل کر دیا اور اپنی رضا کا وسیلہ بنا دیا۔ اس کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور اس کی نافرمانی سے

ڈرایا۔ اس کے اوامر کے امتثال کا حکم دیا اور اس کے ذریعہ منع کی گئی چیزوں سے رکنے کا حکم دیا اور فرمایا خبردار کوئی اس سے آگے نہ جانے پائے اور کوئی اس سے پیچھے نہ رہ جائے۔ کہ وہ پناہ گزینوں کی حفاظت، مومن کی پناہ گاہ، تمسک کرنے والوں کا سہارا اور عالمین کا نور ہوتا ہے۔

خدایا! یہ ایک مبارک اور مسعود دن ہے جس میں تمام اطراف زمین کے مسلمان ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ خدایا میں نے اپنی حاجتوں کی برآری کے لئے تیرا ارادہ کیا ہے اور اپنے فقر و فاقہ اور غربت کو تیری بارگاہ میں پیش کیا ہے۔ میں تیری مغفرت اور رحمت پر اپنے عمل سے زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری مغفرت اور رحمت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ لہٰذا محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور میری ہر اس حاجت کی ذمہ داری لے لے جو میرے حق میں بہتر ہو اس لئے کہ تو اس پر قدرت رکھتا ہے اور تیرے لئے وہ بہت آسان ہے اور میں اس کے بارے میں تیرا محتاج ہوں اور تو مجھ سے بے نیاز ہے۔ میں نے تیرے علاوہ کسی سے کوئی خیر حاصل نہیں کیا اور مجھ سے کسی بھی شئے کو تیرے علاوہ کسی نے رد نہیں کیا ہے اور میں امور دنیا و آخرت میں تیرے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھتا ہوں۔ خدایا محمدؐ وآل محمدؐ رحمت نازل فرما اور آج کے دن میری امید کو ناامید نہ کرنا۔ اے وہ پروردگار جس کو کوئی سائل تنگ نہیں بنا سکتا اور جس کے یہاں عطا و بخشش کرنے سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ میں تیری بارگاہ میں کسی ایسے عمل صالح کے سہارے حاضر نہیں ہوا ہوں جسے میں نے پہلے بھیج دیا ہو اور نہ کسی مخلوق کی سفارش کا امیدوار ہوں علاوہ محمدؐ اور ان کے اہل بیت ا کی سفارش کے (جن پر تیرا درود و سلام ہے) میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اس حالت میں کہ مجھے اپنے جرائم اور برائیوں کا اعتراف ہے۔ میں تیری اس عظیم معافی کی امید لے کر آیا ہوں جس سے تو خطاکاروں کو معاف کرتا ہے۔ پھر ان کا ایک طویل مدت تک برائیوں پر ڈٹے رہنا باعث نہیں بنتا کہ تو دوبارہ انہیں اپنی رحمت و مغفرت میں شامل نہ کرے۔

خدایا یہ منصب تیرے بندوں اور تیرے جانشینوں اور منتخب بندوں اور تیرے ان امانت داروں کا تھا جنہیں تو نے بلند ترین درجوں سے مخصوص کیا تھا مگر اسے ظالموں نے چھین لیا ہے اور یہی قضا وقدر کا بھی تقاضا ہے ورنہ نہ کوئی تیرے امر پر غالب آسکتا ہے اور نہ کوئی تیری حتمی تدبیر سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ تو جس طرح چاہے اور جہاں چاہے وہی ہوتا ہے۔

نمازِ شب کے بعد آپؑ کی دعا

جب امام علیہ السلام نمازِ شب سے فارغ ہوتے تھے تو بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا فرماتے تھے، بعض فقرات اس طرح ہیں:

اَللّٰهُمَّ يَاذَاالْمُلْكِ الْمُتَأَبِّدِ بِالْخُلُوْدِ وَالسُّلْطَانِ، الْمُمْتَنِعِ بِغَيْرِ جُنُوْدٍ وَلَا أَعْوَانٍ، الْعِزِّ الْبَاقِي عَلٰى مَرِّ الدُّهُورِ وَخَوَالِي الْأَعْوَامِ وَمَوَاضِي الْأَزْمَانِ وَالْأَيَّامِ، عَزَّ سُلْطَانُكَ عِزّاً لَاحَدَّ لَهُ بِاَوَّلِيَّةٍ وَلَامُنْتَهٰى لَهُ بِآخِرِيَّةٍ وَاسْتَعْلٰى مُلْكُكَ عُلُوّاً سَقَطَتِ الْاَشْيَآءُ دُوْنَ بُلُوْغِ أَمَدِهٖ وَلَا يَبْلُغُ أَدْنٰى مَا اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ أَقْصٰى نَعْتِ النَّاعِتِيْنَ ضَلَّتْ فِيْكَ الصِّفَاتُ وَتَفَسَّخَتْ دُوْنَكَ النُّعُوْتُ وَحَارَتْ فِيْ كِبْرِيَآئِكَ لَطَائِفُ الْاَوْهَامُ، كَذَالِكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَوَّلُ فِيْ اَوَّلِيَّتِكَ، وَعَلٰى ذٰلِكَ اَنْتَ دَائِمٌ لَا تَزُوْلُ، وَاَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ عَمَلاً الْجَسِيْمُ اَمَلاً، خَرَجَتْ مِنْ يَدِي اَسْبَابُ الْوُصُلَاتِ اِلَّامَاوَصَلَهُ رَحْمَتُكَ، وَتَقَطَّعَتْ عَنِّيْ عِصَمُ الْآمَالِ اِلَّامَا اَنَا مُعْتَصِمٌ بِهٖ مِنْ عَفْوِكَ، قَلَّ عِنْدِيْ مَا اَعْتَدُّ بِهٖ مِنْ طَاعَتِكَ وَكَثُرَ عَلَيَّ مَا أَبُوءُ بِهٖ مِنْ

مَعْصِيَتِكَ، وَلَنْ يَضِيْقَ عَلَيْكَ عَفْوٌ عَنْ عَبْدِكَ وَاِنْ أَسَآءَ فَاعْفُ عَنِّي...

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ نَارٍ تَغَلَّظْتَ بِهَا عَلٰى مَنْ عَصَاكَ، وَتَوَعَّدْتَ بِهَا عَلٰى مَنْ صَدَفَ عَن رِضَاكَ، مِنْ نَارٍ نُوْرُهَا ظُلْمَةٌ، وَهَيِّنُهَا اَلِيْمٌ، وَبَعِيْدُهَا قَرِيْبٌ، وَمِنْ نَارٍ يَأْكُلُ بَعْضَهَا بَعْضٌ، وَيَصُوْلُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، وَمِنْ نَارٍ تَذَرُ الْعِظَامَ رَمِيْماً، وَتَسْقِيْ اَهْلَهَا حَمِيْماً، وَمِنْ نَارٍ لَا تُبْقِي عَلٰى مَنْ تَضَرَّعَ اِلَيْهَا، وَلَا تَرْحَمُ مَنِ اسْتَعْطَفَهَا، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى التَّخْفِيْفِ عَمَّنْ خَشَعَ لَهَا وَاسْتَسْلَمَ اِلَيْهَا، تَلْقٰى سُكَّانَهَا بِاَحَرِّ مَا لَدَيْهَا مِنْ اَلِيْمِ النَّكَالِ وَشَدِيْدِ الْوَبَالِ...

اے پروردگار! اے ہمیشگی اور قوت کے ساتھ ابدیت رکھنے والے ملک کے مالک! بغیر کسی لشکر اور مددگار کے محفوظ! زمانوں کے بدلتے رہنے، برسوں کے بیت جانے، ایام اور زمانوں کے گذر جانے کے باوجود عزت وغلبہ والے! تیری سلطنت اس قدر عزیز ہے کہ اس کی عزت کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ انتہاء اور تیرا ملک اس قدر بلند ہے کہ تمام اشیاء اس کی انتہا تک پہنچنے سے پہلے ہی ساقط ہو جاتی ہیں اور جن کمالات کو تو نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے ان کی ادنیٰ منزل تک بھی تعریف کرنے والوں کی تعریف کی آخری حد بھی نہیں پہنچ سکتی۔ سارے صفات تیری بارگاہ میں گم ہو گئے ہیں اور تمام تعریفیں تیری جناب میں بے حیثیت ہو گئی ہیں اور دقیق ترین تصورات میں تیری کبریائی کے سامنے سرگرداں ہیں۔ یقیناً تو ایسا ہی ہے۔ تو اپنی اولیت کے اعتبار سے اول ہے اور ایسا ہی ہمیشہ رہنے والا ہے۔ میں تیرا وہ بندہ ہوں جس کے اعمال کمزور اور جس کی آرزوئیں قوی ہیں۔

میرے ہاتھ سے تعلقات کے تمام اسباب نکل گئے ہیں علاوہ اس رشتے کے جسے تیری رحمت نے قائم کیا ہے اور امیدوں کے تمام رشتے قطع ہو گئے ہیں علاوہ معافی کے رشتہ کے جس کی پناہ میں، میں زندگی گذار رہا ہوں۔ میری طرف سے تیرے لائق اطاعت بہت کم ہے اور جن معصیتوں میں، میں زندگی گذار رہا ہوں وہ بہت زیادہ ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ بندہ کسی قدر بھی بدکردار کیوں نہ ہو جائے تیری معافی کا دامن تنگ نہیں ہے لہذا مجھے معاف کر دے۔

خدایا میں تیری پناہ کا طلبگار ہوں اس آگ سے جس کو تو نے نافرمانوں کے لئے بھڑکایا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی رضا سے انحراف کرنے والوں کو تنبیہ کی ہے۔ وہ آگ جس کی روشنی بھی تاریک ہے اور جس کا معمولی حصہ بھی دردناک ہے اور جس کا دور والا حصہ بھی قریب ہے اور جس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے اور اس پر حملہ آور ہے۔

وہ آگ ہڈیوں کو ریزہ ریزہ بنا دیتی ہے اور اپنے باشندوں کو کھولتا پانی پلاتی ہے۔ فریادی کو چھوڑتی نہیں ہے اور طالب رحم پر مہربانی نہیں کرتی ہے۔ کوئی فروتنی کا اظہار بھی کرے اور اس کے سپرد بھی ہو جائے تو اس کے حق میں کوئی تخفیف نہیں کر سکتی۔ اپنے باشندوں کے ساتھ دردناک عذاب اور بے پناہ مصیبتوں کے ساتھ ملاقات کرتی ہے۔

صحیفہ سجادیہ کے خصوصیات

صحیفہ سجادیہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں اور مناجاتوں کا نفیس مجموعہ جو فصاحت و بلاغت، معانی و بیان تلمیح و استعارہ ایجاز و اطناب کا بے مثل مرقع ہے۔ جس میں عبد کو معبود سے خطاب کرنے کا سلیقہ اور مخلوق کو خالق سے گفتگو کرنے کا طریقہ اس پیرائے میں بتایا گیا ہے کہ جس پر سادگی نثار اور خطابت قربان ہے۔

☆ اس صحیفہ کی دعائیں معرفت پروردگار کا بہترین نمونہ ہیں۔

☆ آپ کی ہر دعا میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود و سلام بھیجا گیا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ چوں کہ آپؑ کے زمانے میں بنی امیہ کے ذریعہ آل محمدؐ کی بہت زیادہ توہین کی گئی۔ اس لئے آپؑ نے ہر دعا میں درود و سلام بھیج کر یہ بتانا چاہا کہ آل محمدؐ لائق درود و سلام ہیں ان کی اہانت کرنا گناہ عظیم کا باعث ہے۔

☆ ان دعاؤں کی تعلیم کا محور انسان کا دنیاداری سے دوری اختیار کرنا اور اپنے خالق کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

☆ ان دعاؤں کے ذریعہ گناہگاروں، معصیت کاروں کو توبہ و استغفار کا سلیقہ سکھایا گیا ہے۔

☆ آپ نے دعاؤں میں تربیتی، اخلاقی اور سماجی پہلوؤں کو زیادہ نمایاں کیا ہے تا کہ

انسان تمام جہات سے کامل واکمل بن جائے۔

☆ صحیفۂ سجادیہ میں انفرادی واجتماعی مشکلات سے مقابلہ کرنے کا طریقہ بتایا ہے تاکہ انسان میں صبر وتحمل کا جذبہ پیدا ہو۔

☆ امام علیہ السلام نے دعاؤں میں مقام عبدیت، حق بندگی اور مقصد خلقت پر خوب روشنی ڈالی ہے۔

☆ انسان روحانی وملکوتی صفات کا حامل کیسے بنے اس کا ذکر بھی ان دعاؤں میں بالتفصیل موجود ہے۔

☆ باطل سے ہار نہ ماننا اور اس کا جوانمردی سے مقابلہ کرنا ان دعاؤں کا محور ہے۔

☆ صحیفۂ سجادیہ دعاؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے ذریعہ ''دعائی ادب'' عالم وجود میں آیا۔

صحیفۂ سجادیہ علماء اسلام کی نظر میں

صحیفۂ سجادیہ وہ مستند ومعتبر صحیفہ ہے جس کی دعاؤں کی عظمت ومنزلت علمائے شیعہ و علمائے اہل سنت نے بلا تفریق مذہب وملت تسلیم کی ہے۔ جب اس صحیفہ کا تعارف مولانا ڈاکٹر مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری نے جامعۂ ازہر مصر میں کرایا تو علمی حلقوں میں اسے بہت حیرت کی نگاہ سے دیکھا گیا، دعاؤں کی معنویت کو دیکھتے ہوئے علماء و دانشوروں نے تحقیقی مقالات تحریر کئے جو مصر کے موقر جرائد میں شائع ہوئے نیز ہندوستان میں رسالۂ ''الرضوان'' میں طبع ہوئے، سید العلماء سید علی نقی صاحب نے کتاب ''صحیفۂ کاملہ'' کی عظمت میں انہیں نقل کیا، ہم افادیت کے پیش نظر ان خیالات کو یہاں ذکر کررہے ہیں۔

اُستاد فیلسوف طنطاوی جوہری تحریر کرتے ہیں:

''اَدْعِيَةُ عَلِيِّ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ وَمَاذَا يَسْتَفِيْدُ مِنْهَا الْمُسْلِمُوْنَ'' حضرت زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام کی دعاؤں سے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں؟

جامع ازہر کے نوجوان ہندوستانی طالب علم سید مجتبیٰ حسن نے مجھے ایک کتاب سے مطلع کیا جس میں کچھ دعائیں، کچھ مناجاتیں حضرت علی زین العابدین علیہ السلام کی طرف منسوب موجود ہیں۔ میں نے اس کتاب کو غور سے دیکھا، اور اس کے مندرجات پر گہری نظر ڈالی تو مجھ پر ایک ہیبت

طاری ہوگئی اور اُن دعاؤں کی عظمت میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے! کیوں کر مسلمان اب تک اس ذخیرہ سے ناواقف رہے اور کس طرح وہ صدیوں اور پھر صدیوں تک خوابِ غفلت میں مبتلا رہے اور اُنہیں احساس نہ ہوا کہ اتنا بڑا علمی ذخیرہ خدا نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ اگر وہ ان خزانوں کو کھول کر دیکھیں اور ان اسرار و رموز پر مطلع ہوں تو سمجھیں کہ سنّی اور شیعہ فرقے دونوں خواہ مخواہ کے لئے افتراقِ باہمی میں مبتلا اور باہمی عداوت کے نشہ میں چور رہیں۔

اس کتاب میں دو قسم کی دُعائیں ہیں۔ ایک سلبی (یعنی بُری باتوں سے دور ہونے کی تعلیم) دُوسرے اثباتی (یعنی اچھی باتوں سے متصف ہونے کی تلقین) دُوسرے لفظوں میں ندامت اور پشیمانی اور تضرع وزاری اور مصائب کا دفعیہ اور مظالم سے نجات اور بیماریوں سے شفا کا ذکر ہے، وہ زیادہ تر کتاب کے ابتدائی حصہ میں ہیں اور جن دعاؤں میں خدا کی عظمت وجلالت کا اظہار ہے اور اس کی صنعت اور عجائبِ قدرت کا تذکرہ ہے وہ زیادہ تر کتاب کے آخر میں ہیں۔

کیا یہ ایک عجیب بات نہیں ہے؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ حضراتؑ بہت سے اسرار و رموز اور علوم و معارف کی طرف اشارہ کر رہے تھے جن سے مسلمان بالکل غافل اور بے خبر ہوگئے ہیں۔

حقیقتاً انسانی افراد کے حالات بھی دو ہی صورتوں پر منقسم ہیں ایک تخلّی عن الرذائل (بُری اوصاف سے علیٰحدگی) دوسرے تحلّی بالفضائل (اچھے اوصاف سے آراستگی) اور اس کے ساتھ بلند مرتبہ علوم و معارف کی تحصیل جس سے نفس ناطقۂ انسانی کی تکمیل ہو۔

ہم ان دونوں قسموں کی تشریح کریں گے۔ پھر اسلامی اقوام کے لئے اس کے عملی نتائج جو برآمد ہوتے ہیں پیش کریں گے۔

(پہلی قسم) اس میں وہ دعا ہے جو امام زین العابدین علیہ السلام مناجات میں پڑھتے تھے۔ اس کو امین الاسلام فضل بن حسن طبرسی نے اپنی کتاب ''عُدَّةُ السَّفَرِ وَ عُمْدَةُ الْحَضَرِ'' میں

یوں درج کیا ہے:

خداوندا! اکثر میری آنکھیں اس وقت خواب آلودہ ہوگئیں جب تیری نمازوں کا وقت تھا۔ تو میری حالت سے واقف ہے اور ایک محدود زمانہ تک چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ افسوس ہے ان آنکھوں کے حال پر یہ کیوں کر صبر کریں گی اس وقت جب ان پر عذاب کیا جائے گا۔ خداوندا! اکثر میرے پاؤں تیری اطاعت کے راستوں سے الگ گامزن ہوئے تو تو اس پر مطلع ہوا اور محدود زمانہ تک چشم پوشی سے کام لیتا رہا۔ افسوس ہے پیروں کے حال پر یہ کیوں کر صبر کریں گے جب ان پر عذاب ہوگا۔ خداوندا! بہت ایسا ہوا کہ میں نے ایسی باتوں کا ارتکاب کیا جن میں میرے نفسانی اغراض شامل تھے تو تو اس پر مطلع ہوا۔ افسوس! یہ میرا جسم کیوں کر صبر کرے گا جب اس پر عذاب ہوگا۔ خداوندا! کاش میں اپنی ماں کے بطن سے پیدا نہ ہوا ہوتا۔ خداوندا! کاش درندے پہاڑوں پر میرے ٹکڑے کر ڈالتے اور میں بحیثیت مجرم تیرے سامنے کھڑا نہ ہوا ہوتا۔ خداوندا! کاش میرے پر پرواز ہوتے کہ تیرے خوف و ہیبت سے فضا میں پرواز کرتا۔ خداوندا! افسوس میرے حال پر اگر آتش جہنم میں میری منزل ہو۔ خداوندا! افسوس در افسوس مجھ پر اگر جہنم کے زہریلے پھلوں سے مجھے کھانا نصیب ہو۔ خداوندا! افسوس میرے حال پر اگر قطران (تارکول) کا میرا لباس ہو۔ خداوندا! افسوس در افسوس میرے حال پر اگر آبِ گرم میرے پینے کے لئے ملے۔ خداوندا! افسوس در افسوس میرے حال پر اگر میں تیرے سامنے آؤں اس حال میں کہ تو مجھ سے ناراض ہو۔ اس صورت میں کون ہے جو تجھ کو مجھ سے رضامند بنائے یا کون سے وُہ اچھے اعمال میرے ہوں گے جن کے سبب سے میں تیرے سامنے سر اٹھاؤں اور جن کا تذکرہ اپنی زبان پر لاؤں۔ کچھ نہیں سوائے اس امید کے جو تیرے کرم سے ہے کیوں کہ تیری رحمت تیرے غضب سے آگے ہے اور تو نے کہا ہے کہ میرے بندوں کو بتلا دیں کہ میں بڑا بخشنے والا اور ترس کھانے والا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بہت سخت عذاب ہوگا۔ بالکل سچ کہا تو نے اے میرے مالک! تیرے

غضب کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی سوائے تیرے ہی حلم کے اور تیرے عذاب سے کوئی چیز پناہ نہیں دے سکتی سوائے تیری رحمت کے اور تجھ سے کوئی چیز بھی نہیں مل سکتی سوائے تیری ہی بارگاہ میں گڑگڑاہٹ کے۔ اچھا پھر میں تیرے سامنے کھڑا ہوں بالکل ذلیل، بے قدر، شکستہ حال اور بے سروسامان۔ اگر تو مجھے معاف کردے تو کوئی بڑی بات نہیں کیوں کہ ہمیشہ ہی سے تیرے رحمت میرے شامل حال رہی اور تو نے صحت وسلامتی کا لباس مجھ کو پہنائے رکھا۔ اور اگر تو مجھے سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں اور وہ تیری عدالت کا نتیجہ ہوگا۔ خداوند! میں تیرے ہی پوشیدہ اوصاف اور تیرے ہی اس کمال ذات کا جو حجاب راز میں مضمر ہے، واسطہ دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے اس بے تاب نفس اور اس مضطرب جسم اور نازک جلد اور ان کمزور ہڈیوں پر رحم کرنا۔ یہ میرا جسم جو تیرے آفتاب کی حرارت کو برداشت نہیں کرسکتا، تیری آگ کو کیسے برداشت کریگا۔ یہ جو تیرے بادل کی گرج کی آواز سے تھرا اُٹھتا ہے تیرے غضب کی آواز کو کیسے سُن سکتا ہے۔ معافی، معافی، معافی؛ بے شک گناہوں نے مجھے دھوکا دیا، تیری نعمتوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیرے رکھا مگر میں نے تیرا شکریہ بہت کم ادا کیا۔ میرے اعمال انتہائی کمزور ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جن پر میں بھروسہ کروں سوائے تیری رحمت کے اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم۔

دیکھو امام علیہ السلام اس دُعا میں آنکھوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کا، پیروں کا تذکرہ کرتے ہیں اور انُ کے جرائم کا، جسم کا اور اُس کے عذاب کا جو روزِ قیامت ہوگا، اور اس جسم کی کمزوری کا اس عذاب کے تحمّل سے۔ پھر اپنی خجالت کا اظہار خدا کی بارگاہ میں اور اس سلسلہ میں جہنم اور وہاں کا زہریلا کھانا اور وہاں کا مخصوص لباس اور اس سب سے بڑھ کر خدا کی ناراضگی اور بندہ کی بے بسی اور سب سے آخر یہ کہ صرف خدا کی رحمت پر تکیہ ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

اس دعا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہترین مواعظ مضمر ہیں جن سے شیعہ سُنّی سب ہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس طرح کی دعاؤں کو حقیقتاً تعلیمی سبق سمجھنا چاہیئے جو

موعظہ وہدایت کی خاطر مسلمانوں کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ درحقیقت یہ مقدس ذاتیں ہرگز گناہوں سے کسی طرح آلودہ نہ تھیں۔ لیکن چونکہ بارگاہِ الٰہی میں ان کا تقرب زیادہ تھا اس لئے انہیں خدا کا خوف بھی سخت تھا۔ (اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ) خدا سے ڈرتے وہی زیادہ ہیں جنہیں خدا کی معرفت زیادہ ہوتی ہے اور چونکہ وہ مسلمانوں کے لئے ایک پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے لئے مثال پیش کی اور یہی وہ طریقہ ہے جو دنیا کی ہدایت کے لئے بہترین صورت پر کامیاب ہوسکتا ہے۔

(دوسری قسم) یعنی فضائل کے ساتھ آراستگی اور علوم وکمال کی تحصیل کی ''اہمیت'' اس میں آپ کی یہ دعا ہے جو ۲۴ رمضان کو آپ پڑھتے تھے۔

اے سفیدۂ سحری کو ظاہر کرنے والے اور رات کو آرام وسکون کا ذریعہ بنانے والے اور آفتاب وماہتاب کو مقرر حساب کے ساتھ چلانے والے۔ اے عزّت کے مالک! اے بخشش وکرم اور قوت وطاقت اور فضل واحسان اور جلال وبزرگی کے سرمایہ دار! اے اللہ! اے رحم کرنے والے خدا! اے ایک اکیلے یگانہ! اے امن واطمیان کے دینے والے! اے نگرانی ونگہداشت کرنے والے! اے اللہ، اے ظاہر! اے اللہ، اے باطن! اے اللہ، اے زندہ رہنے والے! سوائے تیرے کوئی معبود برحق نہیں۔ اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! تیرے لئے ہیں بہترین نام اور بلند ترین مثالیں اور بزرگی اور تمام نعمتیں؛ رحمت اپنی نازل کر محمدؐ اور ان کی آلؑ پر اور مجھے نہ قرار دے اُن لوگوں میں سے کہ جب وہ صحیح سالم ہوں تو غافل ہوجائیں اور جب بیمار ہوں تو تجھ سے خوف کریں۔ جب مالدار ہوں تو فریبِ دنیا کا شکار رہیں اور جب فقیر ہوں تو تجھ سے لو لگائیں۔ جب بیمار ہوں تو گناہوں سے توبہ کریں اور جب اچھے ہوں تو پھر گناہوں میں مبتلا ہوجائیں۔ نہ اُن لوگوں میں سے قرار دے کہ جو اچھے آدمیوں کی محبت کا دعویٰ تو رکھتے ہوں مگر اُن کے سے اعمال نہ کرتے ہوں اور بُرے آدمیوں سے نفرت کا اظہار تو کرتے ہوں مگر خود اپنے افعال کے

لحاظ سے اُن ہی بُرے آدمیوں میں داخل ہوں جو اپنے دُوسرے بھائیوں کی بُرائی تو ظاہر کرتے ہوں اور خود اپنی برائیوں پر پردہ ڈالتے ہوں۔ خداوندا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت اور پرہیزگاری اور عفّت و بے نیازی کا ان چیزوں سے جنہیں تو نے حرام قرار دیا ہے اور عمل کا تیری اطاعت کے ساتھ باتوں میں جو تجھے پسندیدہ ہیں۔ پروردگار میرے چہرے کو آتشِ جہنم سے موڑ دے۔ خداوندا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے ایک، اے اکیلے، اے مالک! اے وہ کہ جس کے اولاد نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے، نہ اس کا کوئی مدِّ مقابل ہے۔ اے جلالت و بزرگی کے مالک! اے حاجتوں کو پورا کرنے والے، اے تکلیفوں کے دور کرنے والے۔ اے خواہشوں کے عطا کرنے والے۔ اے اہم مصیبتوں میں مدد کرنے والے، میری مدد کر اُس مہم میں جو مجھے درپیش ہے؛ میرے قرضوں کو ادا کردے اور میرے دل میں پاکیزگی پیدا کردے اور میرے اعمال میں اضافہ کردے اور میرے لئے آتشِ جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دے اور عذاب سے محفوظ رہنے کا امان نامہ، پل صراط سے گزرنے کا جواز اور جنت میں حصہ پانے کا فرمان لکھ کر دیدے اور مجھ کو حق وصداقت کے احاطہ میں داخل کر اور محمدؐ وآلِ محمدؐ کی رفاقت نصیب کر جنت کے باغوں میں اور ہمیشہ رہنے والی مسرت میں۔ اے جلالت وبزرگی کے مالک خداوند! درود بھیج محمدؐ وآلِ محمدؐ پر اور میری دعا کو قبول کر اور میری تضرع وزاری پر رحم کر اور اپنی بارگاہ سے میری اُمید کو قطع نہ کر۔ اے فریاد رسِ بے کساں میری فریاد کو پہنچ۔ اے ایمان لانے والے کے پناہ دہندہ! مجھے پناہ دے۔ اے نیکوکاروں کے مددگار! میری امداد کر۔ اے توبہ کرنے والوں کے دوست، میری توبہ قبول کر۔ اے تہی دستوں کو روزی دینے والے! مجھے رزق عطا کر۔ اے دردمندوں کی تکلیف کو دور کرنے والے! میری تکلیف کو دور کر۔ اے مضبوط طاقت وقوت کے مالک! محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل کر اور میرے دل کو اپنے دین اور اپنی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رکھ۔ پروردگار! ہم کو دنیا میں نعمت عطا کر، اور آخرت میں بھی اور ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ

آتشِ جہنم سے بچادے اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم!

جو شخص اس دُعا میں غور کرے اس کو حسب ذیل باتیں نظر آئیں گی:

(۱) شروع میں سفیدۂ سحری کی نمود اور رات کے آرام وسکون اور آفتاب و ماہتاب کے حساب کے ساتھ چلنے کا تذکرہ ہے۔ یہ تمام آیاتِ قرانی کی طرف اشارہ ہے۔ (۲) اس کے بعد اوصافِ الٰہی کا ذکر ہے۔ عزّت، بخشش، فضل، نعمت، رحمت اس کے ساتھ وحدانیت، اور ربوبیت ورحمانیت جیسے وغیرہ مخصوص اوصاف کا ذکر ہے۔ یہ کہہ کر اس میں تعمیم پیدا کردی گئی ہے کہ تمام بہترین نام اسی کے لئے ہیں۔ (۳) آخر میں ہدایت وتقویٰ اور دل کی پاکیزگی کا تذکرہ ہے۔ امامؑ نے اس دعا میں ایک راستہ دکھلایا ہے جو توضیح طلب ہے اور ہم تمام مسلمانوں کو اس کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔ میں تمام مسلمانوں کو بلاتفریق میں مخاطب کرتا ہوں۔ دیکھو یہ بلند مرتبہ بزرگوار نبوت کے خاندان کے محترم فرد زین العابدینؑ تم سے کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے دلوں کو پاک کرو اور گناہوں سے ان کی حفاظت کرو۔ یہی نہیں بلکہ اس عالم کی مخلوقات اور اس وسیع وعریض کائنات کو غور سے دیکھو۔ وہ آفتاب ہے جو حساب کے ساتھ چل رہا ہے اور ماہتاب ہے جو اپنی منزلوں میں سیر کرتا ہے۔ اس سے آپ سورۂ انعام کی ان آیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ مذکور ہے کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا تاکہ یقین کے درجہ پر فائز ہوں۔ پھر اسی سورہ میں یہ ہے کہ خدا نے دانہ کو شگافتہ کیا اور گٹھلی سے درخت کو نمایاں کیا۔ وہ ذی حیات کو غیر ذی حیات سے اور غیر ذی حیات کو ذی حیات سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ ہے اللہ کی قدرت۔ تم کہاں اِدھر اُدھر پھر رہے ہو۔ وہ سفیدۂ سحری کو ظاہر کرنے والا ہے اور اُس نے رات کو سکون اور اطمینان کا وقت قرار دیا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو حساب کے ساتھ چلایا ہے۔ یہ اقتدار وحکمت رکھنے والے خدا کی قرارداد ہے۔ اسی نے تمہارے لئے ستاروں کو مقرر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے راستہ حاصل کرو خشکی اور تری میں۔ یہ تمام نشانیاں

لحاظ سے اُن ہی بُرے آدمیوں میں داخل ہوں جو اپنے دُوسرے بھائیوں کی بُرائی تو ظاہر کرتے ہوں اور خود اپنی برائیوں پر پردہ ڈالتے ہوں۔ خداوندا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت اور پرہیزگاری اور عفت و بے نیازی کا ان چیزوں سے جنہیں تو نے حرام قرار دیا ہے اور عمل کا تیری اطاعت کے ساتھ باتوں میں جو تجھے پسندیدہ ہیں۔ پروردگار میرے چہرے کو آتشِ جہنم سے موڑ دے۔ خداوندا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے ایک، اے اکیلے، اے مالک! اے وہ کہ جس کے اولاد نہیں نہ وہ کسی کی اولاد ہے، نہ اس کا کوئی مدِّ مقابل ہے۔ اے جلالت و بزرگی کے مالک! اے حاجتوں کو پورا کرنے والے، اے تکلیفوں کے دور کرنے والے۔ اے خواہشوں کے عطا کرنے والے۔ اے اہم مصیبتوں میں مدد کرنے والے، میری مدد کر اُس مہم میں جو مجھے درپیش ہے؛ میرے قرضوں کو ادا کردے اور میرے دل میں پاکیزگی پیدا کردے اور میرے اعمال میں اضافہ کردے اور میرے لئے آتشِ جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دے اور عذاب سے محفوظ رہنے کا امان نامہ، پل صراط سے گزرنے کا جواز اور جنت میں حصہ پانے کا فرمان لکھ کر دیدے اور مجھ کو حق وصداقت کے احاطہ میں داخل کر اور محمدؐ وآلِ محمدؐ کی رفاقت نصیب کر جنت کے باغوں میں اور ہمیشہ رہنے والی مسرت میں۔ اے جلالت و بزرگی کے مالک خداوندا! درود بھیج محمدؐ وآلِ محمدؐ پر اور میری دعا کو قبول کر اور میری تضرع وزاری پر رحم کر اور اپنی بارگاہ سے میری اُمید کو قطع نہ کر۔ اے فریادرسِ بے کساں میری فریاد کو پہنچ۔ اے ایمان لانے والے کے پناہ دہندہ! مجھے پناہ دے۔ اے نیکوکاروں کے مددگار! میری امداد کر۔ اے توبہ کرنے والوں کے دوست، میری توبہ قبول کر۔ اے تہی دستوں کو روزی دینے والے! مجھے رزق عطا کر۔ اے درد مندوں کی تکلیف کو دور کرنے والے! میری تکلیف کو دور کر۔ اے مضبوط طاقت وقوت کے مالک! محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل کر اور میرے دل کو اپنے دین اور اپنی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رکھ۔ پروردگار! ہم کو دنیا میں نعمت عطا کر، اور آخرت میں بھی اور ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ

آتشِ جہنم سے بچا دے اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم!

جوشخص اس دُعا میں غور کرے اس کو حسب ذیل باتیں نظر آئیں گی:

(۱) شروع میں سفیدۂ سحری کی نمود اور رات کے آرام وسکون اور آفتاب و ماہتاب کے حساب کے ساتھ چلنے کا تذکرہ ہے۔ یہ تمام آیاتِ قرآنی کی طرف اشارہ ہے۔ (۲) اس کے بعد اوصافِ الٰہی کا ذکر ہے۔ عزّت، بخشش، فضل، نعمت، رحمت اس کے ساتھ وحدانیت، اور ربوبیت ورحمانیت جیسے وغیرہ مخصوص اوصاف کا ذکر ہے۔ یہ کہہ کر اس میں تعمیم پیدا کردی گئی ہے کہ تمام بہترین نام اسی کے لئے ہیں۔ (۳) آخر میں ہدایت وتقویٰ اور دل کی پاکیزگی کا تذکرہ ہے۔ امامؑ نے اس دعا میں ایک راستہ دکھلایا ہے جو توضیح طلب ہے اور ہم تمام مسلمانوں کو اس کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔ میں تمام مسلمانوں کو بلاتفریق میں مخاطب کرتا ہوں۔ دیکھو یہ بلند مرتبہ بزرگوار نبوت کے خاندان کے محترم فرد زین العابدینؑ تم سے کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے دلوں کو پاک کرو اور گناہوں سے ان کی حفاظت کرو۔ یہی نہیں بلکہ اس عالم کی مخلوقات اور اس وسیع وعریض کائنات کو غور سے دیکھو۔ وہ آفتاب ہے جو حساب کے ساتھ چل رہا ہے اور ماہتاب ہے جو اپنی منزلوں میں سیر کرتا ہے۔ اس سے آپ سورۂ انعام کی ان آیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ مذکور ہے کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا تاکہ یقین کے درجہ پر فائز ہوں۔ پھر اسی سورہ میں یہ ہے کہ خدا نے دانہ کو شگافتہ کیا اور گٹھلی سے درخت کو نمایاں کیا۔ وہ ذی حیات کو غیر ذی حیات سے اور غیر ذی حیات کو ذی حیات سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ ہے اللہ کی قدرت۔ تم کہاں اِدھر اُدھر پھر رہے ہو۔ وہ سفیدۂ سحری کو ظاہر کرنے والا ہے اور اُس نے رات کو سکون اور اطمینان کا وقت قرار دیا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو حساب کے ساتھ چلایا ہے۔ یہ اقتدار وحکمت رکھنے والے خدا کی قرارداد ہے۔ اسی نے تمہارے لئے ستاروں کو مقرر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے راستہ حاصل کرو خشکی اور تری میں۔ یہ تمام نشانیاں

تفصیل سے پیش کی ہیں ان لوگوں کے لئے جو علم سے کام لیں۔

اس دعا کے متکلم امام علیہ السلام نے سورۂ انعام کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ بھی اسی کتاب (صحیفۂ کاملہ) کی بعض دعاؤں میں کیا ہے۔ جہاں آپ نے خدا کے اوصاف میں یہ بتلایا ہے کہ وہ نور اور ظلمت کا خالق ہے اور آفتاب و ماہتاب بھی اسی نے پیدا کئے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اجرام سماویہ خدا نہیں ہیں جیسا کہ جناب ابراہیمؑ کے زمانہ میں صابئیہ کا خیال تھا۔ اور یہ کہ خود نور و ظلمت بھی خدا نہیں۔ جیسا کہ ایران میں مانوی جماعت کا عقیدہ ہے۔

اللہ اکبر! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت رسولؐ کس منزل پر تھے، اور تمام مسلمان کس منزل پر ہیں۔ ان دعاؤں میں علمِ افلاک، حسابِ آفتاب و ماہتاب، جہاز رانی وغیرہ کے طریقہ کی طرف اشارہ ہے جو بغیر کواکب کی حرکتوں کے دریافت کئے ہوئے نہیں حاصل ہو سکتا۔ آج یورپ کی ہر سلطنت میں اس کے لئے خاص درسگاہیں قائم ہیں۔ مگر مسلمانانِ عالم اب تک ان علوم سے بالکل بے خبر رہے ہیں جن کی طرف اہل بیتؑ نے برابر اشارہ کیا ہے۔

چونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے متبعین اور ان کے مخالف برابر اہل بیتؑ کے بارے میں جنگ و جدل کرتے رہیں گے۔ مگر خود ان حضرات کے دل میں یہ تھا کہ ہم مشترک اسلامی روح کے شائع کرنے کے لئے اور بندوں کو خدا کی معرفت سے قریب کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے اس طرح کے اشارات اپنے کلام میں ودیعت کر دیئے ہیں جن سے تمام صاحبانِ عقل فائدہ اٹھائیں اور حکماء و مصلحین ان کے ذریعہ سے ترقی کریں۔ وہ باتیں ایسی ہیں جو تمام خلق سے متعلق ہیں، اور ان میں کسی فرقہ سے مخصوص نہیں ہے انہوں نے پہلی قسم میں گناہوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری قسم میں اُن عجائباتِ قدرت کی طرف اشارہ کیا ہے جن کا سورۂ انعام میں بھی تذکرہ ہے اور جن کی حقیقت بغیر علمِ فلکیات کے معلوم نہیں ہو سکتی اور علمِ فلکیات کے لئے حساب اور ہندسہ اور جبر و مقابلہ کی ضرورت ہے اسی طرح ان آیات میں جن کی طرف اس دعا

میں اشارہ ہے نباتات کا ذکر کیا ہے جس کے لئے علم النباتات اور علمِ زراعت کی ضرورت ہے اور جنین کا بطنِ مادر میں تذکرہ ہے جس کے لئے علم تشریح اور علم الحیات (بایولوجی) ناگزیر ہے۔

گویا امامؑ کے پیش نظر تھا کہ دنیا میں دوسری قومیں ترقی کر رہی ہیں، مگر سنّی شیعہ آپس کے جھگڑوں ہی میں مصروف ہیں اور کس بارے میں؟ خود اہل بیتؑ کے بارے میں۔ حالانکہ اہل بیتؑ ان جھگڑوں سے الگ ہیں۔ کیا آسمان اور اس کے ستارے، کیا زمین اور اُس کی زراعتیں خدا کی مخلوقات میں داخل نہیں ہیں۔ کیا ان چیزوں میں غور و خوض کرنا خدا کی معرفت سے قریب نہیں کرے گا۔

مگر افسوس مسلمان غفلت میں ہیں۔ انہوں نے اسلامی ممالک میں ان علوم کو چھوڑ رکھا ہے اور صرف آپس کے جھگڑوں اور بکھیڑوں سے مطلب رکھا ہے۔ وہ بھی ایسے معاملات میں جن کا وقت گزر چکا ہے اور وہ نسلیں گزر چکی ہیں۔ یہ زمانہ وہ ہے جب مسلمانوں کی عقلیں رشد کر چکی ہیں اور علم کی محبت ان کے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔

شیخ طنطاوی جوہری دوسرے مضمون میں لکھتے ہیں:

اے برادرانِ اسلام! میرا اسلام قبول کرو۔ میں نے اپنے گزشتہ مقالہ میں امام زین العابدین علیہ السلام کی بعض دعاؤں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں نے بتلایا ہے کہ کس طرح آپ نے علم اور عمل دونوں پہلوؤں پر زور دیا ہے اور عالمِ کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اب ایک دعا اور پیش کرتا ہوں جو آپ تاریک راتوں میں پڑھتے تھے:

اے پروردگار مجھے بخش دے۔ اے پروردگار! مجھ پر رحم کر۔ اے میرے مالک! میرے دل میں پاکیزگی پیدا کر۔ اے میرے مالک! مجھے ریاکاری سے علیحدہ رکھ۔ پروردگار! تو نے رات کو ہماری راحت کا ذریعہ بنایا ہے اور دن کو ہمارے کسبِ معاش کا موقع قرار دیا ہے۔ تو

نے آفتاب و ماہتاب کو حساب کے ساتھ جاری کیا ہے۔ تو عالموں کا انتظام کرنے والا ہے۔ تو نے آفتاب، ماہتاب اور ستاروں میں اپنے حسنِ صنعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو نے ان تمام سیاروں کو اپنی مخلوق کے فائدے کے لئے اپنے حکم کا پابند بنایا ہے۔ مجھ پر اپنی ایک نظر ڈال دے۔ ایسی نظر جو میرے دل کو ریاکاری، خود بینی، کینہ پروری حسد کے جذبات سے خالی کر دے۔ اور جس سے مجھے تیرے عذاب کا اندیشہ پیدا ہو جائے۔

اس دعا میں امامؑ نے ایک طرف تو تہذیب اخلاق کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے نفس میں پاکیزگی پیدا ہو۔ دوسری طرف اس پاکیزگیٔ نفس کی تکمیل پر زور دیا ہے۔ علم اور حکمت اور کائنات قدرت میں غور و خوض کے ساتھ حضرتؑ نے اپنی دعاؤں میں علم النفس اور علم الآفاق دونوں کو جمع کیا ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ ہم انسانوں کو اپنی نشانیاں دکھلاتے ہیں آفاق آسمان و زمین اور خود اُن کے نفوس میں تا کہ ان کو حق کی معرفت ہو۔ ''انفس'' کے لفظ میں بہت سے علوم کی طرف اشارہ ہے جن میں سے ایک علم الاخلاق ہے۔ اور ''آفاق'' کے لفظ میں ''علم الارض'' نباتات، جبال، بحار اور فلکیات وغیرہ سب داخل ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں حضرت نوحؑ کی آواز کو جو قرآن میں درج ہوئی ہے، نوح نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم کے لوگو! میں تمہیں خوف دلاتا ہوں خدا کی عبادت کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ خدا تمہارے گناہوں کو معاف کرے اور تمہیں متعینہ مدت تک زندہ رکھے۔ وہ خدا کی مقرر کردہ مدت جب پوری ہو جاتی ہے تو اس میں دیر نہیں ہوتی۔ پھر نوحؑ نے خدا سے اپنی قوم کی شکایت کی، کہا: میں نے اپنی قوم کو شب و روز دعوت دی، مگر میری دعوت پر وہ بھاگتے رہے۔ میں نے جب ان کو دعوت دی تا کہ وہ اپنی مغفرت کا سامان کریں تو انہوں نے اپنی اُنگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور چادریں سروں پر ڈال لیں اور اپنے جرائم پر اصرار کیا اور پورے تکبر سے کام لیا۔ پھر میں نے ان کو کھلم کھلا آواز دی اور بلند آواز سے اعلان کیا اور آہستہ

سے بھی سمجھایا۔ میں نے کہا کہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ ابر کو تم پر پانی برسانے کے لئے بھیجتا ہے اور تم کو اموال و اولاد کے ساتھ برودت پہنچاتا ہے تمہارے لئے باغ قرار دیتا ہے نہریں جاری کرتا ہے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی عزت نہیں سمجھتے حالانکہ اسی نے تم کو مختلف صورتوں پر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیوں کر خدا نے ساتوں آسمانوں کو طبق در طبق پیدا کیا ہے اور ماہتاب کو ان میں روشنی کے لئے قرار دیا ہے، اور آفتاب کو چراغ بنایا ہے۔ اور خدا نے زمین سے تمہیں مثل نباتات کے باہر نکالا ہے۔ پھر تم کو اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اس کے بعد پھر باہر نکالے گا اور خدا نے تمہارے لئے زمین کو فرش قرار دیا ہے۔ تا کہ اس میں مختلف راہوں میں تم راستہ چلو۔ حضرت نوحؑ نے کہا کہ: پروردگار! ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور اس شخص کا طرزِ عمل اختیار کیا جس کو اس کے مال و اولاد سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا اور یہ لوگ بڑے مکر و فریب سے کام لیتے رہے۔

اللہ اکبر! یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قابلِ ملاحظہ ہے۔ کس قدر انفس و آفاق کے علوم اس میں مجتمع ہیں۔ بالکل اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی دعا میں دونوں باتوں کو جمع کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ میرے نفس میں پاکیزگی عطا کر تا کہ اس میں بلندی پیدا ہو۔ دوسری طرف آسمان و زمین کی خلقت اور خدا کی قدرت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ص/ ۱۰۸ کتاب صحیفۂ کاملہ میں ایک دعا کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔

خداوندا! میرے لئے ایسا دل قرار دے جو تجھ سے اس طرح ڈرتا رہے گویا اس نے تجھے دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ تجھ سے ملاقات کرے۔ اے مالک آسمانوں کے اور تمام ان چیزوں کے جو آسمان کے اندر ہیں، روشن ہوں خواہ تاریک۔ اے مالک کشادہ زمینوں کے اور تمام اُس مخلوق کے جو اُن زمینوں کے اندر ہے۔ اے مالک مضبوط بنیاد والے پہاڑوں کے۔ اے مالک چلنے والی ہواؤں کے۔ اے مالک ان بادلوں کے جو زمین اور آسمان کے درمیان

پیدا ہوتے ہیں۔ اے مالک ان ستاروں کے جو آسمان میں تیرے تابع فرمان ہیں خواہ پوشیدہ ہوں اور خواہ ظاہر۔ اے مخفی باتوں سے باخبر اور اے آوازوں کے سننے والے"۔

آگے فرماتے ہیں:

خداوندا! میں تجھ سے مانگتا ہوں صاحبانِ علم کا خوف، عبادت کرنے والوں کا یقین، بزرگ مرتبہ لوگوں کی کامیابی اور ذکر الٰہی کرنے والوں کا غور وخوض"۔

یہ بالکل مطابق ہے اس آیت کے ساتھ کہ آسمان وزمین کی خلقت اور شب وروز کی آمدورفت میں نشانیاں ہیں صاحبانِ عقل کے لئے وہ خدا کی یاد کرتے رہتے ہیں اُٹھتے اور بیٹھتے اور کروٹ کی حالت میں اور غور وخوض کرتے ہیں آسمان وزمین کی خلقت میں۔ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار تو نے ان کو غلط طور پر نہیں پیدا کیا ہے۔ تیری ہستی پاک ہے ہم کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ"۔

حضرتؑ کا یہ فقرہ کہ ذکر الٰہی کرنے والوں کا غور وخوض"۔ اسی آیت کا پتہ دیتا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خدا کو یاد کرنے والا اگر اس کی مخلوقات میں غور وخوض نہ کرے تو وہ جاہل رہے گا اور اسے بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہی بتلایا گیا ہے اس آیت میں کہ:۔

"یہ لوگ قرآن میں غور وخوض کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں"۔

اور اس آیت میں کہ:

"وہ لوگ جنہیں توریت کا حامل بنایا گیا پھر انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا، مثل گدھے کے ہیں جس کی پُشت پر کتابوں کا بار لدا ہوا ہو۔ کیا بری مثال ہے اُن لوگوں کی جو خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اور خدا جبری طور پر ظالمین کو راہِ راست پر نہیں لاتا ہے۔

خداوندا! یہ تیری کتاب موجود ہے قرآن اور یہ اہل بیتؑ میں سے ایک بزرگ ہستی کے

ارشادات ہیں یہ دونوں کلام۔ وہ آسمان سے نازل شدہ کلام اور یہ اہل بیتؑ کے صدیقین میں سے ایک صدیق کی زبان سے نکلا ہوا کلام دونوں بالکل متفق ہیں۔ اب میں بلند آواز سے پکارتا ہوں ہندوستان میں اور تمام اسلامی ممالک میں اے فرزندانِ اسلام، اے اہل سنت اور اے اہل تشیع! کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ تم قرآن اور اہل بیتؑ کے مواعظ سے سبق حاصل کرو۔ یہ دونوں تم کو بلا رہے ہیں ان علوم کے حاصل کرنے کی طرف جن سے عجائبِ قدرت منکشف ہوتے ہیں اور خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

پہلے ان علوم کو حاصل کرو۔ انہی کے حاصل کرنے کے تمہیں قرآن اور پیشوایانِ مذہب کے ارشادات میں حکم ملا ہے۔ جب تم ان میں کامل ہو جانا تو پھر دوسرے امور کی طرف متوجہ ہونا۔

تفرقہ انگیز مباحث سے باز آؤ اور ان ہدایات پر عمل کرو۔ ان علوم سے استفادہ کرو اور سورج کے نیچے زمین کے اوپر اپنے زندہ رہنے کا سامان کرو۔

اُستاد محمد کامل حسین پروفیسر جامعۂ ازہر مصر لکھتے ہیں:

"کیا تمہارا خیال ہے کہ فرزدق نے امام زین العابدینؑ کی تعریف کا حق ادا کر دیا اپنے ان شعروں میں جن کا مضمون یہ ہے:

یہ وہ ہیں جن کے پیروں کی چاپ کو سرزمین مکہ پہچانے ہوئے ہے اور خانۂ کعبہ اور اس کے حل وحرم سب ان سے واقف ہیں۔ یہ اس ہستی کے فرزند ہیں جو خلقِ خدا میں سب سے بہتر تھی۔ یہ متقی، پاک وپاکیزہ اور مشہور روزگار ہیں۔

ہرگز نہیں۔ بخدا فرزدق اپنے ان شعروں میں ایک شمہ بھی نظم نہیں کر سکا ہے۔ بلکہ مجھے تو ملتے ہی نہیں وہ الفاظ جو میرے دلی خیالات کا اظہار کر سکیں اور بتلا سکیں میرے تاثرات کو اس امامؑ کی عظمت کے بارے میں جس نے ایک طرف عرب قوم کے محاسن اخلاق اور ان کے مذہبی کمالات کو حاصل کیا اور دوسری طرف ملکِ عجم کی سلطنت اور اس کی عزت کے جوہر کا حامل ہوا۔

اس صورت میں کوئی بے جانہیں کہ ان کو ''ابن الخیرتین'' (دو منتخب قوموں عرب وعجم کا فرزند) کہا جائے۔ کیوں کہ آپ کے جد بزرگوار حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں میں سے دو ہی قوموں کو منتخب کیا ہے عرب میں سے قبیلۂ قریش اور غیر عرب میں سے فارس۔ اور بہت سے ایرانیوں نے اس حدیث کو اپنے لئے محل نازش میں پیش کیا ہے۔ مہیار دیلمی شاعر سید رضی (جامع نہج البلاغہ) کا شاگرد تھا۔ وہ اسی حدیث کو لیتا ہے اور پھر اپنی تعریف خود کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

''میں نے عزت وبزرگی بہترین آباء واجداد سے حاصل کی اور دین کی عزت بہترین نبیؐ سے حاصل کی۔ پس مجھے ہر حیثیت سے فخر کا موقع حاصل ہوگیا۔ خاندانی عزت فارس کی اور دینی عزت عرب کی''۔

یہ انتہائی فخر کی حد ہے جو ایک شاعر پیش کر رہا ہے۔ کون؟ مہیار دیلمی۔ جس کی دنیاوی عزت صرف اتنی ہے کہ وہ ملک فارس کا ایک مجوسی شخص تھا اور کسی شاہی خاندان سے بھی نہ تھا۔ پھر اپنے استاد سید رضی کے ہاتھ پر اسلام لایا تو دوسرے اسلام لانے والے غلاموں کا سا اسے بھی درجہ حاصل ہوگیا۔ نہ اُس کا خاندانی کوئی امتیاز ہے نہ اسلام میں کوئی خاص درجہ۔ لیکن باوجود اس کے اپنی دو خصوصیتوں کے اجتماع پر فخر کرتا ہے میں خاندانی حیثیت سے فارسی النسل ہوں اور دینی حیثیت سے حضرت محمد مصطفیؐ کے دین کا پیرو۔ پھر اب میں کیا کہوں اس ہستی کے بارے میں جس کا دادا خود مسلمانوں کا رسولؐ ہو اور نانا خود ملک فارس کا بادشاہِ کسریٰ ہو۔ وہ کون زبان ہوسکتی ہے جو اس بزرگوار کی عزت وبزرگی کی حد بیان کرسکے۔ وہ ہستی امام زین العابدینؑ علی بن الحسینؑ کی ہے جن کے بارے میں فرزدق نے کہا ہے:

بلکہ میرا تو خیال یہ ہے کہ میں کہوں ''ان کے عظیم اخلاق پر خلق کی انتہاء ہے۔ ان کی خاندانی شرافت پر شرافت کی انتہا ہے۔ اور اگر زبان یارا دے اور مجھے الفاظ ملیں جن سے میں

مطلب ادا کرسکوں تو پھر بھی میں یہ کہوں گا کہ یہ کم ترین تعریف ہے جو امام سجادؑ اور اہل بیت رسولؐ کے بارے میں کی جاسکتی ہے۔

ممکن ہے لوگوں کو تعجب ہو یہ دیکھ کر کہ ایک سنی مضمون نگار ائمہ شیعہ میں سے ایک امام کے بارے میں اس طرح کے خیالات ظاہر کر رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اگرچہ ایک ایسے شہر میں پیدا ہوا ہوں جسے سنی مذہب سمجھا جاتا ہے اور ایک ایسی جماعت میں جو امام شافعی وغیرہ کے مذہب کی پیرو ہے۔ لیکن میں نے اپنے سنی شہر کو اور اس کے تمام لوگوں میں ہر طبقہ اور جماعت کو یہ دیکھا ہے کہ وہ اہلِ بیت رسولؐ کی عزت کرتے ہیں ائمہ شیعہ کی عظمت کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح شیعہ (یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے) اور محمد بن ادریس شافعی خود فرما گئے ہیں:

اے حج پر جانے والے ناقہ سوار! ذرا سرزمین مکہ پر منیٰ کے قریب ٹھہر اور جو اِدھر اُدھر لوگ ہیں سب سے پکار کر کہہ دے صبح کے وقت اُس وقت جب حاجیانِ کعبہ منیٰ کی سرزمیں پر جمع ہوتے ہیں اتنی کثرت سے کہ جیسے بہتا ہوا موجزن دریا۔ ان سب سے کہہ دے کہ اگر آلِ رسولؐ کی دوستی کا نام رافضی ہوجانا ہے تو دونوں جہاں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے کوئی فتنہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ خطرناک نہیں معلوم ہوتا کہ شیعہ سنی میں افتراق پیدا ہوجائے۔

ہم سب ایک دین کو مانتے ہیں جس کا نام ہے اسلام۔ ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ حضرت محمد مصطفیؐ کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ سرورِ انبیاءؑ اور خاتم النبیینؐ ہیں اور آپ کے اہل بیتؑ طاہرین کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً) جب تک ہم سب اس نقطہ پر قائم ہیں تو یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ ہم

سب کو یکدست ہونا چاہیئے اور اس راستہ میں جہاد کرنا چاہیئے اپنے دین کی حفاظت میں اور اس کو ترقی دینے میں اور اس مشترک نقطہ کی طرف سب کو دعوت دینا چاہیئے اور اس راستے میں جہاد کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اب ایسی اختلافی باتوں میں پڑیں جو تفرقہ انگیزی کا باعث ہیں صرف ذاتی اغراض اور شخصی مفاد کی خاطر۔ اگر ہم حضرت علیؑ کے پیرو ہوتے کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیدیا اور اس کی آرائشوں پر کوئی توجہ نہ کی۔ اور اگر ہم آپ کی طرح یہ کہتے ہوتے کہ اے دنیا! جا کسی اور کو فریب دینا'' تو آج اسلام کی شان ہی دوسری ہوتی اور مسلمانوں کو آج وہ عزت حاصل ہوتی جس کے مثل کوئی عزت ہو نہیں سکتی۔

لیکن دنیاوی خواہش اور ہوا و ہوس نے مسلمانوں کو اسلام کے بلند مقصد سے ہٹا دیا اور انہیں توحید و ایمان کی حقیقت سے دور کر دیا جس کی وجہ سے ان میں فرقہ بندیاں ہو گئیں اور مختلف جماعتیں قائم ہو گئیں جو آپس میں تصادم کرتی رہتی ہیں اور جس سے مسلمانوں کی عزت، ذلت کے ساتھ بدل گئی اور قوت حاصل ہونے کے بعد ان میں کمزوری پیدا ہو گئی۔

یہ سب میں نے لکھ ڈالا اس حالت میں کہ میرے سامنے ایک کتاب ہے جو حجم کے لحاظ سے تو چھوٹی ہے مگر قدر و قیمت میں بہت بڑی ہے۔ سیدنا امام زین العابدینؑ کی بعض دعاؤں کا مجموعہ ہے اور مجھے آرزو تھی کہ میں ان دعاؤں کی نسبت لکھتا اور بتلاتا کہ ان میں کتنی روشن دلیلیں موجود ہیں اس بات کی کہ زین العابدینؑ مثل دوسرے اہل بیت طاہرینؑ کے بالکل رسول اللہؐ کی تعلیمی روح کے حامل اور عبادت و پرہیزگاری میں آپ کے تابع تھے۔ لیکن مجھے وہ الفاظ کہاں مل سکتے ہیں جو میرے تاثرات کو ظاہر کریں۔ اس وقت جب میں ان معجز نما کلمات کو پڑھتا ہوں جن کی تشریح میں زبان عاجز ہو کر ٹھہر جاتی اور عقل حیران ہو جاتی ہے اور قلم لرزہ براندام ہو کر رُک جاتا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر میں صرف اپنے عجز اور کوتاہ بیانی کا اعتراف ہی کر لینا اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ میں قلم اٹھاؤں اور پھر موضوع کے حق کو ادا نہ کر سکوں۔ کیونکہ میرا تاثر اور قلبی

احساس حضرت سجادؑ کی دعاؤں کے پڑھنے کے موقع پر میری طاقتِ اظہار سے بالاتر ہے۔

لیکن مجھے ایک اور امر کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ وہ یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے انشاء پرداز ادباء اور ادبی مؤرخین قدیم شعراء نثر نگاروں کے آثار کے مطالعہ اور درس و تدریس کی طرف متوجہ ہیں اور انہوں نے نثر میں اس ہنرمندانہ طرزِ تحریر کو اختیار کیا ہے جسے انشاء پردازوں نے مقرر کر رکھا ہے اور اسے اس طرح آراستہ کیا ہے کہ وہ بالکل قدرتی اور فطرتی حسنِ ادا سے علیحدہ ہو گیا ہے اور انہوں نے اس میں رنگ برنگ علم بدیع و بیان کی زینتیں اور سجاوٹیں بھی بھر دی ہیں جو کسی طرح تکلف اور تصنع سے خالی نہیں ہیں اور طبعی حسن کے کسی طرح مطابق نہیں ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ان دعاؤں کے ایسے ادبی آثار کو چھوڑ رکھا ہے جو عربی ادب کے معجزات میں شمار کرنے کے قابل ہیں۔ اس لئے کہ وہ دعائیں ایک پاکیزہ اور صاف نفس سے برآمد ہوئی ہیں اور وہ امامؑ کا نفس ہے اور مخاطب بھی ایک پاک اور صاف نفس ہے اور وہ خدائے بزرگ کی ذات ہے۔ اس لئے وہ حقیقتاً ایک قلبی احساس ہے جو خدا کی طرف سے اس کے بندہ کو عطا ہوا ہے اور جس کے ساتھ بندہ اپنے خدا کی جانب متوجہ ہوا اس لئے ان مذہبی دعاؤں میں ایک بلند مثال ہے جذبۂ دینی کی، وحی اور تقویٰ کے الہام کی اور زہد و تقوی کی آواز کی۔ ان میں ایک شیریں موسیقیت بھی ہے جو روح کو جذب کرتی ہے۔ کانوں کو اس سے لذت حاصل ہوتی ہے اور دل اس کے جذاب معانی اور وقیع الفاظ کے سننے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو رعب و جلال سے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔

دیکھو امامؑ اپنے پروردگار کی تعریف یوں کر رہے ہیں:

ستائش ہے اُس خدا کے لئے جو اپنی عظمت کے ساتھ دلوں پر جلوہ فگن ہے اور اپنی عزت کے ساتھ آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور تمام چیزوں پر اپنی قدرت کے ساتھ قابو رکھتا ہے پس نہ آنکھیں اس کے مشاہدہ کی تاب رکھتی ہے اور نہ توہمات اس کی عظمت کی حقیقی حد تک پہنچ سکتے ہیں وہ عظمت اور بزرگی کے ساتھ جبروت کا مالک ہے اور عزت اور احسان اور جلالت کے ساتھ

خلق پر مہربان ہے۔ حسن و جمال کے ساتھ نقائص سے مبرا و منزہ ہے اور فخر و بلندی کے ساتھ بزرگی کی صفت کا مالک ہے۔

تم نے عربی کلام میں بھی جادوانہ کیف اس کلام سے زیادہ بھی دیکھا ہے اور کوئی کلام جو اپنے خوش نما الفاظ اور بڑے معانی کے ساتھ دل میں بیٹھ جائے اور نفسِ انسانی کو ان بلند مرتبوں تک پہنچائے جن میں صرف پاک و پاکیزہ اور ہوسِ دنیا سے خالی اور صاف دل ہی پہنچ سکتے ہیں اس کلام سے زیادہ سنا؟ یہ ہے دینی ادب جس سے دل چاشنی گیر اور لطف اندوز ہوتے ہیں اور اس کی بلندی کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے ہیں، کان اس کو سنتے ہیں تو اس کے نغموں کے ساتھ مترنم ہو جاتے ہیں اور عقل ان کے معانی پر غور کرتی ہے تو ایک دوسری فضا میں جو اس فضا کے علاوہ ہے پرواز کرنے لگتی ہے۔

اس کے باوجود دنیا بدیع الزمان اور حریری اور ابونواس اور متنبّی کی گرویدہ ہو رہی ہے۔
کہاں دینی ادب اور کہاں ان لوگوں کا ادب۔ لفظ و معنی دونوں حیثیتوں سے ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور خود ادبی رنگ کے لحاظ سے بہت بڑا تفرقہ ہے۔ ادباء کو چاہیئے کہ وہ اس جلیل المرتبت ادبی سرمایہ کی طرف متوجہ ہوں۔ یقیناً ان کو اس میں بہت بڑا خزانہ دستیاب ہوگا جو اب تک زمین کے نیچے دفن ہے۔

احمد محمد جمعہ ابیوتی فاضل کلیۂ شریعت اسلامیہ مصر تحریر فرماتے ہیں:

کیا کہنا اس ربانی امامؑ اور روحانی پیشوا اور معلم اخلاق کا جو افراد بشر کے نفوس اور اقوام و ملل کے دلوں پر حکمران ہے اور انسانی نسلوں کی دست گیری و رہنمائی کرنے والا ہے تیرہ صدی اس طرف سے لے کر اس وقت تک کہ جب دنیا فنا ہو۔

وہ ان کا ہاتھ تھامتا ہے اور انہیں حقیقی زندگی کے راستوں پر لے جاتا ہے اور زندگانی کی تنگی اور اس کی کاوشِ بے جا سے ہٹاتا ہوا انہیں اصلی زندگی کے معنی اور عمر کی قیمت اور زمانہ کی واقعی

عزت کا سبق سمجھاتا ہے۔ وہ جد و جہد اور انتھک کوشش اور عمل کے اصول کو قائم کرتا اور بے کاری اور کاہلی سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ دیکھو وہ خدا سے دعا میں کہہ رہے ہیں:

ہمارے دلوں کی سلامتی اپنی عظمت کی یاد میں قرار دے اور ہمارے جسم کی بیکاری کے موقع کو بھی اپنی نعمتوں کے شکریہ میں صرف کر دے اور ہماری زبانوں کی گویائی کو اپنے احسان کی توصیف سے مخصوص بنا دے۔

کتنا بلند ہے آپ کا درجہ اے امامؑ! اور کتنا صاف ہے آپ کا دل، اور کتنا روشن ہے آپ کا ضمیر اور کتنی پاکیزہ ہے آپ کی نیت، اور کتنا بزرگ ہے آپ کا نظریہ اور کتنا مبارک ہے آپ کا نقطۂ نگاہ۔

آپ نے سنا حیّ و قیوم خدا کی آواز اور خالق قدیم کے خطاب کو جو اس نے اپنے حبیبؐ اور مقدس رسولؐ کے ساتھ کیا تھا۔

لیکن در حقیقت وہ رسولؐ سے خطاب میں تمام اقوام اور نسلوں کو مخاطب کر رہا تھا۔ آپ نے اس پر لبیک کہی اور اطاعت کی اور نزدیک پہنچ گئے۔ اور خدا کے قانون کے سامنے سر خم کر دیا۔ وہ خدا کی آواز یہ ہے کہ ”اے رسول! کہہ دو کہ غور کرو کہ آسمان و زمین میں کیا کیا عجائب مضمر ہیں“۔ یہ لوگ کیوں نہیں سیر کرتے اور نظر ڈالتے؟ یہ لوگ کیوں نہیں غور کرتے“۔ آسمان و زمین کی خلقت اور شب و روز کی آمد و رفت میں اہل عقل کے لئے نشانیاں مضمر ہیں۔ کیوں نہیں یہ لوگ زمین میں سیر و سیاحت کرتے اور دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان کے پہلے تھے وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے اور انہوں نے زمین میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور عمارتیں قائم کی تھیں اس سے زیادہ کہ جتنی انہوں نے عمارتیں بنائی ہیں اور پیغمبران کے پاس کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ آئے۔ خدا ہرگز ان پر ظلم نہیں کرتا لیکن وہ لوگ تو خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

اور رسولؐ کا قول کہ ایک ساعت غور و فکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے“۔ خدا کی

مخلوقات میں غور کرو اور خدا کی ذات میں فکر نہ کرو کیوں کہ تم اس کے درجہ کی حد مقرر نہیں کر سکتے۔

یہی تو آپ بھی کہہ رہے ہیں کہ ”ہمارے دلوں کی سلامتی اپنی عظمت کی یاد میں قرار دے“۔

آپ دنیا کو آباد کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بے کاری کے اوقات کو بھی ایسی باتوں میں صرف کریں جن سے حقیقی کامیابی کی بنیاد قائم ہوتی ہے اور واقعی عزت حاصل ہوتی ہے اور ہمیشہ کے لئے نام باقی رہتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بے کاری ہو ہی نہ اور تعطل پیدا ہی نہ ہو اس وقت میں نہ خرابیاں ہوں گی اور نہ جرائم، کیوں کہ شاعر کا شعر ہے کہ:

”جوانی و بے کاری اور دولت مندی یہی انسان کے خراب کرنے کے بڑے اسباب ہیں“۔

امامؑ اعلان کر رہے ہیں کہ جتنی خدا کی نعمتیں ہیں اور اس کی دی ہوئی طاقتیں ہیں اور اعضاء و جوارح ہیں سب کو ان ہی مقاصد میں صرف کیا جائے جن کے لئے وہ خلق ہوئے ہیں تا کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا ہو۔

یہی مطلب ہے آپ کے اس فقرہ کا کہ:

ہماری بے کاری کو بھی اپنی نعمت کے شکریہ میں صرف کردے“۔

اس کے بعد آپ چاہتے ہیں کہ آپ خداوند عالم کے اس قول میں داخل ہوں کہ ”کون اپنی بات کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہوسکتا ہے اس شخص سے جو خدا کی طرف دعوت دے اور اچھے اعمال کرے اور کہتا رہے کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ کہتے ہیں:

”خداوند! ہم کو اُن لوگوں میں قرار دے جو تیری طرف دعوت دینے والے ہیں اور تیری طرف کا راستہ بتانے والے ہیں“۔

یہ پُر مغز اور بیش بہا فقرے ہیں جن میں شوکت و عظمت اور ایجاز کے تمام اوصاف مجتمع ہیں۔

ستائش اللہ کے لئے ہے جو دلوں پر اپنی عظمت کے ساتھ جلوہ افگن ہے اور آنکھوں سے اپنی عزت کے ساتھ پنہاں ہے۔ نہ آنکھیں اس کے دیدار کی تاب رکھتی ہے اور نہ انسان۔ وہ بزرگی کے ساتھ خلق پر مہربان اور حسن و جمال کے ساتھ نقائص سے منزہ اور فخر و کمال کے ساتھ شرف اور بزرگی اور سرمایہ دار اور بخشش و نعمت کے ساتھ تمام خلق کا ملجأ و مأویٰ ہے۔

تصوف کے ساتھ بلاغت، تضرع و مناجات میں ادبیت، عبودیت کے مظاہر میں سحر آفرینی، بیان کے جوہر کے ساتھ عقلی مغز اور اس پر بدیع کی آرائشیں۔

آپ اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ اور مطمئن نفس کے بالکل مستحکم عقیدہ کے ساتھ شرک سے اور اس کے مواد سے اس کا دعویٰ کرنے والوں اور اس کی حمایت کرنے والوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور ازلی و ابدی وحدانیت کو خدا کے لئے ثابت کرتے ہیں اپنے ان الفاظ میں:

”وہ خالق جس کا کوئی نظیر نہیں۔ وہ یکتا جس کا کوئی مثل نہیں۔ وہ بزرگی کا مالک جس کا کوئی مدمقابل نہیں۔ وہ سردار و حاکم جس کا کوئی ہمسر نہیں وہ خدا جس کا کوئی دوسرا نہیں۔ اور وہ پیدا کرنے والا جس کا کوئی شریک نہیں اور وہ رزق عطا کرنے والا جس کا کوئی مددگار نہیں۔ وہ سب سے پہلے اور لازوال ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے والا غیر فانی ہے وہ دائم و قائم ہے بغیر کسی زحمت اور مشقت کے۔ وہ باقی ہے بغیر کسی آخری حد کے۔ وہ صنعت آفرین ہے بغیر کسی پشت پناہ کے۔ وہ پروردگار ہے بغیر کسی شریک کے۔ وہ خلق کرنے والا ہے بغیر کسی تکلیف کے۔ وہ کام کرنے والا ہے بغیر کسی عاجزی کے۔ اس کی کوئی حد نہیں مکان میں اور نہ کوئی انتہا ہے زمانہ میں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یونہی ہمیشہ ہمیشہ وہ خدا ہے زندہ، قائم، دائم، قدیم، قادر، علم و حکمت کا مالک، زبردست اور حلیم، جس چیز کو چاہے روکنے والا اور جس کام کو چاہے کرنے والا ہے اس کے

لئے ہے خلق اور اس کے لئے ہے حکم۔ تمام زمین اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور آسمان بھی اس کے دستِ تصرف میں لپٹے ہوئے ہیں۔ پاک ہے وہ خدا اور بلند ہے ان خیالات سے جو مشرکین نے قائم کئے ہیں۔

آپ دنیا کو وحدانیت کے معنی بتلا رہے ہیں اور اپنے نفس پر اعتماد اور اپنے ضمیر کی نگرانی کا درس دے رہے ہیں اور انسانی عقلوں کو ان کی گہری نیند سے بیدار کر رہے ہیں اور انہیں فلاح حقیقی کے ایک بڑے اصول پر متنبہ کر رہے ہیں۔ وہ بڑا رکن جس پر اس زندگی کی عمارت قائم ہے اور اس کے لئے آپ بلند ترین مثال اپنے خالق کی پیش کر رہے ہیں کیونکہ وہ خلقت اور ایجادِ کائنات میں تنہا اور مستقل ہے۔

امام زین العابدینؑ جو پہلی صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں حریت اور عزت و استقلال کی آواز بلند کرتے ہیں تا کہ اسے چودھویں صدی اور اس کے بعد کے تمام لوگ سنیں اور مادیت اور تبعیت کی زنجیروں کو اتار کر پھینک دیں۔

بہت سی جماعتیں مسلمانوں میں سے ایک شرمناک خیال اور کمزور مسلک پر متفق ہو گئی ہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے اقوال و افعال میں مجبور ہے اور خیر و شر اور تمام جرائم اس کے ہاتھوں زبردستی خدا کی جانب سے کرائے جاتے ہیں۔ وہ اس کے لئے بہت کمزور دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان پر بدبختی اس طرح غالب ہوئی ہے کہ خدا کی ذات کی طرف جبر و قہر کی نسبت کو گوارا کر لیا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس تعلیم کے سائے میں جرائم کا ارتکاب کریں اور اس کی ذمہ داری خدا پر عائد کریں۔

یہ ایسا مذہب ہے جو زمین کو فساد سے لبریز کرنے کا سبب ہے اور جو انتظام عالم کو برباد کر دینے کا ذریعہ ہے۔ امام زین العابدینؑ نے اپنے ان الفاظ میں اسی ملحدانہ خیال کی بنیادوں کو ملیامیٹ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”تمام کائنات اس بات کی معترف ہے کہ تو جس کو سزا دے اس پر ظلم نہیں کرتا اور گواہ ہے اس بات کی کہ جس کو تو معاف کر دے وہ تیرا احسان ہے اور ہر شخص اقرار کرے گا اپنے نفس کی کوتاہی کا ان فرائض کے ادا کرنے میں جو تو نے عائد کئے ہیں۔ اگر شیطان انہیں فریب نہ دیتا تیری اطاعت سے تو کوئی تیری نافرمانی نہ کرتا اور اگر باطل کو ان کے سامنے حق کے لباس میں پیش نہ کرتا تو تیرے راستے سے کوئی گمراہ نہ ہوتا۔

”تو مبارک ہے اس بات میں کہ تیری توصیف احسان ہی کے ساتھ ہو سکتی ہے اور بزرگ ہے تو اس امر سے کہ تجھ سے اندیشہ ہو عدالت کے خلاف طریقہ کا۔ تجھ سے ظلم و جور کا اندیشہ نہیں ہو سکتا اس شخص پر جو تیری نافرمانی کرے اور تجھ سے حق تلفی کا خوف نہیں ہو سکتا اس شخص کے بارے میں جو تیری اطاعت کرے۔

”تو بڑا احسان کرنے والا صاحبِ کرم ہے۔ اے وہ جس کی عظمت کے عجائب ختم ہونے والے نہیں۔ ہم کو ملحدانہ خیالات سے اپنی عظمت کے پردوں میں چھپا کر بچا لے۔ اے وہ جس کی سلطنت کی مدت ختم ہونے والی نہیں، اپنے غضب اور ناراضگی سے ہمیں آزاد رکھ۔ اے وہ جس کی رحمت کے خزانے ختم ہونے والے نہیں، اپنی رحمت میں ہمارا بھی حصہ قرار دے۔ اے وہ جس کے نظارہ کی آنکھوں کو تاب نہیں اپنی بارگاہ سے ہم کو قریب کر لے۔ اے وہ جس کی عظمت کے سامنے تمام عظمتیں پست ہیں، ہمیں عزت عطا کر۔ اے وہ جس کے سامنے باطنی راز کی خبریں بھی ظاہر ہیں اپنے سامنے ہم کو رسوا نہ کر۔[1]

---

[1] صحیفۂ کاملہ مفتی جعفر حسین، ص: ۴۸

مترجمین صحیفۂ سجادیہ

حسین بن شدقم مدنی (۱۰۹۰ھ)

علامہ سید حسین بن علی بن حسین بروز جمعہ ۱۵رشعبان ۱۰۲۶ھ/ ۱۶۱۷ء مدینۂ منورہ میں متولد ہوئے اور اس دور کے جید علماء سے کسب علم کر کے درجۂ فضل وکمال پر فائز ہوئے، ہندوستان کی علماء پروری انھیں ہندوستان کھینچ لائی اور دکن میں سکونت اختیار کر کے علمی و تبلیغی امور انجام دینے لگے۔ دکن کے حکمراں آپ کے علم وفضل کے قدرداں تھے اور انہوں نے آپ کو شایان شان انداز سے نوازا۔ دکن میں ۱۰۹۰ھ/ ۱۶۷۹ء کو رحلت فرمائی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے۔

تصحیح صحیفۂ کاملہ

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کے نسخوں کی تصحیح کی جس کا ایک نسخہ نجف اشرف میں آیت اللہ محسن الحکیمؒ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ [1]

---

[1] مطلع انوار۔ص:۱۸۹

علی خاں، مدنی (۱۱۲۰ھ)

علامہ صدر الدین علی مدنی حیدر آباد دکن کے شہرۂ آفاق اور نامور عالم گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۵/ جمادی الاول ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء کو مدینہ میں ہوئی۔ والد ماجد نظام الدین احمد، سلطان عبداللہ قطب شاہ کے داماد تھے۔ سید علی خاں ۱۶/سال کی عمر میں بروز جمعہ ۲۲/ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کو والد کی خدمت میں حیدر آباد دکن پہنچے اور تعلیمی سلسلہ جاری کیا۔ علامہ محمد بن علی بن محمود شامی عاملی سے کسب فیض کیا اور شیخ جعفر بن کمال بحرانی سے اجازۂ روایت لیا۔ بیس سال تک والد کی خدمت میں رہ کر علم و عمل کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے۔ ۱۰۸۸ھ میں والد کی وفات ہوئی تو ان کے خالو سلطان ابوالحسن سے اختلاف ہو گیا سلطان ابوالحسن والی گولکنڈہ نے ان کی املاک پر قبضہ کر لیا۔ سید علی خاں حیدر آباد سے اورنگ زیب کے پاس برہان پور چلے گئے، اورنگ زیب نے ہزار و پانصد وسی (ایک ہزار پانچ سوتیس) روپے اور اسپیہ کا منصب دیا اور کچھ عرصہ بعد اورنگ آباد پھر ماہوار و توابع برار کی حکومت دی۔ ایک عرصہ بعد آپ حکومت سے مستعفی ہو کر برہان پور کے دیوان ہو گئے آپ نے ہندوستان میں قیام ہی کے دوران ۱۱۰۶ھ میں صحیفۂ سجادیہ کی شرح ریاض السالکین لکھی اس کے بعد ۱۱۱۳ھ میں مکہ و مدینہ ہوتے ہوئے عراق گئے پھر مشہد پہنچے اصفہان میں سلطان حسین صفوی نے خاطر خواہ پذیرائی نہیں کی اس لئے اپنے اجداد کے وطن

شیراز میں مقیم ہو گئے۔ شیراز میں غوث الحکماء امیر غیاث الدین منصور کے مدرسہ منصوریہ میں تدریس کرنے لگے اور ذیقعدہ ۱۱۲۰ھ میں وفات پائی اور شیراز میں مزار شاہ چراغ میں اپنے پردادا میر غیاث الدین کے پہلو میں آسودۂ لحد ہوئے۔ [1]

آپ کا شجرۂ نسب صاحب نجوم السماء نے اس طرح تحریر کیا ہے۔

سید علی صدر الدین بن احمد نظام الدین بن محمد معصوم بن احمد نظام الدین بن ابراہیم بن سلام اللہ بن مسعود بن محمد صدر الحقیقۃ بن منصور غیاث الدین بن محمد صدر الدین بن ابراہیم شرف الملۃ بن محمد صدر الدین بن اسحاق عز الدین بن علی ضیاء الدین بن عرب شاہ زین الدین بن امیر نجیب الدین بن امیر خطیر الدین الحسن بن جمال الدین بن الحسین العزیزی بن علی بن زید الاعثم بن علی بن محمد بن علی بن جعفر بن احمد السالکین بن جعفر بن محمد بن زید الشہید بن الامام علی بن حسین بن علی ابی طالب [1]۔

ریاض السالکین فی شرح صحیفۃ سید الساجدین

آپ نے عربی میں صحیفۂ سید الساجدین علیہ السلام کی مفصل و مبسوط شرح لکھی، اس شرح کا آغاز حیدر آباد دکن میں ۱۰۹۴ھ میں کیا اور ۱۱۰۶ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ صحیفۂ سجادیہ کی معرکۃ الآرا علمی و تحقیقی شرح ہے اس سے زیادہ مفصل شرح تا ہنوز نہیں لکھی گئی۔

خصوصیات شرح

شرح میں ادبی اعتبار سے عبارت کو حل کیا گیا ہے اور صرفی و نحوی مطالب زیر بحث لائے گئے ہیں۔ علمی نکات اور تحقیقی مطالب کو انتہائی مہارت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسناد صحیفہ کو مفصل شرح کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ہر دعا کی شرح کا عنوان ''روضۃ'' قرار دیا ہے

[1] نجوم السماء ص:۱۷۶، امل الآمل ج۔۲، ص:۱۷۶، نزہۃ الخواطر ج۔۶، ص:۱۸۳، مطلع انوار ص:۳۲۶

اور ہر روضہ کے شروع میں مفصل دیباچہ و ماٰخذ مندرج ہے اور تاریخ ختم بھی تحریر ہے۔ یہ شرح بارہ سال کی مدت میں مکمل ہوئی، اس میں تاریخ ختم واشاعت ۱۱۰۶ھ تحریر ہے۔

آغاز:

اللھم انا نحمدک حمداً توتینا به من صحائف الحسنات، صحیفة کاملة و نشکرک شکراً تولینا به من نعمک الحسان، نعمة شاملة.......الخ

یہ شرح ۱۲۷۱ھ میں ایران سے شائع ہوئی مصنف کے ہاتھ کا نسخہ مکتبہ صدر میں محفوظ ہے۔ پہلے صفحے کی پشت پر مؤلف کا شعر بخط زیبا لکھا ہوا اور اجازہ ہے جو مؤلف نے میرزا ابراہیم بن مراد الحسنی کے لئے لکھا، تاریخ تحریر ماہ ربیع الاول ۱۱۰۹ء ہے۔

اشعار:

یا رب کم لک نعمة عظمت — عندی و نلت بها المنی سرحا
و اجلهن ید کتبت — لذبور آل محمد شرحا

اس شرح کے متعدد ایڈیشن ایران و عراق میں شائع ہو چکے ہیں اس کے خلاصے اور ترجمے بھی طبع ہو چکے ہیں۔

آقا بزرگ تہرانی:

"ریاض السالکین فی شرح صحیفة سید الساجدینؑ الملقب بالزبور آل محمدؑ للسید صدر الدین علی بن المیرزا احمد بن محمد معصوم الحسینی فی ذی القعده ۱۱۲۰ھ او ۱۱۱۸ھ کما فی الریاض، والمعروف بالسید علی خان المدنی الشارح للصمدیة للشیخ البهائی فرغ منه ۱۱۰۶ھ و کان شروعه ۱۰۹۴ھ فمدة التالیف بلغت اثنی عشرة سنة کما وجد

ذالک بخطه رتبه علی اربع و خمسین روضة لکل دعا روضة و هو اطول الشروح یذکر تمام الدعاء ثم یبین لغته وما یتعلق به من النحو و الصرف و شرح المعنی..........الخ" [1]

اس شرح کے خطی نسخے دنیا کے بیشتر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

صاحب نجوم السماء:

"و بالجمله سید عالی قدر در علوم عربیت امام اعلام و در بلاغت نظماً و نثراً بمنتهی المرام و اقصیٰ المقام اعوام ارتقاء نموده اعوام و دهور انقضا یافته که در عرب شاعری چون او بعرصۂ ظهور نیامده بود و در انواع دیگر علوم نیز وسیع الباع و بدقت طبع وجودت ذهن فرید اصقاع می نمود چنانکه این مراتب از مآثر اعلام آن امام همام مثل کتاب بدیعیه وسلافه و شرح صحیفه کامله که در موقع خود بی نظیر است و دیوان اشعار بلاغت آثار او کالنار علی العلم والنور فی الظلم روشن وهویدا است..........الخ" [2]

[1] الذریعہ ج:۱۱،ص:۳۲۵

[2] نجوم السماء۔ص:۱۷۶

آثار علمی:

سلافۃ العصر فی محاسن الشعراء بکل مصر، تذکرہ شعراء آغاز تصنیف ۱۰۸۱ھ حیدرآباد تمام ۱۰۸۲ھ

انوار الربیع فی انواع البدیع (مطبوعہ)

حدائق الندیۃ شرح فوائد الصمدیہ۔ شیخ بہائی

سلوۃ الغریب در غرائب بحار و عجائب جزائر

الکلم الطیب والغیث الصیب (ادعیہ)

حاشیہ قاموس

الدرجات الرفیعہ

توضیح احادیث خمسہ

دیوان شعر عربی

کرم حسین، بلگرامی (۱۲۵۷ھ)

تیرھویں صدی کے جید عالم اور نامور مدبر خان بہادر مولانا کرم حسین طاب ثراہ کا تعلق سادات بلگرام سے تھا، حضرت غفرانمآب کے معاصر تھے، علم کلام و مناظرہ میں اعلیٰ مہارت رکھتے تھے۔ لکھنؤ کے بزرگ علماء آپ کے قدرداں اور مداح تھے۔ سلطان العلماء سید محمد ابن غفرانمآب سے خط و کتابت تھی۔ سلطان العلماء کا خط جو مولانا کرم حسین کے نام ہے ''تاریخ سلطان العلماء'' میں نقل کیا گیا ہے، جس میں آپ کی علمی و مذہبی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے انھیں مجاہد اکبر کی گرانقدر لفظ سے یاد کیا ہے۔

السید الجلیل النبیل المشهر لصوارم الالٰهیات مقطع شبهات عابدی العزیٰ واللات زبدة المحبین السید کرم حسین لا زال محروسا عن الشین بمحمد و آله المصطفین علیه السلام

الحمد لله الذی اتم نوره ولو کره الکافرون نحمده حمدا یکون موازیا لنعمائه و نشکره شکراً یکون سبباً لمزید الآته. اما بعد فان اطیب التحیات النامیات و احسن التکریمات الزاکیات الی السید الجلیل النبیل الحائز قصب اسبق فی مضامیر السادات الفائز بالمعلی والوقیب من قدح الکلمات المشهر

لصوارم الالٰهيات لقطع الشبهات عابدی العزیٰ واللات ....الخ ۱

سلاطین اودھ آپ کے معتقد تھے۔ایک موقع پر آپ کو خلعت اسپ وفیل و پالکی و نالکی عطا کی تھی۔شاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کی جانب سے ایک ہزار سات سو روپیہ ماہانہ پر کلکتہ میں سفارت اودھ پر فائز رہے۔(۱۸۳۲ء) کلکتہ میں قیام کے دوران مدرسہ عالیہ میں عربی کے استاد بھی رہے اور ایشیاٹک سوسائٹی سے جو عربی کتابیں چھپتی تھیں ان کی تصحیح و تحقیق کا کام بھی انجام دیتے تھے۔

تصحیح و تحقیق صحیفۂ کاملہ

آپ نے کلکتہ میں قیام کے دوران صحیفۂ سجادیہ کے نسخہ کی دقیق تصحیح و تحقیق کا کام انجام دیا جو اس صحیفہ کا دنیا میں پہلا نفیس مطبوعہ متن ہے۔

اس کے علاوہ کپتان روبک کی صحیح کردہ کتاب ''برہان قاطع'' کا مقدمہ بھی آپ نے لکھا۔آپ نے ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء کو کلکتہ میں رحلت کی۔ہندوستان کی عظیم شخصیات آپ کی مداح تھیں، مرزا غالب دہلوی سے اچھے روابط تھے۔مرزا غالب جب کلکتہ گئے تو مولانا کرم حسین نے ان کی خوب پذیرائی کی۔

مرزا غالب دہلوی:

''مولوی کرم حسین میرے ایک دوست تھے انھوں نے ایک مجلس میں چکنی ڈلی بہت پاکیزہ و بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھ کر مجھ سے کہا کہ اس کی کچھ تشبیہات نظم کیجئے۔میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ لکھ کر ان کو دیا اور صلہ میں وہ ڈلی ان سے لی''۔ ۲

۱ تاریخ سلطان العلماء ص:۲۲۴

۲ بزم غالب۔ص: ۳۲۳۔

جناب عبد القادر رامپوری:

''مولوی کرم حسین بلگرام کے جلیل القدر سادات سے ہیں مذہب اثنا عشری اور مسلک صلح کل رکھتے ہیں فارسی عبارت قلم برداشتہ اور چست درست اور رواں لکھتے ہیں تنگی اور فراخی میں زندہ دلی سے اوقات بسر کرتے ہیں کتب لغت وادب اور تواریخ عجم و عرب کی سیر ہے۔'' ۱

آثار علمی:

مقدمۂ برہان قاطع

رد اعتراضات اہل سنت (فارسی)

ترجمۂ قوانین از انگریزی۔اس علمی خدمت کے عوض خان بہادر کا خطاب ملا۔

تحقیق صحیفۂ کاملہ ۲

۱ علم وعمل ج۔۱،ص:۱۴۳۔

۲ مطلع انوار ص:۴۲۶۔

مہدی حسین، زیدپوری (۱۲۸۶ھ)

زیدپور ضلع بارہ بنکی کے نامور عالم، فاضل، جید الاستعداد متکلم وادیب مولانا مہدی حسین طاب ثراہ جناب حاجی سید زین علی زوار کے لائق وفائق فرزند تھے۔ مولانا سید غنی نقی زیدپوری کے ہمعصر اور سلطان العلماء مولانا سید محمد کے شاگرد رشید شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کے علم وفضل کا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ آپ تین بادشاہوں کے استاد رہے نصیر الدین حیدر بادشاہ نواب امجد علی شاہ، نواب واجد علی شاہ۔ نواب نصیر الدین حیدر بادشاہ نے ''حافظ الدولہ'' کے خطاب سے نوازا۔ زیدپور کی تعلقہ داری آپ ہی سے متعلق تھی۔

صاحب شجرات طیبات:

''حافظ الدولہ مولوی مہدی حسین موصوف ہمعصر مولوی سید غنی نقی زیدپوری تھے ارشد تلامذۂ جناب رضوان مآب سلطان العلماء سید محمد صاحب قبلہ وکعبہ سے گذرے۔ متکلم کامل فقیہ، فاضل تین بادشاہوں کے استاد تھے۔ دربار نصیر الدین حیدر بادشاہ سے آپ کو خطاب (حافظ الدولہ) عطا ہوا تھا ایک مدت تک تعلقہ زیدپور انھیں سے متعلق رہا مصنفات آپ کے از قبیل شروح و حواشی بکثرت موجود ہیں''۔[1]

[1] شجرات طیبات ص:۲۴۹

آپ کے فرزند مولانا سید فضل علی بھی جید عالم دین تھے، آپ کی شادی لکھنؤ میں منصف الدولہ سید باقر ابن سلطان العلماء سید محمد بن غفرانمآب کی دختر سے ہوئی تھی۔

مولانا مہدی حسین کی وفات ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں ہوئی مولوی یونس حسین زیدپوری نے قطعۂ تاریخ کہا:

کرد رحلت درمہ ذیقعدہ از دار فنا
حافظ الدولہ محقق مولوی مہدی حسین
گفت یونس ز المعی و یلمعی
جاں بحق شد رہبر دیں یلمعی مہدی حسین
۱۲۸۶ھ [1]

ترجمہ صحیفۂ کاملہ باحواشی

آپ کا اہم علمی کارنامہ صحیفۂ سجادیہ کا اردو ترجمہ ہے جو مطبع خواجہ محمد امین لکھنؤ سے شائع ہوا، ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے، ترجمہ بین السطور ہے اور حاشیہ پر ضروری تشریح کی گئی ہے راقم نے اس کا مطالعہ کتب خانہ عمدۃ العلماء حسینیہ غفرانمآب لکھنؤ میں کیا۔ ترجمہ لفظی ضرور ہے مگر سلاست اور روانی بھی پائی جاتی ہے۔ چوں کہ ہمیں ابھی تک اس سے قدیم اردو ترجمہ دستیاب نہیں ہوا ہے اس بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ اردو زبان میں صحیفۂ کاملہ کا سب سے پہلا ترجمہ ہے مگر تعجب ہے کہ ایسی عظیم ذات کے ذکر سے تذکرے خالی ہیں۔

[1] شجرات طیبات ص:۲۴۸

آپ کی وفات ۱۷ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء میں ہوئی۔

آثار علمی:

حاشیہ برشرح صحیفۂ سجادیہ۔ (عربی)

حل غایۃ البیان درصرف۔ (عربی)

احمد اعرج، کشمیری (۱۳۰۱ھ)

صحیفۂ سجادیہ کی معرکۃ الآراء شرح ''ریاض السالکین'' مؤلفہ علامہ سید علی خاں مدنی جو بے مثل و بے نظیر شرح تسلیم کی گئی ہے۔ اس شرح پر سرزمین کشمیر کے جید عالم ملا احمد اعرج جن کا زہد و تقویٰ بہت مشہور تھا انتہائی تحقیقی حاشیہ لکھا۔ اس حاشیہ کا ذکر مختلف تذکرہ نگاروں نے کیا ہے اور اس کی تعریف بھی کی ہے۔

ملا احمد اعرج نے کتب متداولہ اور معقولات کا درس کشمیر کے افاضل سے حاصل کیا اور منقولات کی تکمیل کیلئے لکھنؤ کا قصد کیا۔ لکھنؤ آکر سید العلماء سید حسین طاب ثراہ سے منقولات کا درس لیا اور درجۂ کمال پر فائز ہوکر اجازہ حاصل کیا۔ نحو میں غیر معمولی صلاحیت کے حامل تھے۔

صاحب تکملہ نجوم السماء:

''وی فاضل نبیل مقدس بی عدیل متورع خاشع و خاضع بودہ در عنفوان شباب از کشمیر بہ لکھنؤ آمدہ کتب نحو وصرف و عقلیہ در کشمیر از افاضل آن دیار خواندہ بود و نقلیات را بخدمت جناب مولانا سید العلماء طاب ثراہ تحصیل نمودہ'' [1]

---

[1] تکملہ نجوم السماء ج:۲۔ ص:۳۰

اختر حسین، عظیم آبادی (چودھویں صدی)

علماء ہند نے صحیفۂ سجادیہ کے ترجمے اور شرح کی طرح اس صحیفہ کی لغات کو حل کرنے کی طرف بھی توجہ کی۔ اس صحیفہ کی لغات کے حل کا تحقیقی کام سرزمین عظیم آباد، پٹنہ کی علمی شخصیت مولانا سید اختر حسین صاحب نے انجام دیا۔

حل لغات الصحیفۃ السجادیۃ

آقا بزرگ تہرانی طاب ثراہ کی تحریر کے مطابق یہ کتاب زیر طبع تھی مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ شائع ہوسکی یا نہیں۔

آقا بزرگ تہرانی:

"شرح للصحیفة باللغة الاردویة للمولوی السید اختر حسین العظیم آبادی الهندی المعاصر ذکر لنا انه تحت الطبع" [1]

---

[1] الذریعہ ج:۷، ص:۷۲

محمد حسن، مرزا، دہلوی (۱۳۳۳ھ)

دہلی کے علماء میں ممتاز حیثیت رکھنے والی ذات مولانا مرزا محمد حسن طاب ثراہ کی ہے۔ جنھوں نے مومنین کی ضرورت کے پیش نظر چودھویں صدی کے اوائل میں صحیفۂ کاملہ کا اردو زبان میں ترجمہ کیا یہ ترجمہ مطبع یوسفی دہلی سے شائع ہوا۔ جس پر اشاعت کی تاریخ مندرج نہیں ہے۔ ناشر کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنین ایک مدت سے ترجمہ کے منتظر تھے جس کی اشاعت سے انھوں نے اطمینان وسکون کا اظہار کیا۔

عرض ناشر:

"الحمد للہ کے جس گوہر نایاب کی جوہریوں کو ایک عرصے سے تلاش تھی۔ وہ نگاہوں کے سامنے موجود ہوگی۔ وہ متبرک صحیفہ جس کا کامل نام ہم نے عنوان میں لکھا ہے۔ جناب سید الساجدین علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور ان پُر اثر الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جو ایک معصوم کی زبان سے نکل کر مالک دو جہاں کی بارگاہ میں حاضر ہوکر قبولیت کا جامہ پہن لیتے ہیں۔ اس متبرک صحیفہ کی نسبت یہ الفاظ کافی ہیں۔ "این صحیفہ بسیار عظیم الشان وجلیل القدر است درمیان علماء امامیہ زبور آل محمد وانجیل اہلبیتؑ میخوانند" مومنین

اختر حسین، عظیم آبادی (چودھویں صدی)

علماء ہند نے صحیفۂ سجادیہ کے ترجمے اور شرح کی طرح اس صحیفہ کی لغات کو حل کرنے کی طرف بھی توجہ کی۔ اس صحیفہ کی لغات کے حل کا تحقیقی کام سرزمین عظیم آباد، پٹنہ کی علمی شخصیت مولانا سید اختر حسین صاحب نے انجام دیا۔

حل لغات الصحیفۃ السجادیۃ

آقابزرگ تہرانی طاب ثراہ کی تحریر کے مطابق یہ کتاب زیر طبع تھی مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ شائع ہوسکی یا نہیں۔

آقابزرگ تہرانی:

> "شرح للصحیفة باللغة الاردویة للمولوی السید اختر حسین العظیم آبادی الهندی المعاصر ذکر لنا انه تحت الطبع" [1]

[1] الذریعہ ج:۷، ص:۷۲

محمد حسن، مرزا، دہلوی (۱۳۳۳ھ)

دہلی کے علماء میں ممتاز حیثیت رکھنے والی ذات مولانا مرزا محمد حسن طاب ثراہ کی ہے۔ جنھوں نے مومنین کی ضرورت کے پیش نظر چودھویں صدی کے اوائل میں صحیفۂ کاملہ کا اردو زبان میں ترجمہ کیا یہ ترجمہ مطبع یوسفی دہلی سے شائع ہوا۔ جس پر اشاعت کی تاریخ مندرج نہیں ہے۔ ناشر کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنین ایک مدت سے ترجمہ کے منتظر تھے جس کی اشاعت سے انھوں نے اطمینان وسکون کا اظہار کیا۔

عرض ناشر:

> "الحمدللہ کے جس گوہر نایاب کی جوہریوں کو ایک عرصے سے تلاش تھی۔ وہ نگاہوں کے سامنے موجود ہوگی۔ وہ متبرک صحیفہ جس کا کامل نام ہم نے عنوان میں لکھا ہے۔ جناب سید الساجدین علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور ان پُر اثر الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جو ایک معصوم کی زبان سے نکل کر مالک دو جہاں کی بارگاہ میں حاضر ہوکر قبولیت کا جامہ پہن لیتے ہیں۔ اس متبرک صحیفہ کی نسبت یہ الفاظ کافی ہیں۔ "این صحیفہ بسیار عظیم الشان وجلیل القدر است درمیان علماء امامیہ زبور آل محمد وانجیل اہلبیتؑ میخوانند" مومنین

اختر حسین، عظیم آبادی (چودھویں صدی)

علماء ہند نے صحیفۂ سجادیہ کے ترجمے اور شرح کی طرح اس صحیفہ کی لغات کو حل کرنے کی طرف بھی توجہ کی۔ اس صحیفہ کی لغات کے حل کا تحقیقی کام سرزمین عظیم آباد، پٹنہ کی علمی شخصیت مولانا سید اختر حسین صاحب نے انجام دیا۔

حل لغات الصحیفۃ السجادیۃ

آقا بزرگ تہرانی طاب ثراہ کی تحریر کے مطابق یہ کتاب زیر طبع تھی مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ شائع ہوسکی یا نہیں۔

آقا بزرگ تہرانی:

> "شرح للصحیفة باللغة الاردوية للمولوی السيد اختر حسين العظيم آبادی الهندی المعاصر ذكر لنا انه تحت الطبع"۔ [1]

[1] الذریعہ ج:۷، ص:۷۲

محمد حسن، مرزا، دہلوی (۱۳۳۳ھ)

دہلی کے علماء میں ممتاز حیثیت رکھنے والی ذات مولانا مرزا محمد حسن طاب ثراہ کی ہے۔ جنھوں نے مومنین کی ضرورت کے پیش نظر چودھویں صدی کے اوائل میں صحیفۂ کاملہ کا اردو زبان میں ترجمہ کیا یہ ترجمہ مطبع یوسفی دہلی سے شائع ہوا۔ جس پر اشاعت کی تاریخ مندرج نہیں ہے۔ ناشر کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنین ایک مدت سے ترجمہ کے منتظر تھے جس کی اشاعت سے انھوں نے اطمینان وسکون کا اظہار کیا۔

عرض ناشر:

> ''الحمدللہ کے جس گوہر نایاب کی جوہریوں کو ایک عرصے سے تلاش تھی۔ وہ نگاہوں کے سامنے موجود ہوگی۔ وہ متبرک صحیفہ جس کا کامل نام ہم نے عنوان میں لکھا ہے۔ جناب سید الساجدین علیہ و علی آبائہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اوران پُر اثر الفاظ کا مجموعہ ہے۔ جو ایک معصوم کی زبان سے نکل کر مالک دوجہاں کی بارگاہ میں حاضر ہوکر قبولیت کا جامہ پہن لیتے ہیں۔ اس متبرک صحیفہ کی نسبت یہ الفاظ کافی ہیں۔ ''این صحیفہ بسیار عظیم الشان وجلیل القدر است درمیان علماء امامیہ زبور آل محمد وانجیل اہلبیتؑ میخوانند'' مومنین

عرصے سے اس کے خواہشمند تھے۔ الحمد للہ اب مطبع نے نہایت اہتمام کے ساتھ اسے تیار کیا ہے۔''

ترجمہ بین السطور رواں اور سلیس اردو میں ہے اور رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے۔ مولانا مرزا محمد حسن دہلی میں پیش نماز تھے اور آپ نے اعلیٰ پیمانے پر تبلیغی خدمات انجام دیں۔ مگر طبیعت میں بلا کی سادگی تھی۔ نام ونمود سے نفرت اور شہرت سے کوسوں دور تھے۔ فردوس مآب مولانا میر حامد حسین کنتوری صاحب عبقات الانوار سے خاص تلمذ تھا اور دہلی آکر صحیفۂ کاملہ کو اردو قالب میں ڈھالا۔ مگر افسوس کہ تذکرہ نگاروں نے آپ کے حالات زندگی تحریر نہیں کئے اور آپ کے ذکر کو اپنے تذکرہ میں بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

آپ کی وفات ۱۷ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/ ۲رفروری ۱۹۱۵ء میں ٦٦ سال کی عمر میں ہوئی، اس حساب سے آپ کی ولادت ۱۲٦۷ھ/ ۱۸۵۰ء میں ہوئی ہوگی۔

افادیت کے پیش نظر دعا کے ترجمہ کا نمونہ تحریر کیا جا رہا ہے۔

نمونۂ صلوات

اور سب تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے جس نے انعام کیا ہم پر بسبب محمدؐ اپنے نبی کے رحمت اللہ کی ان پر اور ان کی آلؑ پر نہ امتوں گذشتہ اور قوتوں گذشتہ پر اپنی قدرت سے جو نہیں عاجز ہوتی کسی شئے سے اور اگر چہ وہ بزرگ ہو اور نہیں فوت کرتی اس کو کوئی شے اور اگر چہ لطیف ہو پس ختم کیا ہم کو اوپر تمام ان کے جو پیدا کیا اور گردانا جس کو گواہ اس پر جس نے انحصار کیا اور کثیر کیا ہم کو اپنی احسان سے اور اس کے جو کم ہوا خداوند رحمت بھیج محمدؐ اور آل محمدؑ پر اپنے امین اپنی وحی پر اور اپنے برگزیدہ اپنی خلق سے اور اپنے پسندیدہ اپنی خلق سے پیشوائے رحمت اور کشندہ خنجر اور تھی برکت ہو جیسا کہ رنج میں ڈالا انھوں نے واسطے تیرے امر کے اپنے نفس کو اور پیش کیا تیری راہ

میں واسطے کہ وہ اپنے بدن کو اور ظاہر کیا گیا میں تیری طرف خوشیوں اپنے کو اور کارزار کی تیری خوشنودی میں قبیلہ اپنے سے اور قطع کیا زندہ رکھتے ہیں تیرے دین کے رحم اپنے کو اور دور کیا نزدیکیوں کو بوجہ ان کے انکار کے اور قریب کیا دوردن کو بوجہ قبول کرنے اُنکے حکم کو تیرے اور دوستی کی تیری راہ میں دور رونے اور دشمنی کی تیری راہ میں نزدیکیوں سے اور تعب میں ڈالا اپنی نفسوں کو پہنچانے میں تیرے پیغام کے اور رنج میں ڈالا اس کو بلانے میں طرف دین تیرے کے اور مشغول کیا اُسکو واسطے نصیحت اہل دعوت کے تیرے اور جدائی کی طرف بلاد غربت کے اور محل دور کے جائے مسکن اپنی سے اور جائے قدم اپنے سے اور جانے فرد ہونے سر اپنے اور آرام گاہ نفس اپنے سے بسبب ارادے اپنی طرف سے واسطے عزیز رکھتے تیرے دین کے اور واسطے نفرت چاہنے کے اوپر اہل کفر کے ساتھ تیرے تا آنکہ راست ہو گیا اس کے لئے جو قصد کیا تھا در بارہ تیرے دشمنوں کے اور تمام ہوا واسطے اس کے جو تدبیر کی حق میں تیرے دوستوں کے پس اٹھا طرف اُن کی درانحالیکہ فتح طلب کرنے والا تھا تیری مددگاری سے اور قوی تھا باوجود اپنے ضعف کے ساتھ نصرت تیری کے پس جنگ کے ان سے درمیان گھروں اُن کے اور ہجوم لایا اُن پر درمیان قرارگاہ ان کے تا آنکہ طاہر ہوا امر تیرا اور بلند ہوا کلمہ تیرا اور اگر چہ ناخوش رکھا مشرکوں نے خداوندا پس بلند کر اس کو بسبب اس کے جو تعب کھینچا انہیں تیری راہ میں طرف درجہ بالاتر کے اپنی جنت سے تا آنکہ نہ برابری کی جاوے منزلت میں اور نہ مری کی جاوے مرتبہ میں اور نہ برابر ہوا اس کو نزدیک تیرے کوئی رشتہ نزدیک شدہ اور نہ نبی فرستادہ شدہ اور پہنچوا اُس کو اہل پاکیزوں اور امت مومنوں میں خوبی شفاعت سے زیادہ اس سے جو وعدہ کیا ہے تو نے اس کا اے روا کرنے والے وعدوں کے اور اے وفا کرنے والے قول کے اے بدل کرنے والے برائیوں کے چند در چند اوس کی نیکیوں سے کیونکہ تو بیشک واجب فضل بزرگی ہے اور تو بخشندہ بزرگ ہے۔

یہ دعا آنحضرت علیہ السلام کی

دعاؤں سے درود بھیجنے میں اوپر حاملان عرش کے اور ہر فرشتہ مقرب کے

خداوندا اور بردارندے تیرے عرش کے وہ ہیں جو نہیں ست ہوتے تیری تسبیح کرنے
سے اور ملول نہیں ہوتے تیری پاکی یاد کرنے سے اور نہیں تھکتے تری عبادت کرنے سے اور نہیں
اختیار کرتے کمی کرنے کو کوشش کرنے پر تیرے امر میں اور نہیں غافل ہوتے عشق سے طرف
تیرے اور اسرافیل صاحب صور چشم کشودہ ہے جو منتظر ہے تجھ سے ازل کا اور اترنے حکم کا کہ آگاہ
کرنے واسطے پھونکنے اخادوں کو کہ گردیں قبروں میں ہیں اور میکائیل صاحب جاہ نزدیک تیرے
اور صاحب مکان بلند تری طاعت کے اور جبرئیل امانت دار تیری وحی کے فرمانبردار کیا گیا تیرے
اہل آسمانوں میں صاحب قدر نزدیک تیرے مقرب نزدیک تیرے اور وہ روح جو موکل ہے
ترے فرشتوں حجابوں پر اور وہ روح جو پیدا کی گئی ہے۔ ترے حکم سے پس رحمت بھیج تو اس پر اور
اپنے فرشتوں پر جو سوا ان کے ہیں ساکنان آسمانوں اور اہل امانت سے اوپر پیغاموں تیرے کے
اور وہ جو نہیں داخل ہوتی ان پر کوئی ملامت رنجوں سے اور نہ کوئی ماندگی بقیوں سے اور نہ سستی اور
نہیں کرنے اُسکو تیری تسبیح سے خواہشیں اور نہیں قطع کرتے ان کو تیری تعظیم سے فراموشی جو تا ہوتی
ہے غفلتوں سے نیچے ڈالے ہوئے نگاہوں کے ہیں پس نہیں ارادہ کرتے ہیں نظر کرنے کا طرف
تیری نیچے جھکانے والے ٹھوریوں کے ہیں وہ ایسے ہیں جو طویل ہوگئی رغبت اُنکی اس میں جو
تیرے پاش حرص کرنے والے ہیں ساتھ ان کو تیری نعمتوں کے اور فروتنی کرنے والے ہیں
نزدیک تیری عظمت کے اور بزرگی بزرگی تیری کے اور وہ فرشتے جو کہتے ہیں جبکہ نظر کرتے ہیں
طرف جہنم کی کہ بھڑکتی ہے اوپر اہل معصیت تیرے کے کہ پاکی ہے تجھ کو نہیں عبادت کی ہم نے
حق تیری عبادت کا پس رحمت بھیج اُس پر اور اوپر روحانیوں کے فرشتوں اپنے سے اور اہل قرب

کے نزدیک تیرے اور برادر امور پنہاں کے طرف تیرے پیغمبروں کے اور امانت داروں کے اوپر
تیری وحی کے اور گروہوں فرشتوں پر جن کو تو نے مخصوص کیا ہے واسطے اپنے نفس کے اور بے نیاز کیا
ہے تو نے اُن کو کھانہیں اور پینے سے سبب تقدس تیرے کے اور ساکن کیا تو نے ان کو اندرون
طبقوں اپنے آسمانوں کے اور اُن فرشتوں پر جو ایستادہ ہیں کناروں آسمانوں پر جس وقت کہ نازل
ہو حکم تیرا اتمام ہونے تیرے وعدہ پر اور خزانہ داروں سمنھ پر اور راندوں ابر پر اور اس پر جس کی
آواز سے سنی جاتی ہے بانگ و فریاد رعدوں کی اور جس وقت کہ رواں ہو بسبب اس کے ابر
صاحب آواز چمکے ہلاک ہونے والی بجلیاں اور ہمراہی کرنے والے برف اور اولے اور اترنے
والے ساتھ قطروں منھ کے جس وقت اترے اور قائم ہونے والوں خزانوں ہواؤں پر اور موکلوں
پہاڑوں پر کبھی زائل نہیں ہوتے اور اُن پر کہ پہچوایا تو نے ان کو مقداروں پانیوں پر اور پیمانوں کو
اس کے جس کو گھیر لیا ہے سخت سخت مہینوں نے اور تیرے رسولوں پر فرشتوں میں سے طرف اہل
زمین کے ساتھ ناخوش آئندہ بلا کے جو نازل ہوتی ہے اور دوست وابستہ شدہ فراخی معیشت کہ اور
بزرگ نیکوکار اور نگاہوں گرامی لکھنے والے اور ملک الموت اور اُس کے مددگاروں پر اور منکر و نکیر
اور رومان آزمائش کنندہ اہل قبور پر اور طواف کرنے والوں بیت معمور پر اور مالک اور خازنان جہنم
پر اور رضوان اور خازنان بہشت پر اور اپن فرشتوں پر جو معصیت نہیں کرتے تھکتے اس میں جو اُس
نے انہیں حکم دیا ہے اور کرتے ہیں وہ جس کا وہ حکم دیئے گئے ہیں اور ان پر جو کہتے ہیں منتخب ہیں
کہ سلام ہو تم پر سبب اس کے جو صبر کیا تم نے دنیا میں پس کیا اچھا دار آخرت ہے اور دوزخ بانوں
پر وہ جو کہ جس وقت کہا جاتا ہے اُن کو پکڑو اس کو تو اس کو وہ طوق گردن اور ہاتھ پاؤں میں ڈال
دیتے ہیں پھر اس کے دوزخ میں ڈالدیتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں شتابی اور نہیں دیتے ہیں از
ہر فرشتہ پر کہ ترک کیا ہے اس کے ذکر کو اور نہیں جانی ہے اس کی منزلت کو تجھ سے اور اس کو کہ کس
کام کو تو نے اسے موکل کیا ہے اور ان پر جو ساکنان ہوا اور نہ میں اور پانی ہیں اور جو اُن سے موکل

ہیں خلق پر پس رحمت بھیج تو ان پر اس دن کہ آوے ہر نفس کہ ساتھ اُس کے قائم اور گواہ ہو اور رحمت بھیج ان پر ایسی رحمت کہ زیادہ کرے ان کی کرامت اُن کی کرامت پر اور پاکیزگی ان کی پاکیزگی پر خداوندا اور جب رحمت بھیجے تو اپنے فرشتوں اور اپنے پیغمبروں پر اور پہنچا لے تو ان کو درودیں ہماری ان پر پس رحمت بھیج تو ان پر اس ہے جو کھولی ہے تو نے ہمارے واسطے نکوئی گھٹتا ہے ان کے حق میں کیونکہ تو بیشک بخشندہ اور کریم ہے۔

محمد مرتضیٰ فلسفی، نونہروی (۱۳۳۶ھ)

حکمت مآب فخر معقولات، فلسفی کامل، محقق اکمل حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ فلسفی کا تعلق نونہرہ ضلع غازی پور سے تھا۔ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی دعائے شب کی شرح عربی زبان میں لکھی۔

اَللّٰھم یا ذا الملک المتابّد بالخلود و السلطان الممتنع بغیر جنود ولا اعوان والعزّ الباقی علی مرّ الدھور و خوالی الاعوام و مواضی الا زمان و الایام عزّ سلطانک عزًّالاحد لہ باوّلیةٍ ولا منتھی لہ با خریّةٍ و استعلیٰ ملکلک علواً سقطت الاشیاء دون بلوغ امدہ.........الخ

لوائح لیلیہ

آپ نے مذکورہ بالا دعائے شب کی دقیق وعمیق اور نہائی تحقیقی شرح تصنیف فرمائی۔ اس شرح میں صفات وکمالات باری تعالیٰ کو جس فلسفی انداز میں پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حق ہے۔ آپ کی اس شرح اور شرح دعائے مشلول کو دیکھ کر بلا تأمل آپ کو فخر میر باقر داماد و ملا سبزواری کہا جاسکتا ہے۔ جو نکات آپ کی تحریروں میں نظر آتے ہیں ان سے بڑے بڑے فلاسفہ کی تحریریں تشنہ ہیں۔ اسے بدنصیبی ہی کہا جائے کہ ایسی علمی شخصیت سرزمین ہندوستان میں متولد ہوئی جس کے کمالات پردۂ خفا میں رہ گئے۔

مولانا احمد حسین نونہروی لکھتے ہیں:

"اگر نقد انصاف سے کام لیا جائے۔ تو بلا شبہ یہ اعتراف کیا جا سکتا ہے کہ مکالی کارلائل و اسپنسر جس پر آج یورپ کو ناز ہے نکتہ رس جدت طرازی دقیقہ سنجی و ذہن و ذکاء خصوصاً فلسفہ نظری خاصتاً آگہی میں جوادق فنون فلسفیہ ہے ان حضرات کو کوئی معقول نسبت حضرت استاد سے نہیں ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور ہندوستانی۔ یہ کرشمہ سازی قضا وقدر ہی میں اس دعوے کی دلیل میں یہ عرض کروں گا کہ "اینک بشہادت طلبم لوح وقلم را"۔

دوسری تصانیف جلیلہ سید فیلسوف سے قطع نظر کر کے اگر صرف رسالہ "لوائح لیلیہ" میدان مقابلہ میں لایا جائے جس کو عنقریب ملک العلماء مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ نے از راہ قدر شناسی طبع کرایا ہے اور خود ہی اول ورق پر چند سطریں تعریف مصنف میں تحریر فرمایا ہے تو یقیناً ہر تصنیف فلاسفہ مذکور کی اس مقابلہ سے قاصر ہے اس رسالہ میں جناب استاد نے دریائے فلسفۂ الٰہی کو ایک کوزہ میں بھر دیا ہے اس کی قدر ان لوگوں کے قلوب جانتے ہیں جو اس فن میں مستغرق ہیں۔

بسرّ قصۂ سیمرغ و قصۂ ہُد ہُد
کسی رسد کہ شناسائے منطق الطیر است

مگر ہمارے ملک کو یہ ترقی کہاں نصیب کہ یورپ کی طرح جناب استاد کی قدر کی جائے فلاسفۂ مذکور کی جنبش قلم پر ملک نے ہزار ہا زر و جواہر نثار کئے اور گویا ان کی پرستش کی ان کی ثروت و جاہ یہاں کے اکثر امراء پر فائق تھی یہاں تو افلاس کی جابرانہ حکومت ملک کی غفلت و جہالت سے اہل کمال کو چندروزہ زندگانی فانی بھی محال ہو رہی ہے بلکہ وہ زندہ درگور ہیں۔ اس کا اثر یہ ہے کہ جو فرد کمال ہندستان سے ملک عدم کا سفر کرتا ہے پھر زمانہ اس کا مثل پیدا نہیں کر سکتا۔

ہزار حیف انھیں بھی فلک مٹا دے گا
کہیں کہیں جو یہ نقش و نگار باقی ہیں

صاحب تذکرۂ بے بہا:

"آپ نے لوائح لیلیہ صحیفۂ کاملہ کی دعائے شب کی شرح عربی میں نہایت دقت اور تحقیقات سے لکھی ہے قابل لوگوں کے دیکھنے کے لائق ہے جس سے معلوم ہوگا کہ لائق مصنف حکمت وادب کے کس درجۂ کمال پر فائز ہیں۔[1]

آپ کی ولادت ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء کو نونہرہ ضلع غازی پور میں ہوئی۔ کتب متداولہ اپنے وطن نونہرہ میں مکمل کیں اور اعلیٰ دروس کے سلسلے میں لکھنؤ گئے اور وہاں مولانا عبدالحئی فرنگی محلی سے معقولات، مولانا گلشن علی صاحب دیوان ریاست بنارس سے علم حدیث، اور مفتی محمد عباس صاحب سے علم ادب کی تکمیل کر کے درجۂ فضل وکمال پر فائز ہوئے۔ ایک مدت تک آپ حیدر آباد دکن میں شعبۂ ترجمہ وتالیف سے وابستہ رہے اور وہاں مولوی عبدالحلیم شرر کی بعض کتابوں کے جواب لکھے۔ انتہائی افسوس ہے کہ تذکرہ نگاروں نے ان عالم جلیل القدر کے حالات تفصیل سے نہیں لکھے، اس سے زیادہ اہل علم کی ناقدری اور کیا ہو سکتی ہے۔ آپ کی وفات تقریباً ستر برس کی عمر میں ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء میں ہوئی۔

معراج العقول فی شرح دعاء المشلول

دعا کے سلسلہ میں یہ آپ کی دوسری علمی وتحقیقی کاوش ہے۔ یہ شرح ماہ جولائی ۱۹۱۴ء میں ناصری پریس کانپور سے آنریبل جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب کے اہتمام سے منظر عام پر آئی۔ طباعت انتہائی نفیس اور صاف ستھری ہے اور پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی

[1] تذکرہ بے بہا۔ ص: ۳۸۲

دوجلدیں شائع ہوئیں تیسری جلد کا مسودہ تیار تھا مگر شائع نہ ہوسکا یہ غلط مشہور ہے کہ آپ نے دس جلدوں میں شرح لکھی البتہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر مجھے سکون واطمینان حاصل ہوا تو میں اس دعا کی شرح انشاءاللہ دس جلدوں میں لکھوں گا۔

اس شرح میں اسمائے الٰہی کی جس طرح تشریح فرمائی اس میں بڑے بڑے فلاسفہ آپ سے عقب ماندہ نظر آتے ہیں۔آپ نے آیت اللہ سید دلدار علی غفرانمآب کی مشہور تصنیف عماد الاسلام پر سخت تنقید بھی کی ہے۔

مولانا احمد حسین نونہروی

شرح ابوخلف محمد بن عبدالملک السلمی طبری، مقصد اسنیٰ فی شرح اسماء حسنیٰ امام غزالی، لوامع البینات فی شرح اسماء اللہ والصفات علامہ فخر الدین رازی، شرح اسماء حسنیٰ علامہ محی الدین ابن عربی، شرح جوشن کبیر ملاہادی سبزواری کی توصیف بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”یہ شرح نہ کسی شرح ماتقدم سے مستفید ہے نہ اپنے طرز میں اپنا ثانی رکھتی ہے اس قدر حقائق ودقائق فلسفہ کے بھی بھر دیئے تھے کہ اب کسی شخص کو اس میدان میں قدم مارنے کی گنجائش نہ تھی مگر ہزار آفرین حضرت استاد حکیم پر ہے کہ انھوں نے اس کتاب میں اس قدر حقائق و دقائق حکمت میں جدت طرازی فرمائی ہے اور ہر مقام پر تنقیدات دقیقہ وتحقیقات عمیقہ میں اس قدر جواہر ریزی فرمائی کہ یہ شرح جناب ملاہادی سبزواری کی شرح سے بھی صدہا درجہ افضل ہوگئی“۔

ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است“

نمونہ شرح دعائے مشلول

یـا مـن لا یـعـلـم مـا هـو ولا کیف هـوولا این هو ولا حیث هوالّا هو

اقول بتوفیق الله جل سلطانه لیس المراد اثبات هذه المقولات له تعالیٰ لتعریته و تـنـزهـه عن الـحبیة الـمـعـروضة لهـا بـل الـمراد سلب تلک الاشیاء عنه سـلـباًبسیـطـا و یتعلق قوله لا یعلم ما هو بقوله علیه السلام الا هو و یصیر هذه الـقـضـایـا الـسـلبیه التی لا کیف هو و امثاله معترضه ثم فیه دقیقة و هو انه علیه السـلام لـو قـدم هـو فـصیر تلک موجبة معدولة المحمول فلم یکن هی مفید السـلـب الـکیـفیة و امثالها عنه سلباً بسیطاً الذی هو قرة عین التسنیزیة ویوهم اشـعاره لااستعداد اتصافه بالکیفیة علی ما فی عدم الملکة و هو بری عن شائبة الاسـتـعـداد مـن کل وجه لکونه علی نهائة مراتب الفعلیة فتقدیم السلب اشعار الـی هـذه النکتة فافهم المعنی الثانی ان یتعلق لا یعلم بقوله لا کیف هو ولا این هو وامثاله و المعنی لا یعلم عدم تکیفه باالکیفیة و عدم تانیه بالاین و عدم تحثه بـالـحثیـات الا هـو فان قلت نحن ایضاً نعلم هذه التنزیهات فکیف یصح حصر عـلـمهـا فیه تعالیٰ قلنا وجه الحصران علمنا بهاناقص وعلمه بها اتم و اکمل و ذالک لان الـعـلـم التام بلوازم الذات من حیث هی کذالک ولواحقه وصفاته ایـجـابیة کـانـت او سلبیة حقیقیة او اضافیة لا یحصل الا بالعلم التام بالذات و لیـس الـعـلـم التام بالذات الا له لا متنا ع احاطة الغیر به فهو عاقل لذاته بذاته و عـالـم بـه عـلـمـاً تاماً لان کل مجرد عقل و عاقل و معقول لذاته فضلاً عن علة الـعـلـل و جاعل الانوار کلها ویلزم منه العلم التام بلوازمه و لواحقه مطفه و هو

المعنى بقوله الا هو فافهم المعنى الثالث انه قد تقرر فى مدارک المعلم الكبير
الفلاسفة ان المعانى الثابتة للانواع والاشخاص الجسمانية و عوارضها ثابتة
للمجردات ولكن نحو اعلا و ارفع من الارجاس وابسط فجميع الانواع
الطبيعة الجمية توجد فى العقل مع عوارضها ولكن على وجه يليق بباطة و
نورية قال فى اثولوجياان الانسان الحسى صنم للانسان العقلى والعالم
الجسمانى صنم و ظل للعالم النورانى العقلى و ان لسائر الصور الجزية
الجسمانية حقائق كلية فى عالم القضا منه يسمى ارباب الانواع و جميع
القوى الطبيعة والنباتية والحيوانية توجد بوجود النفس و تتحد به ولكن وجود
انفانياً اعلىٰ و ارفع من الجسمية و بالجملة فسائر الصور الجزائية الجسمانية
مع عوارضها توجد بوجود العقل وجوداً عقلياً و سائر العقول توجد بوجود
الواجب وجوداً لا هو تياً و هو نور الانوار و كل الاشياء بجميع العوارض
الجسمانية من الكيف والكم والاين توجد فى الواجب وجوداً لا هوتياً ارفع
من شوائب الجسمية بهذه الوسائط و هذا كااليد والجلوس والقول و المقول
فى حق الواجب الوارد فى الشرع الشريف فكما ان معانيها ثابتة له على وجه
لائق بربوبيةو قيومية فلک هذه العوارض الجسمانية من الكيفية والكمية
والاينية ثابتة له تعالىٰ على وجه صالح لعظيم شانه و جلاله و سلطانه ولا يعلمها
على وجه الاحاطة التامة والاكتناه اى لا يعلم ثبوتها له علىٰ هذا النحوالا هو
لان الاستدلال من جهة الاثر على الموثر علم ناقص وقد انحصر علمنا فيه و
اما طريقة الصديقين فى اثبات الواجب فلا يعطى الاكتناه بحقيقة الواجب حتى

يتلزم العلم بلوازمه و منها هذه العوارض على الوجه اللائق بالوجود المتعالى
الواجبى وغاية هو العلم بالوجه بها هذا على تقدير حمل الجمله الدعائية على
المعنى الظاهرى المتبادر الى الافهام ولقد وقع الاجمال فى هذا الكلام
فنفصّله نذرا من التفصيل لئلايعسردركه على الاذهان المتوسطة فليعلم ان
اللائق بشانه تعالىٰ من جنس الكيف قسم منه و هو العلم و هو جو هر هناک لا
نه عين ذاته فلا يعلم كيف هو من جهة العلم الا ذاته لا غيره لا متناع العلم
بحقيقية التى هى عين العلم فيمتنع العلم الاكتنا هى لغيره بعلمه بذاته و تغيره
ايضاً واللائق به من جنس الاين ليس هى الهئية الحاصلة للشيئ بسبب حصوله
فى المكان لارتفاعه عن سلاسل الازمنة والامكنة بحاق تجرده الشامخ
المتعالىٰ بل وعاء السر مد هوا المختص به تعالىٰ شانه لما حقق سيد الحكما و
المعلم الاول للحكمة اليمانية ميرداماد قدس سره فى كتاب الايماضات
عرش السرمد هو نفس محوضة الموجودية و النسبة التى هى للموجود
المحض ولا من بعد العدم الى الموجودات الثابتة بالقبيلة والمعتية فكما يقال
الخارج ظرف من ظروف الوجود ولا يعنى ان هناک شئى آخر غير الوجود
العينى بل انما يعنى ان للشيئ حصولا اصلياً لا فى لحاظ الذهن فقط بل خارج
الاذهان فكذالک يقال وعاء الدهر و عرش السرمد نوعان من ظروف الوجود
اوعينه و يعنى الحصول الاصلى للشئى فى الاعيان خارجاً عن افق الزمان و ما
يعتريه اما مع صدق سبق العدم الصرف اوبحيث يتعالىٰ من كل وجه عن
احتمال العدم انتهىٰ كلامه فقد تبين ان وعاء السرمد عين وجود القيوم لا شيئ

المعنى بقوله الا هو فافهم المعنى الثالث انه قد تقرر فى مدارک المعلم الكبير
الفلاسفة ان المعانى الثابتة للانواع والاشخاص الجسمانية و عوارضها ثابتة
للمجردات ولكن نحو اعلا و ارفع من الارجاس وابسط فجميع الانواع
الطبيعة الجمية توجد فى العقل مع عوارضها ولكن على وجه يليق بباطة و
نورية قال فى اثولوجيا ان الانسان الحسى صنم للانسان العقلى والعالم
الجسمانى صنم و ظل للعالم النورانى العقلى و ان لسائر الصور الجزية
الجسمانية حقائق كلية فى عالم القضا منه يسمى ارباب الانواع و جميع
القوى الطبيعة والنباتية والحيوانية توجد بوجود النفس و تتحد به ولكن وجود
انفانياً اعلىٰ و ارفع من الجسمية و بالجملة فسائر الصور الجزائية الجسمانية
مع عوارضها توجد بوجود العقل وجوداً عقلياً و سائر العقول توجد بوجود
الواجب وجوداً لا هو تياً و هو نور الانوار و كل الاشياء بجميع العوارض
الجسمانية من الكيف والكم والاين توجد فى الواجب وجوداً لا هوتياً ارفع
من شوائب الجسمية بهذه الوسائط و هذا كااليد والجلوس والقول و المقول
فى حق الواجب الوارد فى الشرع الشريف فكما ان معانيها ثابتة له على وجه
لائق بربوبيةو قيومية فلک هذه العوارض الجسمانية من الكيفية والكمية
والاينية ثابتة له تعالىٰ على وجه صالح لعظيم شانه و جلاله و سلطانه ولا يعلمها
على وجه الاحاطة التامة والاكتناه اى لا يعلم ثبوتها له علىٰ هذا النحو الا هو
لان الاستدلال من جهة الاثر على الموثر علم ناقص وقد انحصر علمنا فيه و
اما طريقة الصديقين فى اثبات الواجب فلا يعطى الاكتناه بحقيقة الواجب حتى

يتلزم العلم بلوازمه و منها هذه العوارض على الوجه اللائق بالوجود المتعالى
الواجبى وغاية هو العلم بالوجه بها هذا على تقدير حمل الجمله الدعائية على
المعنى الظاهرى المتبادر الى الافهام ولقد وقع الاجمال فى هذا الكلام
فنفصّله نذرا من التفصيل لئلايعسردركه على الاذهان المتوسطة فليعلم ان
اللائق بشانه تعالىٰ من جنس الكيف قسم منه و هو العلم و هو جو هر هناک لا
نه عين ذاته فلا يعلم كيف هو من جهة العلم الا ذاته لا غيره لا متناع العلم
بحقيقية التى هى عين العلم فيمتنع العلم الاكتنا هى لغيره بعلمه بذاته و تغيره
ايضاً واللائق به من جنس الاين ليس هى الهيئة الحاصلة للشيئ بسبب حصوله
فى المكان لارتفاعه عن سلاسل الازمنة والامكنة بحاق تجرده الشامخ
المتعالىٰ بل وعاء السر مد هوا المختص به تعالىٰ شانه لما حقق سيد الحكما و
المعلم الاول للحكمة اليمانية ميرداماد قدس سره فى كتاب الايماضات
عرش السرمد هو نفس محوضة الموجودية و النسبة التى هى للموجود
المحض ولا من بعد العدم الى الموجودات الثابتة بالقبيلة والمعتية فكما يقال
الخارج ظرف من ظروف الوجود ولا يعنى ان هناک شئى آخر غير الوجود
العينى بل انما يعنى ان للشيئ حصولا اصلياً لا فى لحاظ الذهن فقط بل خارج
الاذهان فكذالک يقال وعاء الدهر و عرش السرمد نوعان من ظروف الوجود
اوعينه و يعنى الحصول الاصلى للشئى فى الاعيان خارجاً عن افق الزمان و ما
يعتريه اما مع صدق سبق العدم الصرف اوبحيث يتعالىٰ من كل وجه عن
احتمال العدم انتهىٰ كلامه فقد تبين ان وعاء السرمد عين وجود القيوم لا شيئ

مفضل عنه كالظروف الجسمانية و انما عبر عليه السلام بهذين اللفظين من
الكيف والاين تقريباً لا فهام العوام وشفقة علهيم من التدهش والتورط فى
مغاليط الاوهام كما ان ذالك ديدن البارى جل شانه فى تحاور الالفاظ الما
لوفة للعوام الغير اللائقة بشانه مثل الاستواء و الجنب واليد وغيره و يقرب منه
ما فى الشواهد الربوبية لصدر المتالهين فما فى العالم شيئ الاوله فى الله اصله
و كل ما له حد نوعى مما فىٰ العالم فهو منحصر فى عشر مقولات اذ كان
موجوداً على صو رة موجده فجوهر العالم صورة و مثال لذات الموجد و
اعراضه لصفاته فمتاه لازله و اينه لاستوائه على العرش و كمه لعدد اسمائه و
كيفه لرضاه و غضبه و وضعه لقيامه بذاته و يداه مبسوطتان وجدة لكونه
مالك الملك و اضافته لربوبية و ان يفعل لايجاده و ان ينفعيل الاجابة
السوال و على هذا القياس اجناس المقولات و افراد ها وانواعها فما من شيئ
ظهر فى العالم الادله فى الحضرة الالهية صورة تشاكله ولولا هى ماظهر لان
وجود للمعلول ناش من وجود العلة فكل ما فى الكون ظل لما فى العالم العقلى
و كل صو رة معقولة هى على مثال ما فى الحضرة الالهية ولكن يجب ان
يعتقدان ماهناك على وجه اعلا و اشرف والافذاته فى غاية الاحدية والجلالة
لا يشاب شيا ولا يشابه شئى بوجه من الوجوه وفليس بجوهر والا لكان له
مهية ولكان مشتركا مع غيره فى مقولة الجوهر فتمياز بفضل فيتركب ذاته و
هومحال ولا يوصف ذاته بصفة زائدة فتعالىٰ انيكون له كيف لو كم او وضع او
اين اومتى اوجدة او فعل اوانفعال و فعله ليس الا اضافة القيومية المصححة

لجميع الاضافات له مثل العالمية و القادريته والمريدية والكلام والرزاقية
والسمع والبصر وغيره فله اضافة واحدة فقد التصحيح جميع الاضافات
الفعليه كما ان له ذاتاً واحدةً يصحح جميع الكمالات الوجودية انتهى كلامه و
اما نفى الحيثية عنه تعالىٰ فالمراد به كل حيثية تعليلية او تقيدية لا استلزام
الاول المعلولية والثانى التركيب و كلاهما منافيان لوجوب وجوده قال سيد
الحكماء الاسلامية فى التقديسات فاما الحقيقة الحقة القيومية الوجوبيتة فاذ
هى متقررة بنفسها مبدأنتزا ع الوجود و وجوب التقرر والوجود المصدرئين و
مصداق لحمل الموجود و واجب التقرر والوجود بالضرورة الازلية السرمدية
لا بيحيثية تقيدية ولا بحيثية تعليلية ولا بتقيد حكم العقد مادام الوجوده و
التقرر الخ هذا ما بلغ اليه فهى القاصر فى شرح هذا المقام و لعل غيرى يسخ
له غيرها من الوجوه والله ولى الالهام و انا العبد الاحوج الى الرب الغنى
السيد مرتضىٰ ابن السيد الجليل ذى الشرف الانفس والجاه الاقعس السيد
زين العابدين الحسينى الغازيفورى النونهروى حقق الله اما لهما و احسن ما
لهما.

محمد حسین، محقق ہندی (م ۱۳۳۷ھ)

محقق ہندی مولانا سید محمد حسین زیدی کا شمار ان نامور محققین میں ہوتا ہے۔ آپ نے سلیس اور سادہ زبان میں صحیفۂ سجادیہ کا ترجمہ کیا۔ آپ کا سادات بارہہ سے تعلق تھا۔ ۱۳ ؍رجب ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء کو لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید حسین زیدی بارہویں تھے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا سید ابراہیم صاحب، تاج العلماء سید علی محمد سے فقہ واصول کا درس لیا۔

۱۳۰۶ھ میں عراق تشریف لے گئے۔ نجف اشرف میں آیات عظام کے دروس خارج میں شرکت کر کے درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے اور اجازات حاصل کئے۔

علماء عراق نے ''محقق ہندی'' کے خطاب سے نوازا۔ جو آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور آپ کے قدرداں تھے۔

آپ کا امتیاز ہے کہ آپ نے لکھنؤ میں نجفی طرز پر درس خارج دینا شروع کیا جس میں بڑی تعداد میں طلاب نے شرکت کی اس طرح حوزہ علمیہ لکھنؤ کا معیار بلند ہوا اور طلاب علوم کو لکھنؤ ہی میں نجف کا لطف میسر ہونے لگا۔

آپ انتہائی مقدس، تارک الدنیا عالم تھے خداوند عالم نے ذہن وذکاوت غیر معمولی عطا کی تھی۔ غرباء پروری کا یہ عالم کہ سائل کو گھر

کے تمام ظروف دے دیئے گھر والے سمجھے کہ برتن قلعی کو جا رہے ہیں۔ کئی دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو کسی حاجت مند کو دے دیئے۔

''خطیب ایسے کہ ان سے پہلے اس انداز اور آواز کا خطیب دیکھا نہ گیا تھا، ہزاروں کا مجمع اپنے بھی بیگانے بھی مجال ہے کہ آخری شخص تک آواز نہ جائے اور مخالف گرویدہ نہ ہو، برجستہ اور برمحل تقریر دلکش اور بھاری بھرکم انداز، علمی وقار ہر چیز ملحوظ رہتی تھی۔''

آپ نے امروہہ، لکھنؤ، بمبئی، پٹنہ، کراچی میں یادگار مجالس خطاب کیں اور اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔

۲۸ ؍ربیع الاول ۱۳۳۷ھ بروز پنجشنبہ محلّہ دال منڈی لکھنؤ میں وفات پائی اور شیر جنگ کے باغ میں سپرد خاک ہوئے۔

ترجمہ صحیفۂ سجادیہ

صاحب تذکرۂ بے بہا کی تحریر کے مطابق آپ نے امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کے صحیفہ کو اردو قالب میں ڈھالا۔

دیگر آثار علمی

تفسیر اتقان البرہان

ترجمۂ نہج البلاغہ

حواشی ذخیرۃ المعاد (فقہ)

کتاب الصلوٰۃ (رسالہ عملیہ)

تحقیق جدید (اصول فقہ)

القول المفید فی مسائل الاجتہاد والتقلید (عربی طبع ۱۳۱۶ھ)

رسالۃ الجمعۃ (عربی)

رسالۃ اصالۃ الطہارۃ (عربی)

حدیقۃ الاسلام (۳ جلد)

دفع المغالطات فی اسرار الشہادات (فقہ)

الوقف علی الاولاد (فقہ)

حواشی قوانین الاصول (اصول فقہ)

ترجمہ وجیزہ درایۃ [1]

[1] شارحین نہج البلاغہ۔ص:۱۲۳۔مطلع انوار ص:۵۲۶، تذکرۂ بے بہا ص:۳۸۳۔

محمد ہارون، زنگی پوری (۱۳۳۹ھ)

حضرت مولانا سید محمد ہارون طاب ثراہ کا شماران نابغۂ روزگار علماء میں ہوتا ہے جن کے رشحات قلمی ہر دور میں مشعل راہ رہیں گے۔آپ نے تفسیر قرآن کے علاوہ قرآنیات پر متعدد کتابیں تحریر کیں اس کے علاوہ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کا ترجمہ کیا۔

آپ کی ولادت ۲۴ر ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء کو جناب عبدالحسین صاحب کے گھر زنگی پور میں ہوئی۔صرف ونحو کی تعلیم مولوی محمد سمیع زنگی پوری سے حاصل کی اوراس کے علاوہ مولانا محمد ہاشم مولانا سید علی حسین سے بھی تعلیمی سلسلہ رہا۔پھر مولانا علی جواد صاحب طاب ثراہ کے پاس بنارس چلے گئے اوران کے زیرسایہ کسب علم میں مصروف رہے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ کا قصد کیااور جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لیااور سرکار نجم العلماء کی سرپرستی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ''ممتاز الافاضل'' کی سند حاصل کی۔مولوی فاضل پنجاب کا بھی امتحان دیا جس میں اعزازی وظیفہ بھی حاصل کیااور اورینٹل کالج میں بحیثیت استاد تقرر ہوااور ''پیسہ'' اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔اس کے بعد لکھیم پور کھیری میں مدرس ہو گئے۔کچھ دنوں بعد سرکار نجم العلماء نے امروہہ بھیج دیااور مدرسہ میں تدریس فرمانے لگے۔وہاں سے دہلی چلے گئے اور دہلی کالج میں تدریس میں مشغول ہوئے۔علالت کے سبب دہلی چھوڑ دی اور مونگیر کے ضلع حسین آباد میں قیام پذیر ہوئے مگر وہاں بھی علیل رہے۔

ملازمت ترک کر کے لکھنؤ آ گئے اور مدرسۃ الواعظین میں صدر شعبۂ تصنیف و تالیف کا عہدہ سنبھالا۔

آپ جامع معقول ومنقول تھے۔ عصری تقاضوں کے پیش نظر اور جدید رجحانات کے تحت تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ آپ کی تحریریں علمی اور تحقیقی ہیں جو آج بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ علالت کے باوجود بھی جہاد بالقلم جاری رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۴۵ سال کی عمر میں دقیق تالیفات بطور یادگار چھوڑیں۔ قرآن اور تفسیر پر گہری نظر تھی، تفسیر قرآن کے سلسلے میں کئی کتابیں سپرد قلم کیں۔

(۱) امامۃ القرآن: موضوعی تفسیر ہے جو خواجہ بک ایجنسی لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۴۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی ان ۲۷ آیات کی تفسیر وتشریح کی ہے جو امامت سے متعلق ہیں۔
اس کے عنوانات اس طرح ہیں: اہل اسلام کے اختلاف کا سبب، مسئلہ امامت میں مسلمانوں کے اختلافات کی وجہ ضرورت امام، امام کے شرائط، اوصاف امام، خلیفہ کے معنی، عام علماء کی آراء، تعداد خلفاء جیسے موضوعات پر قرآن کی آیات سے بحث کی ہے۔

(۲) توحید القرآن: مطبوعہ لکھنؤ، موضوعی تفسیر ہے جس میں توحید خداوند عالم سے متعلق آیات قرآنی کی تفسیر وتشریح کی گئی ہے۔

(۳) خلاصۃ التفاسیر: اس تفسیر کا عربی خطی نسخہ کتب خانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں محفوظ ہے جو خود مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

علوم القرآن: یہ تفسیر مطبع یوسفی دہلی سے ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی۔ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۴۹ ابواب ہیں جن میں مختلف علوم سے متعلق آیات کی تشریح کی گئی ہے جیسے علم الٰہی، علوم نبوت، امامت، ملائکہ، معاد۔

علم ہندسہ، کیمیا، تعبیر خواب، علم اخلاق، مناظرہ، معانی و بیان، علم فقہ ونحو وصرف، علم اللغۃ و غیرہ۔[1]

صاحب طبقات مفسران شیعہ:

"عالم بارع سید هارون حسینی زنگی پوری، یکی از اعلام قرن چهاردهم هجری می باشد. او آثار قرآنی متعددی دارد۔"

صاحب تکملۂ نجوم السماء:

"عهید الفضائل حلیف الفواضل زبدة الفضلاء الکرام عمدة النبلاء الاعلام المولوی السید محمد هارون صاحب دامت مکارمه الشریف که طبع نقاد و ذهن و قادش حلال مشکلات علوم است. وفضل و کمال و جلالت مقامش درامثال او کا لقمربین النجوم پیوسته. در نصرت دین و اعانت شرح مبین مصروف و ناوجود تادرستی مزاج و اشتغال علاج بتصنیف رسائل و تحقیق مسائل مشغول.

صحیفۂ کاملہ محشّٰی

آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کے مجموعہ کو اردو زبان میں منتقل کیا اور حاشیہ پر ضروری وضاحت کی، ترجمہ لفظی ہے۔ اس ترجمہ کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آ چکے ہیں۔ زیر نظر ترجمہ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ/مئی ۱۹۹۵ء میں عباس بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع ہوا، اس کے دیباچہ میں آپ لکھتے ہیں۔

---
[1] مقدمۂ قرآن ص: ۱۷۳

"اما بعد بندۂ فقیر محمد ہارون حسینی زنگی پوری خدمت احباب کرام میں یہ چند سطریں بطور دیباچۂ زبور آل محمدؐ پیش کرنا چاہتا ہے، اس کتاب کے متعلق اس وقت تو اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ طبقۂ پیروان اہلبیتؑ یعنی دنیائے شیعیت میں اس کا نام صحیفہ کاملہ اور لقب زبور آل محمدؐ ہے جس میں حضرت رابع الآئمہ سید الساجدین علی بن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام کے چند راز و نیاز درج ہیں جو اپنے خالق و مالک کی جناب میں کئے ہیں اور جس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ عبد کسی مملوک کو اپنے مالک کے سامنے، کسی مخلوق کو اپنے خالق کے سامنے، کسی عبد کو اپنے مولیٰ کے سامنے حاضر ہوکر کیوں کر اپنے اغراض قلبیہ بیان کرنا چاہیئے اور کس طرح اپنے دلی جذبات پیش کرنا لازم ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ادب دانی مشکل کام ہے لیکن اگر کوئی شخص سیکھنا چاہے تو اس گھر سے سیکھ سکتا ہے، کیوں کہ اُس کے اول سے آخر تک ممبروں نے صرف دو ہی تعلیمیں دنیا کو دی ہیں، ایک یہ کہ انسان کو کیسے ہونا چاہیے تا کہ وہ صحیح معنوں میں انسان کہا جا سکے، دوسرے یہ کہ اُسے اپنے مالک اپنے موجد، اپنے منعم، اپنے رازق اور اپنے بادشاہ علی الاطلاق سے کس طرح کی معاملت رکھنی چاہیئے، اور اوقات ضرورت میں کس قسم سے عرض و معروض کرنی چاہیئے۔ اُس دربار کا قاعدہ کیا ہے اور کس طرح کی بندہ کو وہاں کی گفتگو کرنی مناسب ہے، اس میں بھی شبہ نہیں کہ وہ دربار مثل عام دنیاوی بادشاہوں کے دربار کے نہیں ہے، وہاں ایسے سنگین پہرے نہیں کہ عام طور پر پہنچنا دشوار ہو"۔

پہلی دعا کے ترجمہ کا نمونہ

تمام تعریفیں اس خدا کے واسطے ہیں جو سب سے پہلا ہے اس سے پہلے کوئی نہیں ہوا اور سب سے پیچھے ہے اس سے پیچھے کوئی چیز نہ ہوگی وہ ایسا ہے کہ اُس کے دیکھنے سے نگاہیں دیکھنے والوں کی قاصر ہیں اور عاجز ہیں اُس کی تعریف سے خیالات تعریف کرنے والوں کے اُس نے اپنی قدرت سے خلق کو جیسا چاہیے پیدا کیا اور اُنہیں اپنی مشیت سے جیسا چاہیے ایجاد کیا اس کو اپنے ارادے کے رستے پر چلایا اور اُنہیں (خلق کو) اپنی محبت کی راہ میں مبعوث کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ اس سے جس طرف اُنہیں آگے بڑھایا ہے پیچھے ہٹ سکیں اور نہ ان سے ہوسکتا ہے کہ جس سے اُنہیں پیچھے ہٹایا ہے اُس سے آگے بڑھ جائیں اور اُس نے ان میں سے ہر روح کے لئے اپنے معین اور بٹی ہوئی روزی میں سے غذا مقرر کردی کوئی گھٹانے والا گھٹا نہیں سکتا جس کو اُس نے زیادہ دیا اور نہ کوئی بڑھانے والا بڑھا سکتا ہے جس کو اُس نے کم دیا پھر اس نے اس کے (روح) کے لئے مدت مقرر کردی اور اُس کے واسطے ایک حد معین قائم کی جس کے طرف وہ اپنی زندگی کے دنوں کے ذریعہ سے چلتا ہے اور اپنے زمانہ کی برسوں سے اُس کو جلد جلد قطع کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اُس کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے اور پورا کر لیتا ہے اپنی عمر کے حساب کو تو اس (روح) کو قبض کرتا ہے.....زیادہ ثواب یا ڈرائے ہوئے عذاب سے تا کہ بدکاروں کو اُن کے کام کا بدلہ دے اور نیکوکاروں کو نیک عوض دے یہ سبب اپنی عدالت کے پاک ہیں اُس کے تمام نام اور علانیہ آتی ہیں اُس کی تمام نعمتیں اُس کے فعل کا اُس سے سوال نہیں کیا جائے گا اور اس مخلوق کی پرسش اور تمام تعریف اس معبود کے لئے ہیں اگر وہ اپنی حمد کی شناخت کو اُن سے روک دیتا اُن متواتر احسانوں پر جس سے اُن کا امتحان لیا ہے اُن علانیہ نعمتوں پر جو اُن پر کامل کی ہیں تو اُس کے احسانوں میں پھرتے رہتے اور اُس کی حمد نہ کرتے اور اُس کے رزق میں وسعت کے ساتھ رہتے

پھر بھی اُس کا شکر نہ کرتے اور اگر وہ ایسے ہوتے تو آدمیت کی حدوں سے نکل کر جانوروں کی حد
میں واپس ہو جاتے تو وہ ایسے ہو جاتے جیسا کہ اُس (خدا) نے اپنی محکم کتاب میں بیان کیا ہے
بس وہ چوپاؤں کے مانند ہیں بلکہ وہ اُن سے زیادہ گمراہ ہیں۔'' اور تمام تعریف اُس معبود کے لئے
ہیں جس نے ہمیں اپنے تئیں پہچوایا اور اپنا شکر ہمیں بتایا اور اپنی پروردگاری سے ہم پر علم کے
دروازے کھولے اور اپنی توحید میں اخلاص کرنے کے واسطے اپنی طرف رہنمائی کی اور ہمیں کفرو
شک کرنے سے اپنے کاموں میں بچایا (ہم ایسی) تعریف (کرتے ہیں) جس سے ہم اُن
لوگوں میں زندہ رہیں جنھوں نے اُس کی مخلوقات میں سے اُسکی تعریف کی اور اسکی وجہ سے ہم
سبقت لیجائیں ان لوگوں پر جو اُسکی رضامندی اور عفو کی طرف سبقت لے گئے ہیں (ہم) اسکی
ایسی تعریف کرتے ہیں جس سے وہ ہمارے لئے برزخ کی تاریکیوں کو روشن کردے اور قیامت
کے رستوں کو ہمارے اوپر سہل کردے اور اُس کے سبب سے ہمارے رتبوں کو مجمع عام (اہل محشر)
میں بزرگ کرے جس روز کہ تمام لوگوں کو بدلہ دیا جائے گا جو کچھ انہوں نے کیا ہے اور اُن پر ظلم نہ
کیا جائے گا جس روز کوئی دوست کسی دوست کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی
(ہم اُسکی ایسی) تعریف کرتے ہیں جو ہمیں اعلیٰ علیین تک بلند کرے (جو) کتاب مرقوم میں
(مذکور ہے) جسے مقربین ہی پائیں گے (ہم اسکی ایسی) تعریف کرتے ہیں جس سے ہماری
آنکھیں خنک ہوں جبکہ ٹکٹکی لگ جائیگی آنکھوں کو اور تاباں ہوں اُس سے ہمارے چہرے جبکہ
لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے ہم تیری ایسی تعریف کرتے ہیں کہ جس سے اللہ کی تکلیف
دینے والے دوزخ سے آزاد ہو جائیں اور اُس کے اچھے پڑوس میں پہنچیں ہم ایسی تعریف کرتے
ہیں کہ جس سے مزاحمت کرسکیں ملائکہ مقربین کی اور جس کے سبب سے مل جائیں انبیائے مرسلین
سے اُس قیام کے گھر میں جو کبھی زائل نہ ہوگا اور اُس مقام کرامت میں جو کبھی نہ بدلے گا اور تمام
تعریفیں اُس معبود کے لئے ہیں جس نے پسند کی ہمارے لئے اچھی صورت اور جاری کئے ہم پر

اچھے رزق (روزی) اور قوت سلطنت کی وجہ سے ہم کو تمام خلق پر فضیلت دی پس اُس کی قدرت
سے تمام اُس کی مخلوقات ہماری مطیع ہوگئی ہے اور اُس کی عزت کی وجہ سے ہماری اطاعت میں آگئی
ہے اور تمام تعریفیں اُس معبود کے لئے ہیں جس سے سوائے اپنے اور سب کی طرف احتیاج کے
دروازے بند کئے پس ہم اُس کی حمد کی طاقت نہیں رکھتے کب ہم اسکا شکر ادا کرسکتے ہیں کبھی نہیں
اور تمام تعریفیں اُس معبود کے لئے ہیں جس نے ہم میں پھیلنے کے آلات بنائے اور سمٹنے کے
آلات قرار دیئے اور زندگی کی روحوں سے ہمیں فائدہ پہنچایا اور کام کرنے کے اعضاء ہمیں دیئے
اور پاک روزی سے ہمیں غذا دی اور اپنے فضل سے ہمیں غنی کردیا اور اپنے احسان سے ہمیں بے
پروا کیا پھر اُس نے ہمیں حکم کیا تاکہ ہماری اطاعت کا امتحان کرلے اور منع کیا تاکہ ہمارے شکر کو
جانچے پس ہم اُس کے حکم کی راہ سے پھر گئے اور اُس کی ممانعت کی پشت پر سوار ہوئے پھر (بھی)
اُس نے فوراً ہم پر عذاب نہیں کیا اور ہم کو سزا دینے میں جلدی نہیں کی بلکہ تامل کیا اپنی رحمت سے
زیادتی کرم کے سبب اور منتظر رہا ہماری واپسی کا اپنی مہربانی سے حلم کے سبب۔ اور تمام تعریفیں اُس
معبود برحق کے واسطے ہیں جس نے ہمیں اُس توبہ کی طرف رہنمائی کی جسے ہم نے صرف اُس کے
فضل سے چاہا پس اگر ہم سوائے اُس توبہ کے اس کی اور بخششوں کا شمار نہ کریں (تو بھی) بیشک
اُس کا امتحان ہمارے نزدیک مستحسن ہوا اور اُس کا احسان ہم پر بزرگ ہوا اور اُسکا فضل ہم پر بڑا
ہوا اس طرح طریقہ توبہ (کے معاملہ) میں ہم سے پہلوں کے واسطے نہ تھا بیشک اُس نے ہٹا دیا ہم
سے اُس چیز کو جس کی طاقت ہم کو نہ تھی اور نہ تکلیف دی ہمیں مگر بقدر ہماری وسعت کے اور نہ
تکلیف دی کہ مگر آسان اور ہم میں سے کسی کے لئے کوئی حجت اور عذر باقی نہ چھوڑا پس ہم میں
سے وہ شخص تباہ ہے جو اس کے دروازے پر ہلاک ہوا (یعنی اس کے چھوڑنے سے) اور ہم میں
سے نیک بخت وہ ہے جو اُسکی طرف راغب ہوا۔ اور تمام تعریفیں خدائے متعال کے لئے ہیں بقدر
تمام اُس تعریف کے جو اُس کے نہایت مقرب فرشتوں اور اُس کی بزرگ ترین مخلوقات نے اور

اُس کے پسندیدہ حمد کرنے والوں نے کی ہیں ایسی تعریفیں جو تمام تعریفوں سے بڑھ جائیں جیسے ہمارا پروردگار اپنی تمام خلق سے بڑھا ہوا ہے پھر اُسی کے لئے حمد ہے ہر نعمت کے بدلے میں۔ جو اس نے ہم پر اور اپنے گزشتہ اور موجودہ بندوں پر کیں بقدر شمار اُن تمام چیزوں کے جن سے اُس کا علم ہے اور اُن میں سے ہر ایک چیز کے عوض دگنا تگنا ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک (اور وہ ایسی) تعریف ہو جس کی حمد کی کوئی انتہا نہیں اور جس کے عدد کا کوئی شمار نہیں اور جس کی حد کا کوئی خاتمہ نہیں اور جس کی قوت کی تمامی نہیں ایسی تعریف جو اُس کی اطاعت اور معافی کا ذریعہ ہو اور اُس کی رضا مندی کا سبب اور اُس کی مغفرت کا واسطہ اور اُس کی جنت کا رستہ اور اُس کی سزا سے نجات دینے والی اور اُس کی غضب سے امن دینے والی اور اُس کی اطاعت پر دو کرنے والی اور اُسکی نافرمانی سے روکنے والی اور اُس کے حق کے ادا کرنے مین مددگار ہو ایسی حمد جس کے سبب سے ہم اُس کی نیک بختیوں کے ذیل میں نیک بخت بنیں اور اُس کی دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے لوگوں میں داخل ہوں بیشک وہی مالک قابل تعریف ہے۔

دیگر آثار علمی

آئینۂ عرب ترجمہ مناجاۃ الطرب، — مطبوعہ لاہور

شہید اسلام

تعلیم الاخلاق

السیف الیمانی علی المسیح القادیانی — مطبوعہ

الہیۃ والاسلام

ترجمۂ صحیفۂ کاملہ مع حواشی — مطبوعہ

الجزیرۃ الخضراء والبحر الابیض

نوادر الادب من کلام سادۃ العجم والعرب

براہین الشہادۃ — مطبوعہ

اثارۃ الشہادۃ — مطبوعہ

مکالمہ علمیہ قادیانی وشیعہ

ترجمہ احقاق الحق — مطبوعہ

اوراد القرآن — مطبوعہ

صنادید وطن — مطبوعہ

رد تناسخ

وفات

۱۴؍ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء کو رحلت فرمائی۔ [۱]

[۱] تذکرۂ مفسرین امامیہ ص: ۲۷۲، مطلع انوار ۶۲۸، تذکرۂ بے بہا ص: ۴۴۳، تالیفات شیعہ ص: ۴۶، الذریعہ ج: ۷۔ ص: ۲۱۱، معجم الدراسات القرآنیہ عند الشیعہ الامامیہ ص: ۲۰۱

احمد علی، موہانی (۱۳۵۵ھ)

جناب سید محمد علی مرحوم کے فرزند جناب سید احمد علی طاب ثراہ کا وطن موہان تھا۔آپ کی تعلیم وتربیت علمی و مذہبی ماحول میں ہوئی۔ گریجویشن کرنے کے بعد کینگ کالج لکھنؤ میں عربی و فارسی کے استاد مقرر ہوئے ،انگریزی ادب و گرامر پر عبور حاصل تھا،ایک عرصہ تک ریاست بھوپال میں سکریٹری کے عہدہ پر رہ کر خدمات انجام دیں۔ انگریزی حکام آپ کی علمیت کے قدرداں تھے۔آپ بہرائچ، محمود آباد، لکھنؤ میں اعلیٰ عہدوں پر رہے۔ مذہب کی طرف طبیعت کا زیادہ میلان رہا۔ادارۂ مؤید العلوم سے انگریزی میں چھپنے والی کتابوں کی آپ ہی نگرانی کرتے تھے۔مسلم ریویو کی اشاعت میں بھی آپ کی نمایاں خدمات ہیں۔آپ کا اہم کارنامہ صحیفۂ سجادیہ کا انگریزی ترجمہ ہے جو ۱۹۲۹ء میں مولانا مسرور حسین صاحب امروہوی کی کاوش سے ادارۂ مؤید العلوم لکھنؤ سے شائع ہوا۔ یہ صحیفہ کا پہلا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۹ء میں مہاراجکمار محمد امیر حیدر خانصاحب کی نظر ثانی کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوا۔ جو بہت مقبول ہوا۔ یورپ میں بھی یہ ترجمہ محققین ومفکرین کا منظور نظر رہا۔مشہور ہے کہ یورپ میں ایک سائنس داں جو وجود خدا کا منکر تھا جب اس نے صحیفۂ سجادیہ کے اس ترجمہ کو پڑھا تو اس نے علانیہ طور پر کہا ''اگر خدا یہی ہے جس کے صفات وکمالات اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں تو

میں خدا کے وجود کا اقرار کرتا ہوں'' ترجمہ کی زبان رواں اور سلیس ہے کبھی کبھی ترجمہ پر اصل دعا کا شبہ ہونے لگتا ہے۔انگریزی محققین نے بھی اس کی زبان وبیان کو معتبر تسلیم کیا ہے۔

آپ نے ۱۹۲۰ء میں نہج البلاغہ کا بھی انگریزی ترجمہ کیا تھا۔البتہ نصف ترجمہ شائع ہوسکا۔تیسری تصنیف ''تصدیق رسالت'' ہے جو اردو زبان میں ہے۔اس کے علاوہ حضرت علیؑ سے منسوب ''دعائے صباح'' کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو مدرسۃ الواعظین کی لائبریری میں محفوظ ہے۔آپ کی وفات ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء کو سیتا پور میں ہوئی جسد خاکی موہان لایا گیا اور وطن میں آسودۂ لحد ہوئے۔ افسوس کہ افراد خانوادہ سے رابطہ کرنے کے باوجود موصوف کے مفصل حالات زندگی دستیاب نہ ہوسکے۔لکھنؤ بھی گیا فون پر رابطہ بھی ہوا مگر کامیابی نہ مل سکی، دل تو یہ چاہتا تھا کہ اس عظیم انسان کے حالات تفصیل سے قلمبند کروں مگر اہل خانہ کی تساہلی کے سبب یہ کام انجام نہ پاسکا۔

صحیفۂ سجادیہ کی دعائے توبہ کے ترجمہ کا اقتباس حاضر خدمت ہے:

Introduction

I have already spoken, in the preface, of the importance and universality of prayer. It may be said to be a bond of personal love and dependence between God and man of the highest ethical quality."There is nothing more certain in the whole biography of man and that supervenes to it.It is the experince of men,women,and children of every rank and age that this is so.'speak to Him thou, for He hears.'Yes, hears,

laws of nature are *fixed on purpose to be used for the granting of prayer.* Any man can use the laws of nature to grant the request of his child. Does he say that God, who made those laws,cannot do with them *as he* can?"

One of his prayers in confession and repentance of God.

O Lord, three habits hinder me from praying unto Thee and one habit urges me to it.

Delay in doing that which Thou didst order me to perform keeps me from prayer on account of shame, the thing Thou didst forbid me to do and to which I hastened likewise hinders me and the favor thou didst confer on me and for which I failed to return thanks.

That which urges me to pray unto Thee is Thy kindness to the one who turns his face towards Thee and who comes hopefully to Thee, for all Thy Favor is kindness, and all Thy Blessings are favor upon me (not as a reward for my right).

Therefore, behold me here, O Lord, standing at the gate of Thy Glory in the attitude of .... one

hears and answers with swift and beautiful response." (R.A.Armstrong). Prayer in the words of H. More,"as the application of want to Him who alone can relieve it, the voice of sin to Him who alone cam pardon it. It is the urgency of poverty, the prostration of Humility, the fervency of penitence, the confidence of trust. It is not eloquence, but earnestuess, not figures of speech, but compunction of soul.It is the 'Lord save us, we perish' of drowning Peter; the cry of faith to the ear of mercy! "In the morning,"says W.Seeker,"this is a golden key to open the heart for God's service and in the evening it is an iron lock to guard the heart against sin." "In trial, in temtation, in weakness, in pain, in sorrow-in all those great testing times which try a man what stuff he has in him there is renewal, strengthening, uplifting to be won by simply putting forth the soul to God that He may touch and heal it."(R.A.Armstrong).

"It is not truth,"says H.W. Beecher,"nor philospthy to say that prayer alters nothing,that the laws of nature are fixed and that entreaty cannot change them. The

who trembles in submission, entreating Thee, in my shame, in the spirit of the poor and needy confession unto Thee that I never acknowledged Thy Favors, save by refraining from sinning against Thee 20 and that I was never, in all my circumstances, without Thy Bounty.

Will, therefore, O Lord, my confession to Thee of the evils I have committed avail me anything?

Will my admission to Thee of wrongs I heve done deliver me from Thy Wrath?

O,hast Thou,in this, my situation,irrevocably decreed Thy Wrath for me?

Does, in the time of praying, Thy displeasure. inseparably cling to me?

O Holy One, I do not despair of Thy Mercy, whilst Thou hast surely opened for me the gate of repentance unto Thee.

Nay, I speak the words of a despicable creature, one unjust to his own soul, one who underrates the dignity of his lord, one whose sins are great and wax

larger and whose days have passed and ended until he found that the opportunity for action had expired, the duration of life was finished and he was convined that there was no escape for him from Thee and no refuge. Then he presented himself to thee, with conversion and sineerity, repented into thee.

So, he stood up in Thy Presence with a pure, clean heart and addressed Three in a low faltering voice.

Verily, he bowed before Thee till he became crooked and bent down his head till he was doubled.

Verily, his fear caused his legs to tremble and tears flowed down his cheeks.

He calls upon Thee saying: O Most Merciful. O Most Compassionate of those to whom seekers after mercy continually come. O Most Gracious of those Whom seekers after pardon approach. O Thou Whose Forgiveness is more frequent than Thy Chastisement. O Thou Whose Approbation is more abundant than Thy wrath o thou who favoured they creatures by

overlooking their guilt. O Thou Who trained Thy servants to hope for the acceptance of conversion. 21 O Thou Who refarmed their Sins by repentavice. O Thou Who was satisfied with very little of their good deeds. O Thou Who O thou who guaranteed to them answers to prayer. O thou who graciously promissed them a regarded their insignificant deeds aburdantly.a handsome recompense on Thy own pledge.I am not the most sinful of those who disobeyed Thee and thou didst pardon him. I am not the most blame worthy of those who disobeyed Thee and thou didst show them they favor.

غلام علی حاجی ناجی (۱۳۶۲ھ)

گجراتی زبان میں اعلیٰ پیمانے پر مذہبی خدمت انجام دینے والی ذات مولانا غلام علی حاجی ناجی مرحوم کی ہے۔ جنھوں نے ہر موضوع پر لکھ کر گجراتی زبان کے دامن کو وسیع کیا اور مومنین کی ضرورت کے پیش نظر ہر اہم کتاب کا ترجمہ کیا جن میں ترجمۂ قرآن مجید، ترجمۂ نہج البلاغہ، ترجمۂ صحیفۂ سجادیہ، تاریخ اسلام، ترجمۂ قصص الانبیاء، ترجمۂ مفاتیح الجنان، ترجمۂ معراج السعادہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے مختلف دعاؤں کے ترجمے گجراتی زبان میں کئے جن میں دعائے کمیل، دعائے سمات، دعائے مشلول، دعائے نور، درود طوسی قابل ذکر ہیں۔

ترجمۂ صحیفۂ سجادیہ

آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ صحیفۂ کاملہ کو گجراتی زبان میں منتقل کیا جو بھاؤنگر گجرات سے شائع ہوا۔

آپ ممبئی میں ۲۸ رصفر ۱۲۷۹ھ کو ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حاجی اسماعیل جو جمال بھائی ہیرجی مسکا والا کی تبلیغ سے اپنے بیٹے غلام علی کے ساتھ شیعہ اثنا عشری ہوئے۔

حاجی ناجی نے مذہبی تعلیم ملا قادر حسین مدراسی سے حاصل کی جن کو مرجع وقت آیت اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی نے خوجہ جماعت میں تبلیغ کے لیے متعین کیا تھا۔عربی فارسی کی تعلیم مولانا سید غلام حسین حیدرآبادی سے حاصل کی جو اس وقت مہوہ میں مقیم تھے۔

ان بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کر کے حاجی ناجی درجۂ کمال تک پہنچے اور تقریر و تحریر دونوں میں ملکہ حاصل کیا۔آپ نے تقاریر کے ذریعہ بڑی تعداد میں آغا خانی خوجے اور دیگر مسلمانوں کو حلقہ بگوش تشیع کیا۔اور خوجہ برادری میں دینداری کو بیدار کیا اور اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

جناب مولانا میر آغا صاحب لکھنوی نے ''خیر الذاکرین'' کا خطاب دیا۔۱۳۱۱ھ میں زیارات کے لیے عراق گئے اور آیت اللہ شیخ محمد حسین سے ملاقات کی تو انھوں نے فرمایا آپ زیارتوں کے لیے بار بار کیوں آتے ہیں جب کہ آپ کا تبلیغی مشن زیارتوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔[1]

آپ نے یکم ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو ماہنامہ رسالہ ''راہ نجات'' نکالنا شروع کیا ۱۳۱۴ھ میں احمد آباد پرنٹنگ پریس خریدا جس کا نام ''اثنا عشری پرنٹنگ پریس'' رکھا۔اس پریس کی وجہ سے بھاؤنگر چھوڑ کر احمد آباد بسایا اور گجراتی رسم الخط میں دعاؤں، زیارتوں اور قرآن مجید کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔

وفات: ۹؍ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء کو آپ نے رحلت فرمائی۔

[1] خورشید خاور ص: ۲۸۲۔

دیگر تالیفات

آپ کی تالیفات کی تعداد ۲۸۸ ہے۔

انوار البیان فی تفسیر القرآن

ترجمۂ نہج البلاغہ

راہ نجات

نور ایمان

باغ ہدایت [1]

[1] مبلغ گجرات۔ص: ۱۱، تذکرۂ مفسرین امامیہ۔ص: ۳۲۱

نذر محمد، ککرولوی (۱۳۸۸ھ)

عمدۃ الافاضل مولانا سید نذر محمد ممتاز الافاضل کا تعلق ککرولی، ضلع مظفر نگر سے تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ آپ کے والد جناب صفی الحسنین صاحب زمیندار ہونے کے باوجود بڑے مذہبی تھے۔ مولانا اعجاز حسن بدایونی سے آپ نے ککرولی میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد عازم لکھنؤ ہوئے اور جامعہ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر ۱۳۳۷ھ میں ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی۔ آپ کے ہم درس علماء میں حافظ کفایت حسین، مولانا عدیل اختر، مولانا خورشید حسن امروہوی، مولانا ظفر مہدی گہر جائسی بہت مشہور ہوئے۔ جب مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں قائم ہوا تو آپ پہلے بیچ میں شریک ہوئے۔ نواب صاحب خیر پور نے سرکار نجم العلماء کو نواب میر فیض محمد صاحب کے لئے دینیات کے اتالیق کی ضرورت کے لئے خط لکھا۔ سرکار نجم العلماء نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو دیکھ کر خیر پور بھیج دیا۔ بعدہ مدرسہ باب العلم نوگانواں سادات میں مولانا سبط نبی صاحب نے تدریس کے لئے بلا لیا۔ ۱۹۳۸ء میں دہلی میں یتیم خانے کی ابتدا ہوئی تو آپ ناظم دینیات مقرر ہوئے اور درس وتدریس کے علاوہ نماز جمعہ کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ۱۹۶۲ء میں پاکستان چلے گئے اور ۱۳۸۸ھ/ دسمبر ۱۹۶۸ء کو سکھر میں رحلت کی۔

آپ نے صحیفۂ سجادیہ میں ایام ہفتہ کی مروی دعاؤں کا ترجمہ کیا۔

رسالۂ تعقیبات

یہ رسالہ ۱۹۴۴ء میں آغا نثار احمد ڈپٹی کلکٹر و آنریزی مجسٹریٹ نے دہلی امامیہ یتیم خانہ سے شائع کرایا۔ اس رسالہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ایام ہفتہ کی دعاؤں کا ترجمہ ہے۔ کتاب کی ابتدا میں مولانا صغیر حسن صاحب باسٹوی کی تقریظ مندرج ہے۔

نمونۂ ترجمۂ ایام ہفتہ (بروز یکشنبہ)

شروع کرتا ہوں کہ میں امید نہیں رکھتا مگر اسی کے فضل سے۔ اور میں نہیں ڈرتا مگر اُسی کے عدل سے اور میں بھروسہ نہیں کرتا مگر اسی کے قول پر اور نہیں پکڑتا مگر اُس کی رسّی۔ تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں اے معافی اور رضا والے، ظلم اور تعدی سے اور زمانہ کے تغیرات سے اور حزن کے متواتر آنے سے اور سامان درست کرنے اور زادِ سفر مہیا کرنے کے قبل اور مدت عمر کے گذر جانے سے اور اُس کام کی طرف ہدایت چاہتا ہوں جس میں درستی اور اصلاح ہو اور تجھ ہی سے اس کام میں امداد چاہتا ہوں جس میں حاجت روائی اور مطلب پورا کرنا قریب ہو تجھ ہی سے آرام کا لباس اور اس کے تکمیل کی خواہش کرتا ہوں اور سلامتی کے ساتھ رہنے اور اُس کے ہمیشہ رہنے کی اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ سے۔ اے رب! شیطانوں کی اشارہ بازی سے اور تیرے غلبہ کے ذریعہ سے بادشاہوں کے ظلم سے بچتا ہوں پس تو میری نماز اور میرا روزہ قبول کرے اور میری آنے والی کل اور اس کے بعد والے دن کو میری اس ساعت اور میرے اس دن سے افضل قرار دے اور مجھ کو میرے قبیلے اور میری قوم میں عزت دے اور میرے جاگنے اور سونے میں میری حفاظت کر کیوں کہ تو اللہ اچھا محافظ ہے اور تو ہی رحم کرنے والوں میں بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اے میرے اللہ! درحقیقت میں اپنے اُس دن میں اور اس کے بعد آنے والے اتواروں میں تیرے سامنے مشرک اور کافر ہوجانے سے بری ہوجاتا ہوں اور تجھ سے خالص دعا کرتا ہوں تاکہ تو توبہ قبول

کرلے اور تیری اطاعت کرتا ہوں اس امید سے کہ تیری طرف رجوع کروں پس محمدؐ پر رحمت نازل کر جو تیری مخلوقات میں سب سے بہتر تھا تیرے حق کی طرف بلانے والا تھا اور اپنی اس عزت سے مجھ کو عزت دے جس پر ظلم نہیں ہوسکتا اور میری حفاظت اپنی اُس آنکھ سے کر جو کبھی نہیں سوتی اور میرے کام کو اس طرح سے ختم کر کہ میں تیرا ہی ہو جاؤں اور میری عمر کو بخشش پر ختم کر کہ تو ہی بخشنے والا اور رحیم ہے۔

بروز پیر

تعریف اس خدا کے لئے ہے کہ جس نے کسی کو گواہ نہیں بنایا جب کہ اُس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا اور نہ کوئی مددگار اختیار کیا جب کہ جانداروں کو پیدا کیا عبودیت میں اُس کی شرکت ہرگز نہیں کی گئی اور نہ وحدانیت میں اُس کی مدد کی گئی اُس کی انتہائی تعریف سے زبانیں عاجز ہیں اور عقلیں اس کی معرفت کی حقیقت سے اور جبار لوگ اُس کی ہیبت کے سامنے جھکے ہوئے ہیں اور اُس کے خوف سے چہرے اُترے ہوئے ہیں اور تمام بڑے لوگ اُس کی عظمت کے تابع ہیں۔ پس تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں متواتر اور ایک دوسرے کے بعد ایک دوسرے سے بندھی ہوئی اور اُس کی رحمت اس کے رسول پر ہمیشہ اور اس کا سلام ہمیشہ ہمیشہ۔ اے اللہ! میرے اس دن کے پہلے حصہ کو درستی قرار دے اور اس کے درمیانی حصہ کو نیکی اور اس کے آخری حصہ کو مطلب داری اور میں تیرے ذریعے سے اُس دن سے پناہ مانگتا ہوں جس کا ابتدائی حصہ خوف ہو اور جس کا درمیانی حصہ بیقراری ہو اور جس کا آخری حصہ درد ہو۔ اے میرے اللہ! بتحقیق میں تجھ سے ہر اس نذر کو جو میں نے کی ہے بخشوانا چاہتا ہوں اور ہر اُس وعدہ کو جو میں نے کیا ہو اور ہر اس عہد کو جو میں نے کیا ہو پھر تیرے لئے اُس کو پورا نہ کیا ہو اور میں تجھ سے تیری بندوں کے مظلوموں کی بابت سوال کرتا ہوں پس تیرے بندوں میں سے جس بندہ کا یا تیری

لونڈیوں میں سے جس لونڈی کا میری طرف مظلمہ ہو جس سے میں نے اُس پر ظلم کیا خود اس پر یا اس کی آبرو پر یا اُس کے مال پر یا اُس کے اصل پر اور اس کے فرزند یا کوئی غیبت کی ہو جس سے اُس کی غیبت ہوئی ہو یا اُس پر مشقت ڈالی ہو میلان نفس یا خواہش یا کراہت یا غیرت یا ریا یا تعصب کی وجہ سے خواہ وہ غائب ہو یا حاضر ہو اور زندہ ہو یا مردہ ہو میرا ہاتھ عاجز ہو اور میری طاقت اُس کو اس کے پاس واپس کرنے سے تنگی کرتی ہو اور اس سے بچا دینے سے پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے وہ جو حاجتوں کا مالک ہے اور وہ حاجتیں اس کی مشیت کا حکم ماننے والی ہیں اور اس کے ارادہ کی طرف دوڑنے والی ہیں کہ تو محمدؐ اور اس کی آلؑ پر برکت نازل کر اور اس شخص کو مجھ سے راضی کر دے جس طرح تو چاہے اور مجھ کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر تحقیق بخشا تجھ کو نقصان نہیں پہنچاتا اور عطا کرنا تجھ کو ضرر نہیں کرتا اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے اللہ! مجھ کو ہر دوشنبہ کے روز دو نعمتیں اپنی طرف سے عطا کر ایک نیک بختی اس کے ابتدائی حصے میں اپنی فرمانبرداری کے سبب سے اور دوسری نعمت اس کے آخری حصے میں اپنی بخشش سے اے وہ جو معبود ہے اور گناہوں کو سوائے اس کے کوئی بخش نہیں سکتا۔

بروز منگل

تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے اور تعریف اُس کا حق ہے جس کا وہ حقدار ہے میں اُس کی بہت تعریف کرتا ہوں اور اپنے نفس کی شرارت سے اُس کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں نفس ضرور برائی کا حکم دیتا ہے مگر یہ کہ میرا رب رحم کرے اور اُس کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں اُس شیطان کی شرارت سے جو میرے گناہ پر ایک اور گناہ زیادہ کر دیتا ہے اور میں اُسی کے ذریعے بچتا ہوں تمام جابروں سے بدکار سے اور ظالم بادشاہ سے اور غالب دشمن سے اے اللہ مجھ کو اپنی فوج میں قرار دے کیوں کہ تیری ہی فوج کے لوگ غالب ہیں اور مجھ کو اپنے گروہ میں سے قرار دے کیوں کہ تیرا

ہی گروہ کامیاب ہے اور مجھ کو اپنے دوستوں میں سے قرار دے کیونکہ تیرے ہی دوستوں کو نہ تو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اے میرے اللہ میرے واسطے میرے دین کو درست کر کیوں کہ وہ میرے کام کا حفاظت کرنے والا ہے اور میرے واسطے میری آخرت کو درست کر کیوں کہ وہ میرے قیام کا گھر ہے اور اُسی کی طرف کمینوں کی صحبت سے بھاگنے کی جگہ ہے اور زندگی کو میرے واسطے نیکی میں زیادتی کرنے والی بنا اور موت کو ہر تکلیف سے راحت۔ اے اللہ! نبیوں کے ختم کرنے والے اور پیغمبروں کے تعداد کو پورا کرنے والے محمدؐ اور اُس کی طیب و طاہر آلؑ پر اور اس کے شریف اصحاب پر رحمت بھیج اور مجھ کو منگل کے دن تین چیزیں بخش (۱) میرا کوئی گناہ بغیر بخشش کے نہ چھوڑ (۲) اور نہ کوئی غم بغیر دور کئے ہوئے (۳) اور نہ کوئی دشمن بغیر دفع کئے ہوئے اللہ کے نام کے واسطے سے جو تمام ناموں میں اچھا ہے......الخ

مجتبیٰ حسن، کامونپوری (۱۳۹۴ھ)

مورخ اسلام مولانا سید مجتبیٰ حسن کامونپوری طاب ثراہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے عالم اسلام کے عظیم علمی مرکز جامعۂ ازھر مصر کے علماء کو صحیفۂ سجادیہ سے روشناس کرایا۔ یہ امر انتہائی حیرت انگیز ہے کہ عالم عرب اب تک اس علمی سرمائے سے ناآشنا تھا۔ خداوند عالم نے یہ عظیم خدمت ہندوستان کے اس جید عالم سے لی اور صحیفۂ سجادیہ جامعۂ ازہر مصر میں موضوع تحقیق قرار پائی اور اس صحیفہ کے سلسلے میں جامعہ کے اکابرین علماء نے گرانقدر تحقیقی مقالے تحریر کئے۔

سب سے پہلا مقالہ استاذ فلسفہ شیخ طنطاوی جوہری نے لکھا۔ جو رسالہ ہدیٰ الاسلام، مصر اور رسالہ الرضوان لکھنؤ سے شائع ہوا جس میں آپ نے اعتراف کیا کہ مولانا مجتبیٰ حسن صاحب نے ہی ہمیں اس صحیفہ سے آشنا کرایا وہ لکھتے ہیں:

> ''جامعہ ازھر کے نوجوان ہندوستانی طالب علم سید مجتبیٰ حسن نے مجھے اس کتاب سے مطلع کیا جس میں کچھ دعائیں، کچھ مناجاتیں حضرت علی زین العابدین کی طرف منسوب ہیں۔ میں نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور اس کے مندرجات پر گہری نظر ڈالی تو مجھ پر ایک ہیبت طاری ہوگئی اور ان دعاؤں کی عظمت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی اور میں نے کہا یہ عجیب بات

ہے کہ کیوں کر مسلمان اب تک اس ذخیرہ سے ناواقف رہے اور کس طرح وہ صدیوں اور پھر صدیوں تک خوابِ غفلت میں مبتلا رہے اور انھیں احساس نہ ہوا کہ اتنا بڑا علمی ذخیرہ خدا نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے۔"

مذکورہ بالا اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے اب تک عالم اسلام اس عظیم علمی سرمایہ سے یکسر ناواقف تھا، یہ مولانا مجتبیٰ حسن کامونپوری کی سعی و کاوش تھی کہ صحیفۂ کاملہ عالم عرب میں موضوع بحث قرار پائی۔

آپ کی ولادت کامونپور ضلع غازی پور ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید محمد نذیر دیندار اور مذہبی بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس لکھنؤ میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے شعر و سخن کی طرف رجحان تھا۔ تعلیم و تعلم میں طرز نو کے خواہش مند تھے۔ عربی فارسی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات دیئے۔ ۱۹۳۱ء میں "صدر الافاضل" کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی محمد علی، مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا، مولانا عالم حسین، مولانا سبط حسن کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ تعلیمی فراغت کے بعد پٹنہ کے مدرسہ میں تدریس کرنے لگے اور اس کے ساتھ عربی، فارسی اردو میں مقالات لکھتے رہے۔ طبیعت میں جولان تھا۔ نئے نئے موضوعات پر قلم اٹھاتے تھے۔ تاریخ پر گہری گرفت تھی۔ کچھ نیا کرنے کا جذبہ تھا۔ اسی لیے نہائی دروس کے لیے نجف کے بجائے "جامعۂ ازہر" مصر کا انتخاب کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مصر گئے اور ۱۹۳۶ء میں الازہر میں داخلہ منظور ہوا "ام المومنین ام سلمہؓ" پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مصر میں قیام کے دوران انقلابی نظریات، ادبی تحریکات اور مشہور علمی شخصیات کو قریب سے دیکھا۔ پانچ سال مصر میں قیام کے بعد نجف و کربلا ہوتے ہوئے لکھنؤ آئے۔ مدرسہ ناظمیہ، لکھنؤ یونیورسٹی میں تدریس کی پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شیعہ شعبۂ دینیات میں لکچرر منتخب ہوئے۔ آپ نے فن خطابت و تقریر میں جدید نفسیاتی اسلوب کا

اضافہ کیا۔ آپ کامیاب خطیب اور علمی حلقوں میں محبوب مقرر تھے۔

۲۳ رسال تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبہ شیعہ دینیات کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد ۲۷ رجمادی الثانی ۱۳۹۴ھ/ ۱۸ رجولائی ۱۹۷۴ء سوا تین بجے علی گڑھ میں وفات پائی۔

ترجمۂ صحیفۂ کاملہ

آپ نے صحیفۂ سجادیہ کا تشریحی ترجمہ سلیس زبان میں کیا جس میں لغات کو بھی حل کیا اور مطالب کو انتہائی سلاست کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ کی دوسری تصنیف "صحیفۂ کاملہ میں قرآن مجید کا مقام" ہے یہ کتاب بھی موضوع کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے۔ مگر یہ آثار منظر عام پر نہ آسکے۔[1]

دیگر آثار علمی

تفسیر سورۂ عصر

تفسیر سورۂ ممتحنہ

تفسیر سورۂ توحید

تفسیر سورۂ والشمس

تفسیر آیۂ نور

تفسیر آیۂ تطہیر

تفسیر آیۂ خلافت

مطالعۂ آیات قرآن

---

۱ ایک فرد ایک ادارہ۔ ص:۲۰۶

علوم قرآن

سورۂ اخلاص ثلث قرآن کے برابر

اعجاز قرآن

قرآن مجید کی نزولی ترتیب

تاریخ قرآن مجید

قرآن اور علوم جدیدہ

مقدمۂ تفسیر قرآن

آیات احکام

مضامین قرآن کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے

قرآن کے علوم پنجگانہ

قرآن اور زندگی

قرآن و حدیث کا فرق

علم نحو کی مشق بذریعہ قرآن

شرح نہج البلاغہ

حضرت علی کے خطوط کا جائزہ

حضرت علی کی نظر میں دنیا کا تصور

نہج البلاغہ اور قرآن

بلاغت امیر المومنینؑ

امیر المومنینؑ کے ایک خط کا مطالعہ

یہ سب تصانیف غیر مطبوعہ ہیں۔

اقوام عالم میں عورت کا معیار (مطبوعہ)

حضرت یوشع بن نون (۱۹۵۱)

کربلا (۱۹۵۰)

مقتل الحسینؑ ابوالفداء

مقتل الحسینؑ از عقبہ بن سمعان [۱] (۱۹۶۳ء)

مقتل ضحاک بن عبداللہ مشرقی (۱۹۷۴ء)

مقتل الحسینؑ از سیوطی

مقتل الحسینؑ یعقوبی (۱۹۵۴ء)

کائنات قبل و بعد اسلام (۱۹۵۳ء)

اسلام کا پہلا فلسفی

حکیم الٰہی علی بن ابی طالبؑ

علم حدیث کا ابتدائی مطالعہ

احادیث فضائل اہلبیتؑ پر ایک نظر

حضرت علیؑ کے خطوط کا سرسری جائزہ

افضلیت حضرت علیؑ

فتح مکہ سے کربلا تک (۱۳۷۰ھ)

جنگ اور اسلام

حسین مظلومؑ کا پہلا قدم

اسلامی تعلیمات

---

[۱] ایک فرد ایک ادارہ سوانح علامہ کاموںپوری۔ ص:۲۱۱

حضرت ربابؓ زوجہ امام حسینؑ

قاضی شریح کا کردار

تبرکات کا تاریخی جائزہ[۱]

۱ مفسرین امامیہ۔ص:۳۶۸،مؤلفین غدیر۔ص:۱۸۳

جعفر حسین، مفتی (۱۴۰۳ھ)

چودھویں صدی میں صحیفۂ سجادیہ کے متعدد ترجمے منصۂ شہود پر آئے مگر ان تمام تراجم میں مفتی جعفر حسین طاب ثراہ کے ترجمہ کو زبان و بیان کے اعتبار سے خاص امتیاز حاصل ہے۔ مفتی صاحب جب نہج البلاغہ کے ترجمہ سے فارغ ہوئے اور اس کی مقبولیت کو دیکھا تو آپ نے صحیفۂ سجادیہ کے جدید ترجمہ کی ضرورت محسوس کی اور ایک سال کی مدت میں اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا، اس طرح یہ ترجمہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ کو مکمل ہوا اور ''ادارۂ علمیہ پاکستان'' کی جانب سے منظر عام پر آیا جو ۴۵۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

ترجمہ میں انتخاب الفاظ، حسن ترکیب اور اضافتوں کا برمحل استعمال ہے پوری کتاب میں سلاست کا دامن نہیں چھوٹا ہے اور بسا اوقات ترجمہ پر اصل دعا کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ زبان نہایت صاف ستھری استعمال کی گئی ہے۔ شاید انھیں خصوصیات کی بنا پر یہ ترجمہ بہت زیادہ مقبول ہوا اور اس کے بے شمار ایڈیشن ہندوستان و پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں یہی نہیں بلکہ اس کو انگریزی اور ہندی زبان میں بھی منتقل کیا گیا۔

سید العلماء سید علی نقی نقوی نے جب آپ کے ترجمہ نہج البلاغہ کو دیکھا تو بہت پسند کیا اور فرمایا آپ میں ترجمہ نگاری کا اچھا ملکہ پایا جاتا ہے لہذا صحیفہ سجادیہ کا ترجمہ بھی کر دیجئے۔ جیسا

کہ آپ پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

''ترجمہ نہج البلاغہ کی تکمیل کے بعد کسی اور کتاب کے ترجمے کا تصور تو ذہن میں تھا ہی کہ جناب سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی صاحب قبلہ کے لاہور تشریف فرما ہونے پر مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو انھوں نے فرمایا کہ اب صحیفۂ کاملہ کا بھی ترجمہ کر ڈالئے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی تو حسب ارشاد اس کام کو بھی انجام دوں گا چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد صحیفہ کے ترجمہ کی ابتدا کر دی مگر اس خیال سے کہ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے اور وہ بھی دعاؤں کی جس میں نہ پیچیدہ مباحث ہیں نہ الجھے ہوئے مطالب بلکہ صاف سادہ تحریر اور نکھری سنوری ہوئی عبارت ہے جس کا ترجمہ زیادہ سے زیادہ دو چار مہینوں میں ختم ہو جائے گا اس کے ساتھ اصول کافی کا ترجمہ بھی شروع کر دیا اور یہ چاہا کہ ان دونوں کتابوں کا سلسلہ ایک ساتھ جاری رہے مگر میری بے بضاعتی و کوتاہ قلمی نے چند گام سے زیادہ نہ چلنے دیا اور آخر اصول کافی کے کچھ اجزاء کا ترجمہ کرنے کے بعد اسے دوسرے موقع کے لئے چھوڑ دیا اور ہمہ تن صحیفہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اس وقت یہ بات بھی منکشف ہو کر سامنے آ گئی کہ جسے دو چار مہینوں کا کام سمجھا تھا وہ دو چار مہینوں کا کام نہ تھا کیونکہ ایک دن میں دو چار صفحوں سے زیادہ نہ لکھ پاتا تھا لیکن اس سست رفتاری سے میں شکستہ خاطر و دل برداشتہ نہ ہوا اور بایں خیال کہ ''قطرہ قطرہ بہم شود دریا'' اس کام کا سلسلہ اپنے دوسرے مشاغل کے ساتھ جاری رکھا اور کم و بیش ایک سال کے عرصہ میں اس سے فراغت ہو گئی''۔

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر دعا کے اختتام پر مختصر الفاظ میں توضیح و تشریح بھی کی گئی ہے جس سے پڑھنے والے کو فہم مطالب میں آسانی ہو جاتی ہے۔ مقدمہ کتاب انتہائی معلوماتی اور پُر مغز ہے۔ صحیفہ کے سلسلے میں سید العلماء سید علی نقی نقوی کے کلمات بھی معلومات کا خزانہ ہیں۔

مفتی جعفر حسین صاحب کی ولادت ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۴ء کو گوجرانوالہ کے علمی و ادبی گھرانے میں ہوئی ابتدائی۔ کتب اپنے نانا حکیم شہاب الدین احمد سے پڑھیں پھر شہر کے دیگر مشہور اطباء سے میزان الطب، طب اکبر اور مفرح القلوب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد ماجد حکیم چراغ دین متدین و متشرع بزرگ تھے۔

۱۹۲۸ء میں آپ لکھنؤ گئے اور جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لے کر سرکار نجم الملت مولانا نجم الحسن، مولانا ظہور حسین، مولانا سید ابوالحسن، مولانا سید سبط حسین جونپوری، مفتی محمد علی، مفتی احمد علی جیسے اساتید علوم سے کسب فیض کیا اور مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' حاصل کی۔ بعدۂ نہائی دروس کیلئے نجف اشرف روانہ ہوئے وہاں آیت اللہ مرزا باقر زنجانی، آیت اللہ سید جواد تبریزی، آیت اللہ شیخ ابراہیم رشتی، آیت اللہ سید علی نوری سے فقہ، اصول، تفسیر، حدیث، عقائد اور کلام کی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ ۱۹۴۰ء میں وطن واپس آئے اور سرکار نجم الملت کے حکم سے مدرسہ باب العلم نوگانواں سادات کے پرنسپل مقرر ہوئے، آپ کی اعلیٰ قابلیت اور حسن انتظام سے مدرسہ نے ترقی کی کچھ عرصہ بعد گوجرانوالہ میں ''مدرسہ جعفریہ'' قائم ہوا تو آپ وہاں تشریف لے گئے، اگست ۱۹۴۹ء میں تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔ دو مرتبہ صدر پاکستان محمد ایوب خاں کے دور میں اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر رہے اور ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کا بھرپور ساتھ دیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے آپ کو اسلامی مشاورتی کونسل کا ممبر نامزد کیا چوں کہ آپ کی نفاذ فقہ جعفریہ کے سلسلے میں آپ کی کوئی بات نہیں مانی جا رہی تھی اس لئے آپ نے

۳۰/ اپریل ۱۹۷۹ء میں استعفیٰ دے دیا۔ آپ کی فعاّل اور بھاری بھرکم علمی شخصیت کو دیکھتے ہوئے اسی سال بھکّر کنونشن میں ''قائد ملت جعفریہ'' چنا گیا۔ جولائی ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد شیعہ کنونشن میں آپ نے قوم کی قیادت کی اور چوبیس گھنٹے سے زیادہ سیکٹریٹ اسلام آباد کا گھیراؤ کیا اور اپنے مطالبات منوائے۔ [۱]

۱۹۷۹ء میں جولی روڈ گوجرانوالہ میں جامعہ جعفریہ کا افتتاح کیا۔ اس طرح آپ نے ایک ذمہ دار اور بابصیرت قائد کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے ۲۹/ اگست ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ کو طلوع آفتاب کے وقت دارفانی سے رحلت کی اور کربلا گامے شاہ میں آسودۂ لحد ہوئے۔ [۲]

صحیفۂ سجادیہ کی پہلی دعا کے ترجمہ کا نمونہ

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ایسا اول ہے جس کے پہلے کوئی اول نہ تھا اور ایسا آخر ہے جس کے بعد کوئی آخر نہ ہوگا۔ وہ خدا جس کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کی آنکھیں عاجز اور جس کی توصیف وثنا سے وصف بیان کرنے والوں کی عقلیں قاصر ہیں۔ اس نے کائنات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اور اپنے منشائے ازلی سے جیسا چاہا انہیں ایجاد کیا۔ پھر انہیں اپنے ارادہ کے راستہ پر چلایا اور اپنی محبت کی راہ پر اُبھارا۔ جن حدود کی طرف انہیں آگے بڑھایا ہے اُن سے پیچھے رہنا اور جن سے پیچھے رکھا ہے اُن سے آگے بڑھنا ان کے قبضہ واختیار سے باہر ہے۔ اسی نے ہر (ذی) روح کے لئے اپنے (پیدا کردہ) رزق میں سے معین ومعلوم روزی مقرر کردی ہے جسے زیادہ دیا ہے اُسے کوئی گھٹانے والا گھٹا نہیں سکتا۔ پھر یہ کہ اُسی نے اس کی زندگی کا ایک وقت مقرر کردیا اور ایک معینہ مدت اس کے لئے ٹھہرا دی۔ جس مدت کی طرف وہ اپنی زندگی کے دنوں سے بڑھتا اور اپنے زمانۂ زیست کے سالوں سے اُس کے نزدیک ہوتا ہے یہاں تک کہ جب

[۱] تذکرہ علماء امامیہ پاکستان۔ ص:۷۲

[۲] شارحین نہج البلاغہ۔ ص:۲۳۸

زندگی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور اپنی عمر کا حساب پورا کر لیتا ہے تو اللہ اُسے اپنے ثواب بے پایاں تک جس کی طرف اُسے بُلایا تھا یا خوفناک عذاب کی جانب جسے بیان کر دیا تھا قبض روح کے بعد پہنچا دیتا ہے تاکہ اپنے عدل کی بنا پر بروں کو اُن کی بداعمالیوں کی سزا اور نیکوکاروں کو اچھا بدلہ دے۔ اس کے نام پاکیزہ ہیں اور اس کی نعمتوں کا سلسلہ لگاتار ہے۔ وہ جو کرتا ہے اس کی پوچھ گچھ اس سے نہیں ہو سکتی اور لوگوں سے بہرحال بازپُرس ہوگی۔

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے کہ اگر وہ اپنے بندوں کو حمد وشکر کی معرفت سے محروم رکھتا اُن پیہم عطیوں پر جو اُس نے دیئے ہیں اور اُن پے در پے نعمتوں پر جو اُس نے فراوانی سے بخشی ہیں تو وہ اس کی نعمتوں میں تصرف تو کرتے مگر اُس کی حمد نہ کرتے۔ اور اس کے رزق میں فارغ البالی سے بسر تو کرتے مگر اُس کا شکر بجانہ لاتے۔ اور ایسے ہوتے تو انسانیت کی حدوں سے نکل کر چوپایوں کی حد میں آجاتے، اور اُس توصیف کے مصداق ہوتے جو اس نے اپنی محکم کتاب میں کی ہے کہ وہ تو بس چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ راہ راست سے بھٹکے ہوئے۔ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اُس نے اپنی ذات کو ہمیں پہچنوایا اور حمد وشکر کا طریقہ سمجھایا اور اپنی پروردگاری پر علم واطلاع کے دروازے ہمارے لئے کھول دیئے اور توحید میں تنزیہ واخلاص کی طرف ہماری رہنمائی کی اور اپنے معاملہ میں شرک وکجروی سے ہمیں بچایا۔ ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اُس کی مخلوقات میں سے حمد گزاروں میں زندگی بسر کریں اور اس کی خوشنودی و بخشش کی طرف بڑھنے والوں سے سبقت لیجائیں ایسی حمد جس کی بدولت ہمارے لئے برزخ کی تاریکیاں چھٹ جائیں اور جو ہمارے لئے قیامت کی راہوں کو آسان کردے اور حشر کے مجمعِ عام میں ہماری قدر ومنزلت کو بلند کردے جس دن ہر ایک کو اُس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا اور اُن پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ ایسی حمد جو ایک لکھی ہوئی کتاب میں ہے جس کی مقرب فرشتے نگہداشت کرتے ہیں

ہماری طرف سے بہشت بریں کے بلند ترین درجات تک بلند ہو۔ ایسی حمد جس سے ہماری آنکھوں میں ٹھنڈک آئے جب کہ تمام آنکھیں حیرت و دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اور ہمارے چہرے روشن و درخشاں ہوں جب کہ تمام چہرے سیاہ ہوں گے۔ ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اللہ کی بھڑکائی ہوئی اذیت دہ آگ سے آزادی پا کر اس کے جوارِ رحمت میں آ جائیں۔ ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اس کے مقرب فرشتوں کے ساتھ شانہ بشانہ بڑھتے ہوئے ٹکرائیں اور اس منزل جاوید و مقامِ عزت و رفعت میں جسے تغیر و زوال نہیں اس کے فرستادہ پیغمبروں کے ساتھ یکجا ہوں۔ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے خلقت و آفرینش کی تمام خوبیاں ہمارے لئے منتخب کیں اور پاک و پاکیزہ رزق کا سلسلہ ہمارے لئے جاری کیا اور ہمیں غلبہ و تسلط دے کر تمام مخلوقات پر برتری عطا کی چنانچہ تمام کائنات اس کی قدرت سے ہمارے زیر فرمان اور اس کی قوت و سربلندی کی بدولت ہماری اطاعت پر آمادہ ہے۔ تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے سوا طلب و حاجت کا ہر دروازہ ہمارے لئے بند کر دیا تو ہم (اس حاجت و احتیاج کے ہوتے ہوئے) کیسے اُس کی حمد سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں اور کب اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ نہیں! کسی وقت بھی اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے (جسموں میں) پھیلنے والے اعصاب اور سمٹنے والے عضلات ترتیب دیئے اور زندگی کی آسائشوں سے بہرہ مند کیا اور کار و کسب کے اعضاء ہمارے اندر ودیعت فرمائے اور پاک و پاکیزہ روزی سے ہماری پرورش کی اور اپنے فضل و کرم کے ذریعہ ہمیں بے نیاز کر دیا اور اپنے لطف و احسان سے ہمیں (نعمتوں کا) سرمایہ بخشا۔ پھر اس نے اپنے اوامر کی پیروی کا حکم دیا تاکہ فرمانبرداری میں ہم کو آزمائے اور نواہی کے ارتکاب سے منع کیا تاکہ ہمارے شکر کو جانچے مگر ہم نے اس کے حکم کی راہ سے انحراف کیا اور نواہی کے مرکب پر سوار ہو لئے۔ پھر بھی اس نے عذاب میں جلدی نہیں کی، اور سزا دینے میں تعجیل سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے کرم و رحمت سے ہمارے ساتھ

نرمی کا برتاؤ کیا اور حلم و رافت سے ہمارے باز آ جانے کا منتظر رہا۔ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں توبہ کی راہ بتائی کہ جسے ہم نے صرف اس کے فضل و کرم کی بدولت حاصل کیا ہے۔ تو اگر ہم اس کی بخششوں میں سے اس توبہ کے سوا اور کوئی نعمت شمار میں نہ لائیں تو یہی توبہ ہمارے حق میں اس کا عمدہ انعام، بڑا احسان اور عظیم فضل ہے اس لئے کہ ہم سے پہلے لوگوں کے لئے توبہ کے بارے میں اس کا یہ رویہ نہ تھا۔ اس نے تو جس چیز کے برداشت کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے وہ ہم سے ہٹا لی اور ہماری طاقت سے بڑھ کر ہم پر ذمہ داری عائد نہیں کی اور صرف سہل و آسان چیزوں کی ہمیں تکلیف دی ہے اور ہم میں سے کسی ایک کے لئے حیل و حجت کی گنجائش نہیں رہنے دی۔ لہذا وہی تباہ ہونے والا ہے جو اس کی منشاء کے خلاف اپنی تباہی کا سامان کرے، اور وہی خوش نصیب ہے جو اس کی طرف توجہ و رغبت کرے۔

دیگر آثار علمی

ترجمۂ نہج البلاغہ

سیرت امیر المومنینؑ

دیوان امیر المومنین کا منظوم ترجمہ

سید علی رضوی، لکھنوی (۱۴۰۶ھ)

مولانا سید علی رضوی کی ولادت لکھنؤ کے علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ باقر العلوم مولانا سید محمد باقر طاب ثراہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۲۵ھ/ ۲۰ رمئی ۱۹۰۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی ابتدائی تعلیم گھر کے علمی ماحول میں ہوئی اس کے بعد معروف درس گاہ سلطان المدارس میں داخلہ لیا جہاں جید علمائے کرام سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ سلطان المدارس میں دروس مکمل کرنے کے بعد عازم عراق ہوئے اور حوزۂ علمیہ نجف اشرف میں اس دور کے جید اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا، اس علمی اور روحانی درسگاہ سے دامن کو بھر کر ہندوستان تشریف لائے اور خاندان کی علمی عظمت میں چار چاند لگائے اور سلطان المدارس میں بحیثیت استاد مستقر ہوئے۔

آپ کو فقہ واصول کے علاوہ عربی ادب سے خاصا لگاؤ تھا حماسہ اور متنبّی کے اشعار برمحل استعمال کرتے تھے۔

برادر بزرگ مولانا سید محمد طاب ثراہ کی وفات کے بعد آپ سلطان المدارس کے پرنسپل منتخب ہوئے، ۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۵ء پرنسپل رہے، آپ طلاب سے بے حد محبت کرتے تھے اور ان کے مسائل حل کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔

آپ کے علمی آثار میں دعائے سمات کا ترجمہ اور صحیفہ کاملہ کا ترجمہ شامل ہے جو کافی مقبول ہوا۔

وفات

آپ نے ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ/ ۲۵ ردسمبر ۱۹۸۵ء کو صبح کے وقت رحلت فرمائی اور حسینیۂ غفرانمآب میں سپرد لحد کئے گئے۔

راقم کو آپ سے نیاز حاصل تھا نماز جنازہ میں بھی شرکت کی تھی۔

صحیفۂ کاملہ

آپ نے صحیفہ کو اردو زبان میں منتقل کیا یہ ترجمہ دوسری بار فروری ۱۹۹۷ء میں نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ترجمہ سادہ اور رواں ہے۔ جناب حیدر عباس صاحب کا پیش لفظ مندرج ہے۔ مقدمہ میں اسناد صحیفۂ سجادیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

عید اضحیٰ اور جمعہ کے دن آپؑ کی دعا کے ترجمہ کا نمونہ: پروردگار! یہ آج کا دن وہ ہے جو بابرکت جس میں مسلمان زمین کے مختلف مقامات پر جمع ہیں اور ہر ایک جو تجھ سے سوال و حاجت رکھتا ہے اور جو تیرا طلب گار تجھ سے خواہش والتجا رکھنے اور تجھ سے ڈرنے والا ہے وہ (مسجد میں) حاضر ہے، اور تو وہ ہے جو اُن کے مقاصد ومطالب پر نگاہ رکھنے والا ہے پس میں تیرے جود وکرم اور جو کچھ تجھ سے طلب کیا ہے تیرے لئے اس کی آسانی کے سبب یہ سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور اُن کی آل، پر رحمت نازل فرما، اور اے معبود اور ہم سب کے پالنے والے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں اس لئے کہ بادشاہی اور سلطنت تیرے ہی لئے ہے ستائش وتعریف بھی تیرے ہی لئے ہے اور کوئی معبود برحق نہیں ہے مگر تو ہی تو ہی بردباری کرنے والا، احسان کرنے والا، اور تو ہی صاحب جلال تعظیم، اور تو ہی آسمانوں وزمینوں کا ایجاد کرنے والا، کہ اگر تو ایمان

لانے والے بندوں کے درمیان نیکی ، انھیں بلاؤں سے سلامتی ، برکت و ہدایت ، یا موافق
طاعت عمل، یا اس نیکی کے ذریعہ کہ جس سے تو اُن پر احسان فرما اور ان سب باتوں کے سبب تو
انھیں اپنی طرف رہنمائی فرما، یا اپنے نزدیک ان کے مرتبہ کو بلند کرنے ، یا دنیا وآخرت کی خوبیوں
میں سے اُنھیں کوئی نیکی و بھلائی دینا چاہے، تو ان عنایات و احسانات میں میرا حصہ بھی زیادہ قرار
دے اے پروردگار! اس لئے ملک و سلطنت و ثنا و حمد تیرے لئے ہے اور کوئی معبود برحق سوائے
تیرے نہیں ہے میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ پر جو تیرے بندۂ خاص و رسول ، تیرے
حبیب ، جملہ مخلوقات میں تیرے برگزیدہ اور منتخب ہیں رحمت نازل فرما، اور محمدؐ کی آلؑ پر بھی جو نیکو
کار و پاکیزہ و بہترین خلق ہیں ایسی رحمت نازل کر جس کے شمار پر تیرے سوا کسی کو قدرت نہ ہو، اور
یہ (چاہتا ہوں) کہ مجھے اُن نیک لوگوں میں جنھوں نے (اے تمام عالموں کے پالنے والے)
تجھ سے کوئی دعا مانگی ہے شامل فرما دے اور یہ کہ تو ہمیں اور ان سب کو بخش دے اس لئے کہ تو ہر
چیز پر قادر ہے، بارالٰہا! میں تو خاص تیری ہی طرف اپنی حاجت لایا ہوں، اور میں نے تیری ہی
بارگاہ میں اپنی فقیری و محتاجی اور اُس سے بھی زیادہ اپنی زبوں حالی کو پیش کر دیا ہے، اور تیری معافی
و رحمت پر اپنے عمل سے زیادہ مجھے بھروسہ ہے، اور بے شک تیرا دامن رحمت میرے گناہوں سے
کہیں زیادہ وسیع ہے پس محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر رحمت نازل فرما، اور میری جو حاجتیں ہیں اُنھیں تو
ہی بر لا اس لئے کہ تو ان پر قدرت رکھتا ہے، اور وہ تیرے نزدیک سہل و آسان ہیں، اور اس لئے
کہ زمانۂ گذشتہ کے مختلف حالات میں جب کبھی مجھے کوئی نیکی ملی ہے تو وہ تیرے ہی طرف سے، یا
جب کوئی بے چینی مجھ سے دور ہوئی تو وہ تو ہی نے دور فرمائی ہے، اور میں اپنے آخرت و دنیا کے
کاموں میں تیرے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا، پروردگار! جو کوئی کسی مخلوق کے پاس بخشش و عطا
اس کی نیکی و صلہ و انعام کی اُمید پر مہیا و آمادہ تیار و مستعد ہوا ہو (تو مجھے اُس سے غرض نہیں) اس
لئے کہ اے میرے مولا! میری تیاری و آمادگی میرا مہیا ہونا اور مستعدی آج کے دن تیری بخشش و

عطا تیرے صلہ و انعام کی طلب و امید کے لئے ہے۔ بارالٰہا! محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر رحمت نازل فرما،
اور مجھے میری امیدوں میں ناکام نہ کر، اے وہ ذات جسے سائلوں کا سوال اذیت نہیں پہنچاتا، جسے
سائلوں کو دینا اس کے خزانے کو گھٹاتا نہیں، اس لئے کہ یقیناً نہ تو میں اپنے کسی شائستہ کردار پر جسے
بجا لایا ہوں اس پر اور نہ کسی مخلوق کی ایسی سفارش و شفاعت پر کہ جس کی میں نے اُمید کی ہو اعتماد
کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں آیا ہوں، میں تو بس محمدؐ اور ان کے اہلبیت کی کہ ان پر اور ان کے
اہلبیتؑ پر تیرا اسلام ہو شفاعت کا امیدوار ہوں اور میں تو اپنے گناہوں اور اپنے ہی نفس پر برائی
کرنے کا اقرار کرتے ہوئے تیرے پاس حاضر ہوا ہوں، اور ایسے حال میں ہوں کہ میں تیری اس
عظیم بخشش و معافی کا جس کے ذریعہ تو نے خطا کاروں کو بخش دیا اُمیدوار بھی ہوں، پھر یہ کہ ایک
عرصۂ دراز تک گناہوں پر اُن کی پابندیوں نے تجھے رحمت و بخشش سے روکا بھی نہیں، پس اے وہ
ذات کہ جس کا دامن رحمت وسیع و عام جس کی معافی جلیل و عظیم ہے۔ اے عظمت والے! اے
کرم والے! اے کرم والے! محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر رحمت نازل فرما۔ اور اپنی رحمت سے مجھ پر دوبارہ
رحم فرما، اور اپنی مہربانی کے ذریعہ مجھ پر ترس کھا، اور گناہوں کے باب میں مغفرت کے ذریعہ مجھ
پر زیادتی و فضل و کرم فرما، خدایا یقیناً نماز جمعہ کی معنوی منزل اور جگہ وہ ہے جو تیری طرف سے
تیرے جانشینوں، تیری عنایت سے تیرے برگزیدہ، اور تیرے تبلیغ احکام پر تیرے امانتداروں کی
اُن مخصوص بلند مرتبہ و ریاست عامہ کی بلندیوں میں سے ہے کہ جس کے ساتھ تو نے اُنھیں ممتاز
فرمایا تھا اُسے (بنی امیہ نے) زبردستی چھین لیا... کہ تو ہی نے ان کی اس جگہ کے چھن جانے کو ازل
سے مقدر فرمایا تھا، تیرے فیصلہ و حکم پر نہ تو غلبہ اور نہ تیری لازمی و حتمی تدبیر سے جیسی بھی تو تدبیر
کرے اور جس وقت کرنا چاہے سر مو تجاوز ہو سکتا ہے (اگر چہ بظاہر یہ بات کچھ اچھی نہیں معلوم
ہوتی) مگر نہ تو تیرے مخلوقات کے باب میں اس حکمت و مصلحت کے متعلق جسے تو زیادہ جانتا ہے
اور نہ تیرے ارادہ و مشیت کی نسبت تجھ پر گمان خطر ہو سکتا ہے یہاں تک کہ یہ ہوا کہ تیرے برگزیدہ

ومنتخب اور تیرے جانشین مغلوب ومقہور ہو گئے، ان کے مرتبے وحق (بظاہر) اُن سے چھین لئے گئے وہ یہ دیکھتے رہے کہ تیرے احکام بدل گئے، کتاب (قرآن مجید) پر عمل چھوڑ دیا گیا، تیرے واجبات وفرائض میں عظیم تغیر وتبدل کر دیا گیا اور تیرے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل ترک کر دیا گیا۔ پروردگار! (ان خلفاء وبرگزیدہ گروہ کے) دشمنوں پر خواہ وہ گزرے ہوں یا آنے والے ہوں لعنت فرما، اور ہر اُس شخص پر جوان دشمنوں کے کردار سے راضی وخوشنود ہو اور جوان کی پیروی کرنے والے ہوں، ان کی متابعت کرنے والے ہوں لعنت فرما پروردگار! محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر رحمت نازل فرما، بے شک تو ہی قابل تعریف، بزرگی والا ہے، جیسی رحمتیں، برکتیں اور سلام تو نے اپنے منتخب انبیاء میں سے ابراہیمؑ اور اُن کی آلؑ پر نازل کی ہیں اور امام عصرؑ کو ظاہر فرما کے انھیں غم والم سے بہت جلد نجات وراحت اور کلمۂ حق کے سر بلند کرنے اور انھیں قوت وطاقت دے کر مدد وتائید فرما۔ پروردگار! اور مجھے اعتقاد توحید رکھنے والوں، تجھ پر ایمان رکھنے والوں، تیرے رسول وائمہ کی تصدیق ویقین رکھنے والوں میں جن کی اطاعت وپیروی کو تو نے واجب قرار دیا ہے...الخ۔

قائم رضا، نسیم، امروہوی (۱۴۰۷ھ)

مولانا قائم رضا صاحب کا شماران ارباب علم وادب میں ہیں جنھوں نے ادب کے ساتھ مذہب کی اعلیٰ پیمانے پر خدمت انجام دی، مذہبی دنیا میں تیسویں پارے کی تفسیر اور تفسیر اصفی کے ترجمہ کے علاوہ صحیفۂ سجادیہ کا ترجمہ اور حاشیہ آپ کی یادگار ہیں۔

آپ کی ولادت امروہہ کے علمی وادبی خانوادے میں ۲۷ر رجب ۱۳۲۶ھ/۲۴/اگست ۱۹۰۸ء دوشنبہ بوقت اذان صبح امروہہ میں ہوئی۔ کمسنی میں والد ماجد جناب برجیس حسین کا سایۂ شفقت اُٹھا اس کے بعد دادا فرزدق ھند جواد حسین شمیم امروہوی کے سایہ عاطفت سے محروم ہوئے۔ ایسے حالات میں تعلیم وتربیت صحیح طرح ممکن نہ تھی لیکن قدرت کا انتظام کہ ایک ایسی مہربان ماں کی آغوش ملی جس میں پرورش پا کر نہ صرف زیور شرافت وانسانیت سے آراستہ ہوئے بلکہ جذبہ علم دین وادب سے بھی سرشار ہوئے۔

قرآن اور ابتدائی تعلیم کا آغاز بروز عید غدیر ۱۸رذی الحجہ ۱۳۲۹، ۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوا پھر آپ علمی مراحل کو خود طے کرتے چلے گئے۔ عربی فارسی بورڈ اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی کامل، عالم فاضل ادب وفقہ اور نور المدارس امروہہ کی آخری سند نور الافاضل حاصل کی۔ لکھنؤ، رامپور، میرٹھ، کراچی، خیر پور میں زیادہ قیام رہا۔ ایک مدت تک نور المدارس امروہہ میں درس وتدریس

میں مشغول رہے۔اس کے علاوہ مدرسہ باب العلم نوگاواں سادات کے صدر مدرس اور منصبیہ عربی کالج میرٹھ میں مدرس، جوبلی انٹر کالج لکھنؤ میں عربی کے معلم، چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ میں ہیڈ مولوی اور پروفیسر انچارج شعبۂ فارسی اورینٹل انٹر کالج رامپور جیسے ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔

۱۵؍مئی ۱۹۵۰ کو پاکستان کی طرف ہجرت کی اور ریاست خیر پور (سندھ) میں قیام کیا۔خیر پور سے سہ روزہ اخبار 'مراد' نکالا اور خود ہی اس کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی۔یہ اخبار ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء تک نصف اردو اور نصف سندھی زبان میں شائع ہوا۔اس کے بعد کراچی چلے گئے اور مرکزی حکومت پاکستان کے قائم کردہ "ترقی اردو بورڈ" کراچی سے وابستہ ہوگئے اور اردو زبان کی بسیط لغت کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی، اس کام کی تکمیل کے بعد حکومت پاکستان کی خواہش پر کلام اقبال کی شرح لکھنے میں مصروف ہوئے۔

رامپور کے قیام کے دوران نواب رضا علی خاں والئی ریاست رامپور سے بھی بسلسلۂ شعر وسخن خاص قرب رہا۔مولانا کو شاعری سے خاص شغف تھا بالخصوص صنف مرثیہ پر مکمل عبور رکھتے تھے۔آپ کو اردو میں جدید مرثیہ کا بانی کہا جاتا ہے۔

آپ پاکیزہ نفس، نیک باطن، پرخلوص بااخلاق و بامروت اور مجسم شرافت تھے۔آپ کی کشادہ پیشانی پر اعلیٰ ظرفی کے آثار اور آپ کے سینے میں انسانیت نواز دل موجود تھا۔ برابر والوں سے گفتگو میں عالمانہ شان اور چھوٹوں کے ساتھ آپ کا شفقت ومحبت کا انداز منفرد تھا۔ آپ کی ذات مذہب وادب کا حسین سنگم تھی۔لکھنے پڑھنے کا شوق فطرت میں رچا بسا تھا۔قرآن شناسی میں کافی مہارت تھی۔

ترجمۂ صحیفۂ کاملہ یعنی زبور آل محمد

یہ ترجمہ پہلی بار ۱۹۶۰ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور سے شائع ہوا اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آئے جس سے ترجمہ کی مقبولیت کا انداز ہوتا ہے۔مقدمہ میں صحیفۂ کاملہ کا تاریخی پس منظر اور صحیفہ کاملہ کے تعلیمی وتبلیغی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے اس کے علاوہ مفصلاً حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی سوانح اور آپ کی علمی خدمات بیان کی گئی ہیں۔

ترجمہ کی زبان نہایت صاف ستھری، شستہ وشائستہ اور بامحاورہ استعمال کی گئی ہے نیز پیچیدہ اور الجھی ہوئی ترکیبوں سے گریز کیا گیا ہے۔

عرض ناشر

''صحیفۂ کاملہ یعنی زبور آل محمدؑ سلیس اردو بامحاورہ اردو ترجمہ گرانقدر اور مفید حواشی، سید الساجدین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مفصل اور مستند سوانح حیات اخلاق و عادات اور صفات وکمال پر سیر حاصل تبصرہ، اس عہد کی مذہبی سیاسی، علمی، اخلاقی اور روحانی تاریخ بارگاہ عالی میں امام عالی مقام کی دعاؤں کا مستند اور معتبر قابل اعتنا صحیفہ، حمد وثنا اور دعا کا طریقہ، ہر دعا کا موقع محل، دعا کے تعلیمی وتبلیغی پہلو، زہد وتقویٰ اور علم وعرفان کا سمندر ہے''۔

نمونۂ ترجمۂ صلوات

اے وہ معبود جو اس شخص پر بھی رحم کرتا ہے جس پر بندے رحم نہیں کرتے اور اے وہ جو اسے بھی قبول کرتا ہے جسے شہر قبول نہیں کرتے، اور اے وہ جو ذلیل نہیں سمجھتا، اپنی طرف حاجت لانے والوں کو، اور اے وہ جو اپنے سامنے عاجزی اور گریہ وزاری کرنے والوں کو محروم نہیں کرتا اور اے وہ جو منہ پر نہیں مارتا رد کر کے، ان لوگوں کو جو اس پر ناز کرتے ہیں۔اور اے وہ، جو قبول کر

لیتا ہے حقیر سی اس چیز کو بھی جو اسے تحفے میں دی جائے۔اور ادنیٰ عمل کی بھی جو اس کے لئے کیا جائے جزا دیتا ہے۔اور اے وہ جو تھوڑے عمل کو قبول کرتا اور بڑا صلہ دیتا ہے۔اور اے وہ، جو خود اس کے قریب آ جاتا ہے جو اس کے قریب جائے۔اور اے وہ، جو اپنی طرف پکارتا ہے،اس شخص کو جو اس کے جانب سے منہ نہ پھرائے اور اے وہ جو (اپنی دی ہوئی) نعمت میں تغیر نہیں کرتا اور نہ جلدی کرتا ہے انتقام (گناہ) لینے میں۔اور اے وہ جو نیکی کا پھل دیتا ہے۔تا کہ اسے بڑھائے اور بدی سے درگزر کرتا ہے تا کہ اسے مٹا دے۔امیدیں واپس آ گئیں،بغیر تیرے کرم کی انتہا کے (پائے ہوئے) اپنی حاجتیں پا کر۔اور بھر گئے تیری بخشش کے فیض سے خواہشوں کے ظروف۔ اور بے کار ہو گئیں بغیر تیری صفت تک پہنچے،تعریفیں۔پس تیرے ہی لئے سب سے اعلیٰ بلندی ہے۔جو ہر بلندی سے بالا ہے اور (تیرے ہی لئے) بزرگ تر جلال ہے جو ہر جلال سے بلند ہے، ہر جلیل القدر تیرے نزدیک چھوٹا ہے اور ہر صاحب شرف تیرے شرف کے سامنے حقیر ہے۔محروم رہے وہ لوگ جو گئے تیرے غیر کے پاس۔اور ناکام ہو گئے تیرے سوا کسی کے پاس جانے والے اور برباد ہو گئے تیرے غیر کا قصد کرنے والے۔اور تلاش رزق میں نکلنے والے،مہمان بنائے جانے سے محروم رہے سوائے ان کے جنھوں نے تیرے فضل سے روزی مانگی۔تیرا دروازہ مائل ہونے والوں کے لئے کھلا ہے۔اور تیری بخشش سوال کرنے والوں کے لئے حلال ہے۔اور تیری فریاد رسی،فریاد کرنے والوں سے قریب ہے۔تجھ سے امید کرنے والے محروم نہیں ہوتے اور تیرے پاس آنے والے تیری عطا سے مایوس نہیں ہوتے اور مغفرت چاہنے والے تیری سزا (یا انتقام) سے بد بخت نہیں ہوتے۔تیرا رزق جاری ہے اس شخص کے لئے (بھی) جو تجھ سے عداوت رکھے۔تیری عادت احسان کرنا ہے بدکاروں کے ساتھ (بھی) اور تیرا اصول سرکشوں پر مہربانی کرنا ہے۔یہاں تک کہ مغرور کر دیتا ہے ان کو تیرا ڈھیل دینا واپس آنے سے۔اور روک دیتا ہے ان کو تیرا مہلت دینا ترکِ گناہ سے۔حالانکہ تو نے ان کے ساتھ صرف اس لئے دیر کی تھی

کہ وہ تیرے حکم کی طرف لوٹ کر آ جائیں۔اور مہلت دی تھی تو نے ان کو اپنی حکومت کے ہمیشہ باقی رہنے پر اعتماد رکھنے کی وجہ سے پس جو شخص نیک بخت تھا اس نے اس (نیک بختی) کو لازم کر دیا اور جو شخص بد قسمتوں میں سے تھا اس کو اس کی بد بختی کی وجہ سے رسوا کر دیا۔وہ سب کے سب تیرے حکم کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔اور ان کے معاملات تیرے احکام کی طرف لوٹنے والے ہیں۔نہیں کمزور ہوگی ان کی مدت طویل ہونے سے تیری سلطنت۔اور نہیں باطل ہوگی ان کے ساتھ جلدی نہ کرنے سے تیری روشن دلیل۔تیری دلیل قائم ہے جو باطل نہیں کی جا سکتی۔اور تیری سلطنت مستحکم ہے جو زائل نہیں ہو سکتی۔پس دوامی حسرت و افسوس ہے اس شخص پر جو تجھ سے برگشتہ ہوا اور ذلیل کرنے والی ناکامی ہے اس شخص کے لئے جو تیری بارگاہ سے محروم ہو۔اور سخت ترین بد بختی ہے اس شخص کے لئے جو تیرے مقابل غرور کرے۔کتنا زیادہ مبتلا رہے گا وہ شخص تیرے عذاب میں! اور کتنی طویل گردش کرتا رہے گا وہ تیرے عقاب میں! اور کس قدر دور ہوگی اس کی حد،کشائش (اور خوشی) سے! اور کس قدر ناامید ہوگا وہ بہ سہولت نجات پانے سے! (یہ سب) تیرے منصفانہ حکم سے ہوگا جس میں تو کبھی ظلم نہیں کرتا۔اور تیرے مبنی بر انصاف فیصلہ سے ہوگا جس میں تو کبھی زیادتی نہیں کرتا۔پس یقیناً تو نے حجتوں کو ظاہر کر دیا ہے اور عذروں کو جانچ لیا ہے اور پہلے ہی سے عذاب سے ڈرا دیا ہے۔اور نیکیوں کی طرف راغب کرنے میں مہربانی کی گفتگو کر لی ہے اور مثالیں دے دی ہیں اور طولانی مہلت عطا کر دی ہے اور تاخیر کی ہے۔حالانکہ تو جلدی (عذاب کرنے) میں پوری قدرت رکھتا ہے۔اور تامل کیا ہے حالانکہ تو قادر ہے ہاتھ کے ہاتھ سزا دینے پر۔تیرا ڈھیل دینا عاجز ہونے کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ تیری تاخیر سستی کی بنا پر ہے اور نہ تیرا روکنا (عذاب کو) غفلت کے باعث ہے اور نہ تیرا مہلت دینا مدارات کی بنا پر ہے بلکہ اس لئے ہے کہ تیری حجت تمام ہو جائے اور تیرا کرم مکمل ہو جائے اور تیرا احسان پورا پورا ہو جائے اور تیری نعمت کامل ہو جائے یہ تمام باتیں ہوئیں اور تو بدستور موجود رہا اور وہ (باتیں) ہوتی رہیں گی اور

تو بدستور موجود رہے گا۔ تیری حجت اس سے بالاتر ہے کہ مکمل طور پر بیان ہو سکے اور تیری بزرگی اس سے بلند ہے کہ اس کی حقیقت بیان کی جا سکے اور تیری نعمت اس سے زیادہ ہے کہ کل کی کل شمار کی جائے اور تیرا احسان اس سے بیشتر ہے کہ تیرا شکر کیا جائے اس کے کم سے کم جزو پر (بھی) اور بے شک قاصر کر دیا ہے مجھ کو سکوت نے تیری حمد سے اور خاموش کر دیا مجھ کو رکاوٹ نے تیری بزرگی بیان کرنے سے اور میری انتہائی کوشش یہ ہے کہ درماندہ ہونے کا اقرار کروں خوشی اور رغبت سے نہیں۔ بلکہ عاجز ہو جانے کی وجہ سے۔

پس اب میں اس وقت تیری بارگاہ میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اچھی بخشش کا۔ پس رحمت نازل کر تو محمدؐ پر اور ان کی اولادؑ پر۔ اور میرے دل کی بات سن۔ اور قبول کر میری دعا کو اور میرے آج کے دن کو ناامیدی پر ختم نہ کر۔ اور میرا سوال میرے منہ پر مار کر رد نہ فرما۔ اور اپنے پاس سے میرا واپس جانا اور (پھر) اپنی جانب میری بازگشت کو مکرر کر۔ بیشک تجھے کوئی تنگی لاحق نہیں ہوتی اس بات میں جس کا تو ارادہ کرے۔ اور نہ تو اس چیز (کے دینے) سے عاجز ہے جس کا تجھ سے سوال کیا جائے۔ اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور نہیں ہے کوئی طاقت اور نہ کوئی قوت مگر اللہ ہی کی طرف سے جو بلند مرتبہ ہے اور بزرگ ہے۔

۱۔ ترجمہ وحاشیہ تفسیر اصفیٰ

یہ تفسیر ملا فیض کاشانی کی تفسیر صافی کا خلاصہ ہے۔ جسے مولانا نے اردو کے قالب میں ڈھالا۔ نور المدارس امروہہ سے اس کی اشاعت ہوئی اس کا قلمی نسخہ مولانا اعجاز حسن صاحب امروہوی کے کتب خانہ سے حاصل کر کے اس پر حاشیہ لکھا اور ترجمہ کیا۔ ترجمہ کی زبان صاف ستھری اور شستہ ہے۔

۲۔ ترجمہ پارہ عم یتساءلون:

تیسویں پارہ کا اردو اور سندھی زبان میں ترجمہ کیا جو مہربان بک سینٹر خیرپور سے شائع ہوا جسے بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔[۱]

دیگر تالیفات:

- ترجمہ توضیح المسائل آقائی خوئی
- تسبیح فاطمہؑ (منظوم)
- مومن آل ابراھیم (منظوم)
- دعائے فاطمہؑ (منظوم)
- فرھنگ اقبال
- مراثی نسیم، ۳ جلد
- ترجمہ مناسک حج
- دینیات کی کتاب، ۵ حصے
- مرثیۂ جوش
- رئیس اللغات
- نسیم اللغات
- نسیم اردو
- روح انقلاب (منظوم)
- اردو ادب

۱۔ ارمغان نسیم

برق و باراں (منظوم)

نثر اردو

قِران السعدین

نظم اردو

تسہیل القواعد، ۴ حصے

تاریخ خیر پور

رموز غیب

مرقع غم

الصرف

رثائے محسن الحکیم

النحو

گلزار نسیم، ۵ حصے

آپ نے ۱۴۰۷/۱۹۸۷ میں کراچی میں رحلت کی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے۔ [1]

[1] تذکرۂ علماء امروہہ۔ص:۱۳۴، تالیفات شیعہ در شبہ قارہ ھند ص:۲۰۶، تذکرۂ مفسرین امامیہ ص۴۱۴

مرتضیٰ حسین فاضل، لکھنوی (۱۴۰۷ھ)

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل کا شمار چودھویں صدی کے ان برجستہ علماء میں ہوتا ہے جن کے آثار علمی ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں۔ آپ نے ہر موضوع پر لکھا اور خوب لکھا۔ ترجمہ کے میدان میں بھی آپ صف اول میں نظر آتے ہیں۔ آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے دعاؤں کے صحیفہ کو اردو پیکر عطا کیا۔

آپ کے والد مولانا سید سردار حسین نقوی عرف قاسم آغا اپنے عہد کے باوقار علمی بزرگ تھے۔ گھر میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عابدیہ کٹرہ ابوتراب خاں میں تعلیمی سلسلہ کو آگے بڑھایا، بعدۂ سلطان المدارس میں تعلیمی مراحل بڑی ذہانت اور تیز رفتاری سے طے کیئے اور مدرسہ کی آخری سند "صدر الافاضل" حاصل کی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی علمی تشنگی نہیں بجھی اور مدرسۂ ناظمیہ میں داخلہ لیا اور جید اساتذہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کر کے مدرسۂ ناظمیہ کی آخری سند "ممتاز الافاضل" بھی حاصل کی۔

اس کے علاوہ شیعہ عربی کالج سے عماد الادب، عماد الکلام، لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب، پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل، منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ دینی تعلیم کے مراحل طے کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ادب، تاریخ و ثقافت پر بھی کام کرتے رہے اور جدید تعلیمی

اداروں سے مربوط رہے۔ بہت سے تحقیقی کام انجام دینے کے بعد عراق کا قصد کیا اور نجف اشرف میں حصول علم میں منہمک ہوئے۔ اس عظیم علمی مرکز میں مختصر سے قیام کے باوجود وہاں کے اکابر سے جو علمی مباحثے اور مذاکرے کئے اس کے سبب اکابرین علماء نے آپ کے علمی مقام اور تحقیقی کاوشوں کو سراہا اور اہم علمی سند ''اجازۂ روایت حدیث سے سرفراز کیا جس کی بنا پر ''شیخ الحدیث'' کے لقب سے ملقب ہوئے اجازہ دینے والے علماء میں آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی، آیۃ اللہ شیخ محمد رضا طبسی، آیۃ اللہ سید مروج جزائری آقا بزرگ تہرانی، آیۃ اللہ سید محمد حسن لکھنوی کربلائی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے صدر اسلام کے جغرافیائی مسائل و معاملات، سیرت، حدیث، تفسیر اور فقہ کے موضوعات پر اہم تحقیقی کام انجام دینے کی خاطر مختلف ممالک کے سفر کیئے۔ عراق، شام، کویت، ایران، امریکہ، بنگلا دیش کی اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور وہاں کے کتب خانوں کے دورے کر کے اسلامی و شیعی ثقافت کا احیاء کیا۔

آپ نے مذہب اور ادب کی یکساں طور پر خدمات انجام دیں۔ سماجی اور سیاسی خدمات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ انتہائی خلیق، ملنسار، منکسر المزاج، غرباء پرور، پابند وقت اور درد دل رکھنے والے عظیم انسان تھے۔ آپ نے زندگی بھر قلم سے جہاد کیا۔

ترجمۂ صحیفۂ کاملہ

یہ ترجمہ ۱۹۶۲ء میں مکتبہ امامیہ و ادارۂ علوم آل محمدؑ لاہور سے شائع ہوا۔ ترجمہ کی زبان نہایت سلیس و شستہ ہے۔ عربی متن کے روبرو ترجمہ مندرج ہے۔ دعاؤں سے آپ کو خاص لگاؤ تھا اس کے علاوہ متعدد دعاؤں کے ترجمے بھی کئے مثلاً دعائے نور، دعائے امان، دعائے عہد وغیرہ۔

نمونۂ دعائے نور

اے اللہ! اے نور کو نور بنانے والے بیشک تو اپنے ذاتی نور سے منور ہو کر مومنین کے دلوں میں نورانی نور ہے۔ اے نور محض ساری روشنیاں تیرے ہی نور کی چھوٹ کا نتیجہ ہیں۔ اے اللہ سب پر قابو رکھنے والے بس تو ہی اپنی خدائی عزت سے معزز ہے اور مخلوقات کو عزت دینے والے ہماری عزتیں تیرے ہی عزت کے صدقہ میں ہیں۔ اے اللہ! اے بے پناہ بزرگی والے تو اپنی ہی بزرگی سے بزرگ ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اے سب سے بزرگ تر بزرگیاں تیری ہی بزرگی کی وجہ سے ہیں۔ اے اللہ! اے بیحد بخشش کرنے والے بس تو ہی نے صحیح معنوں میں مخلوقات پر بخشش کی ہے اور اے بخشش والے خدا یہ ساری بخشش تیری ہی بخشش کا نتیجہ ہے۔ اے اللہ! اے بڑی عظمت اور بڑائی والے حقیقی عظمت کا تو ہی مالک ہے اور دنیا والوں کی ساری عظمتیں اے بڑی عظمت والے اور تیری عظمت اور بزرگی کے باعث ہیں۔ اے اللہ! اے جاننے والے بس تیرا ہی علم تو عین ذات ہے اور اے (کلیات و جزئیات) کے جاننے والے تمام علماء کے علوم تیری صفت کے ادنیٰ نمونے ہیں۔ اے اللہ! اے پاک پروردگار بیشک تو اپنی پاکیزگی سے پاک ہوا اور ساری پاکیزگیاں تیری صفت قدس کے صدقے میں ہیں۔ اے بہت ہی پاک اے اللہ! اے حسن ذاتی والے تو اپنے ہی صفت ذاتی وصفاتی سے جمیل ہوا اور ساری خوبصورتیاں تیرے ہی تو جمال کا نتیجہ ہیں۔ اے اللہ! اے سلامتی اور نجات دینے والے تو اپنی سلامتی کا مالک ہے اور یہ ساری سلامتیاں تیری ہی صفت سلامتی سے سلامت ہیں۔ اے اللہ! اے گنہگاروں کو سزا دینے والے، سزا دینے میں صبر و تاخیر سے کام لینے والے بس تو ہی صابر ہے اور یہ سارے صبر تیری صفت کا نمونہ ہیں۔ اے صبر کرنے والے اے اللہ! اے ساری مخلوقات کی بادشاہت کے مالک بس تیری ہی دست قدرت میں حقیقتاً عنانِ سلطنت ہے اور ساری سلطنتیں

تیری ہی عطا کی ہوئی ہیں۔اے سب سے بڑی سلطنت کے مالک۔اے اللہ! اے سارے جہان کے پالنے والے بس تو ہی اپنی صفت ربوبیت سے رب ہے اور ساری پرورشیں تیری ہی پروردگاری سے ہیں۔اے اللہ! اے بے پناہ احسان کرنے والے تو ہی احسان کرنے کا سزوار ہے اور تمام (مخلوقات) کے احسانات تیرے ہی احسان کا نتیجہ ہے۔اے اللہ! اے حکمت والے تیرے تمام احکام حکمت سے پُر ہیں اور تیرا ہر کام حکمت سے مستحکم ہے اور ساری حکمتیں تیری حکمت سے ہیں۔اے حکیم مطلق اے اللہ اے تمام تعریفوں کے مستحق تو اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے لائق حمد ہے اور ساری تعریفیں تیری اسی حمد کا صدقہ ہیں۔اے بہت ہی صفتوں والے۔اے اللہ! اے اللہ تو لاشریک ہے۔بس تو ہی اپنی اور صرف اپنی صفت وحدانیت سے ساری مخلوقات پر اکیلا حکومت کرنے والا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سارا اکیلا بن تیری وحدانیت کے سامنے ہیچ ہے۔اے اللہ! اے بالکل اکیلا بس تو ہی اپنی یکتائی میں فرد رہا۔اور مخلوقات کی ساری تنہائیاں تیری ہی یکتائیوں کا نمونہ ہیں۔اے یکتا اے اللہ! اے حلم کرنے والے بس تو ہی اپنے علم سے علیم ہے اور تمام تر نیک مزاجیاں تیرے ہی حلم کی وجہ سے ہیں اے اللہ! اے لامحدود قدرت والے تو اپنی ہی صفت قادریت سے قادر ومختار ہے اور ساری قدرتیں اور خودمختاریاں تیری قدرت کا عطیہ ہیں، اے اللہ! اے ہمیشہ رہنے والے تو، اپنے وصف قدم سے قدیم ہے اور ساری ہمیشگیاں تیری ہی صفت قدامت سے ہیں۔اے اللہ! (اے محمدؐ) کی نبوت کی گواہی دینے والے بس تو اپنی صفتِ شہادت سے گواہ ہے اور ساری گواہیاں تیری دیکھا دیکھی ہیں۔اے شہادت دینے والے اے اللہ! اے رگ گردن سے قریب تر تو اپنی صفت قرب کی وجہ سے قریب ہے اور ساری نزدیکیاں تیری نزدیکی سے ہیں۔اے اللہ! اے ہر حال میں مدد کرنے والے تو اپنے وصفِ نصرت سے مدد کرتا ہے اور ساری مددگاریاں تیری نصرت کا نتیجہ ہیں اے مدد کرنے والے۔اے اللہ! اے پردۂ وحدت میں پوشیدہ رہنے والے، اے گنہگاروں کی خطاؤں کو پردۂ رحمت میں

چھپانے والے تو ذاتی ستاری کی وجہ سے پردہ پوش ہے اور تمام پوشیدگیاں (مثلاً) قائم آل محمدؐ (امام مہدیؑ) کی تیری پردہ پوشی کا نتیجہ ہیں۔اے اللہ! (اے کفار ومنافقین پر غضبناک ہونے والے) تو اپنی جبروتیت سے قہار ہے اور سارے دباؤ اور قہر وغضب تیری ذات ہی کو زیبا ہے۔ اے اللہ! اے ساری مخلوقات کو روزی دینے والے تو اپنی رزاقیت سے روز دینے والا ہے اور ساری روزیاں تیری رزاقی کا نمونہ ہیں اے اللہ! اے پیدا کرنے والے تو تو اپنے ذاتی وصفِ خلاقی سے موجود ہو کر سب کا حقیقی خالق ہے اور ساری خلقتیں پیدا ہونے اور پیدا کرنے میں تیرے حکم کی محتاج ہیں۔اے اللہ! اے تمام مشکلوں اور مصیبتوں کی پیچیدہ گرہوں کو کھول کر فتح نصیب کرنے والے تو ہی صحیح معنوں میں فتاح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلوقات کی ساری فتحیں تیرے ہی دیئے ہوئے ناخنِ تدبیر کا نتیجہ ہیں۔اے اللہ! اے اپنی ذاتی بلندی سے بلند ہونے والے بس تو ہی بلند مرتبہ ہے اور ساری بلندیاں وترقیاں تیری صفت رفعت سے ہیں۔ اے اللہ! اے بے مثل حفاظت کرنے والے تو اپنی ذات حفاظت سے محفوظ ہے اور ساری حفاظتیں تیری یہ حفاظت کے طفیل میں ہیں۔اے اللہ! اے ذاتی کمال کے مالک بس تو اپنے ذات کمال سے صاحب فضل بنا ہے (بیشک ساری مخلوقات کی) فضیلتیں اور کمالات تیرے ہی فضل سے ہیں۔اے اللہ! اے رشتۂ محبت قائم کرنے والے تو نے ہی ملاپ کی تعلیم دی اور یہ سارے ملاپ تیری ہی تعلیم کا نتیجہ اور تیرے ہی وصال کیلئے ہیں اے اللہ! اے ہر کام کرنے والے بس تو ہی کاموں کو بذاتِ خود کرتا ہے اور تمام مخلوقات کے کام تیری ہی وجہ سے ہیں۔اے اللہ! اے بندوں پر احکام کو فرض کرنے والے درحقیقت تجھ ہی کو فرض کرنے کا اختیار ہے اور تمام لوگوں کے فرائض تیرے حکم کے ماتحت ہیں۔اے اللہ! اے چھوٹے بڑے گناہ کے بخشنے والے صرف تو ہی اپنی صفت غفرانیت کی وجہ سے بخشتا ہے۔رہ گئیں بندوں کی بخششیں اور نظراندازیاں وہ تیری بخشش اور درگذر کرنے کے صدقہ میں ہیں...الخ

دیگر آثار علمی

مطلع انوار

اسرار الصلوٰۃ مطبوعہ لاہور

اسلام میں خواتین کا حصہ

آخری تاجدار امت

اوصاف حدیث

انوار الآیات

امام حسینؑ کی تعلیمات

تاریخ تدوین حدیث

تذکرۂ مجید

جہاد حسینی

چہل حدیث

حسینؑ اور غم حسینؑ

حقوق اموات

حیات حکیم

خطیب قرآن

خواتین اور عاشورا

رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ

الحکومۃ الاسلامیہ

سفیر سید الشہدآء

صلح امام حسنؑ

فضائل علیؑ

الفضل الجلی فی حیات محمد قلی

متعہ اور قرآن

مستند دعائیں

صحیفۂ علویہ

ہدیۂ علویہ

ہمارا پیام

مثنوی ابر گہربار

گلستان حکمت

گلدستۂ افکار مثنویات حالی

گلستان ادب

کلیات فیضی

کلیات غالبؔ

کتاب المومن

عود ھندی

شرح غزلیات نظیری

سفرنامۂ حج وزیارات

شرح قصائد عرفی

دستور اخلاق

دروس القواعد

تذکرۂ مولانا باقر العلوم

بیت مقالہ قزوینی

تاریخ عزاداری

تذکرۂ ریاض الفردوس

جناح القواعد

انیس اور مرثیہ

اردو ادب میں شیعوں کا حصہ

آیۃ اللہ خمینیؒ قم سے قم تک

اردو قواعد و انشاء

احوال آتش

اسماء اللہ تعالیٰ

انتخاب ذوق

انتخاب ناسخ

اصول اسلام اور ہم

اسلامی معاشرہ

اقبال کی کہانیاں

شرح انتخاب قصائد خاقانی

تشیع اور رہبری [1]

[1] تالیفات شیعہ۔ ص: ۶۴۳۔

وفات:

علم وادب کا آفتاب ۲۷ رذی الحجہ ۱۴۰۷ھ/ ۲۳ راگست ۱۹۸۷ء، ۹ بجے صبح لاہور میں غروب ہوا اور رہائشی محلّہ کے قبرستان شاہ کمال میں پیوند خاک ہوا۔ [1]

[1] سوانح مرتضیٰ حسین۔ مصنفہ مولانا سید حسین مرتضیٰ، شارحین نہج البلاغہ۔ ص: ۲۷۲

علی نقی نقوی، سید العلماء (۱۴۰۸ھ)

چودھویں صدی کے عظیم فقیہ اور نامور محقق سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی کے آثار علمی ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس پر آپ نے عرق ریزی نہ کی ہو آپ کی تخلیقات کی خوبی یہ ہے کہ وہ عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھکر رقم کی گئی ہیں۔ جس سے قارئین کو بروقت علمی مواد فراہم ہو جاتا ہے۔ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کے موضوع پر رسالہ قلمبند کیا جس کا عنوان ''صحیفۂ سجادیہ کی عظمت'' ہے جو سرفراز پریس لکھنؤ سے ماہ رجب ۱۳۵۷ھ میں منظر عام پر آیا اس میں صحیفۂ سجادیہ کے سلسلے میں علماء مصر کے آراء و نظریات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

تعصب اور تنگ نظری کو جانے دیا جائے اور خوش اعتقادی سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھا جائے، صرف تاریخ اور درایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ امر بالکل حقیقت ثابتہ معلوم ہوگا کہ رسول اللہؐ کی روایات اور آپؐ کی سیرت کے بہت سے خصوصیات اور آپؐ کے ذاتی کمالات کے بہت سے نقوش آپؐ کی تربیت کردہ اولاد اور ذریت طاہرہ کے ساتھ وابستہ تھے اور ضرورت تھی کہ رسول اللہؐ کے بعد کسی رسمی عہدہ اور منصب کی حیثیت سے نہ سہی لیکن شریعت اسلام اور احکام دین نیز اسرار وحدانیت و رسالت کی تعلیمی حیثیت کا جہاں تک تعلق ہے ان حضرات کے اقوال و

افعال کو پوری اہمیت دی جاتی لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ عام مسلمان فرقہ وارانہ تنگ نظری کا اس طرح شکار ہوئے کہ انھوں نے اہلبیت رسولؐ سے اجنبیت اختیار کر لی اور چاہے برائے نام اُن سے عقیدت کا اظہار بھی قائم رکھا ہو لیکن عملی طور پر اُن کے افادات و اقوال سے بالکل کنارہ کشی کر لی اور آل محمدؐ گویا صرف شیعوں کے رسولؐ کے اہلبیتؑ بن گئے۔

عام اسلام کی بہبودی کے لحاظ سے یہ صورت حال نہایت افسوسناک تھی لیکن شکر ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز علم و شریعت مصر آج اپنی علمی ترقیوں کے ساتھ اس جاہلانہ تنگ نظری سے آزاد ہو رہا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے علامہ شیخ محمد عبدہ نے جو ''مفتی دیار مصریہ'' کا درجہ رکھتے تھے ''نہج البلاغہ'' کو جو امیر المومنینؑ کے کلام کا مجموعہ ہے اپنے عالمانہ حواشی اور پرزور مقدمہ کے ساتھ اپنے اہتمام سے مصر میں شایع کرایا جس کے بعد متعدد بار اُس کی اشاعت ہو چکی اور مصر کے علمی و ادبی حلقوں میں اُس کی اہمیت مسلّم ہو گئی ہے۔

اب اس طرف دو برس سے مصر کے بلند پایہ علمی حلقوں میں ''صحیفۂ سجادیہ'' کو ایک عجیب حیرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس ''دولت نہفتہ'' سے مصر کے علماء کو روشناس کرانے کا سہرا آپ کے ملک کی ایک قابل قدر فرد کے سر ہے وہ ڈاکٹر مولوی مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری ہیں جنھوں نے کئی برس مصر کے جامعۂ ازہر کی علمی تحقیقات میں مصروف رہ کر وہاں سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی ہے اور جن سے کم از کم مجھ کو تو بہت خوشگوار علمی و ادبی نیز مذہبی توقعات ہیں جن کے لئے میں اُن کے ہندوستان کی جانب واپس ہونے کا بے چینی کے ساتھ منتظر ہوں۔

موصوف کے پاس اتفاق سے صحیفۂ کاملہ کا ایک نسخہ موجود تھا جس کو انھوں نے علمائے مصر کے سامنے تحفتاً پیش کیا۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یہ جلیل المرتبت کتاب جو کچھ کم تیرہ سو

علی نقی نقوی، سید العلماء (۱۴۰۸ھ)

چودھویں صدی کے عظیم فقیہ اور نامور محقق سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی کے آثار علمی ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس پر آپ نے عرق ریزی نہ کی ہو آپ کی تخلیقات کی خوبی یہ ہے کہ وہ عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھکر رقم کی گئی ہیں۔ جس سے قارئین کو بروقت علمی مواد فراہم ہو جاتا ہے۔ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کے موضوع پر رسالہ قلمبند کیا جس کا عنوان ''صحیفۂ سجادیہ کی عظمت'' ہے جو سرفراز پریس لکھنؤ سے ماہ رجب ۱۳۵۷ھ میں منظر عام پر آیا اس میں صحیفۂ سجادیہ کے سلسلے میں علماء مصر کے آراء و نظریات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

تعصب اور تنگ نظری کو جانے دیا جائے اور خوش اعتقادی سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھا جائے، صرف تاریخ اور درایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ امر بالکل حقیقت ثابتہ معلوم ہوگا کہ رسول اللہؐ کی روایات اور آپؐ کی سیرت کے بہت سے خصوصیات اور آپؐ کے ذاتی کمالات کے بہت سے نقوش آپؐ کی تربیت کردہ اولاد اور ذریت طاہرہ کے ساتھ وابستہ تھے اور ضرورت تھی کہ رسول اللہؐ کے بعد کسی رسمی عہدہ اور منصب کی حیثیت سے نہ سہی لیکن شریعت اسلام اور احکام دین نیز اسرار وحدانیت و رسالت کی تعلیمی حیثیت کا جہاں تک تعلق ہے ان حضرات کے اقوال و

افعال کو پوری اہمیت دی جاتی لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ عام مسلمان فرقہ وارانہ تنگ نظری کا اس طرح شکار ہوئے کہ انھوں نے اہلبیت رسولؐ سے اجنبیت اختیار کر لی اور چاہے برائے نام اُن سے عقیدت کا اظہار بھی قائم رکھا ہو لیکن عملی طور پر اُن کے افادات و اقوال سے بالکل کنارہ کشی کر لی اور آل محمدؐ گویا صرف شیعوں کے رسولؐ کے اہلبیتؑ بن گئے۔

عام اسلام کی بہبودی کے لحاظ سے یہ صورت حال نہایت افسوسناک تھی لیکن شکر ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز علم و شریعت مصر آج اپنی علمی ترقیوں کے ساتھ اس جاہلانہ تنگ نظری سے آزاد ہو رہا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے علامہ شیخ محمد عبدہ نے جو ''مفتی دیار مصریہ'' کا درجہ رکھتے تھے ''نہج البلاغہ'' کو جو امیر المومنینؑ کے کلام کا مجموعہ ہے اپنے عالمانہ حواشی اور پرزور مقدمہ کے ساتھ اپنے اہتمام سے مصر میں شایع کرایا جس کے بعد متعدد بار اُس کی اشاعت ہو چکی اور مصر کے علمی و ادبی حلقوں میں اُس کی اہمیت مسلّم ہوگئی ہے۔

اب اس طرف دو برس سے مصر کے بلند پایہ علمی حلقوں میں ''صحیفۂ سجادیہ'' کو ایک عجیب حیرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس ''دولت نہفتہ'' سے مصر کے علماء کو روشناس کرانے کا سہرا آپ کے ملک کی ایک قابل قدر فرد کے سر ہے وہ ڈاکٹر مولوی مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری ہیں، جنھوں نے کئی برس مصر کے جامعۂ ازہر کی علمی تحقیقات میں مصروف رہ کر وہاں سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی ہے اور جن سے کم از کم مجھ کو تو بہت خوشگوار علمی و ادبی نیز مذہبی توقعات ہیں جن کے لئے میں اُن کے ہندوستان کی جانب واپس ہونے کا بے چینی کے ساتھ منتظر ہوں۔

موصوف کے پاس اتفاق سے صحیفۂ کاملہ کا ایک نسخہ موجود تھا جس کو انھوں نے علمائے مصر کے سامنے تحفتاً پیش کیا۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یہ جلیل المرتبت کتاب جو کچھ کم تیرہ سو

برسوں سے دنیائے اسلام میں موجود ہے اور سیکڑوں کتب خانوں میں محفوظ ہے اور متعدد بار چھپ بھی گئی ہے، مصر میں ایک بالکل نئی چیز سمجھی گئی۔ وہاں کے بڑے بڑے علماء اور پروفیسروں نے اُس پر مبسوط مقالے لکھے اور وہ مصر کے رسالوں میں شائع ہوئے نیز آپ کے ہندوستان کے واحد عربی رسالہ ''الرضوان'' میں بھی درج ہوئے جسے ممکن ہے یہاں قابل لحاظ نہ سمجھا جاتا ہو لیکن مصر، عراق اور شام میں اس وقت وہ مشرق کا واحد علمی رسالہ کہا جاتا ہے۔

آپ کی ولادت ۲۶/رجب ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق خانوادۂ حضرت غفرانمآب سے ہے جسے ''خاندان اجتہاد'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد ممتاز العلماء ابوالحسن صاحب جید عالم دین تھے۔

۱۳۲۷ھ میں والد ماجد کے ساتھ عراق گئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں سطحیات کی تکمیل کی۔ ۱۳۳۲ھ میں جب آپ کی عمر ۹ سال تھی ہندوستان واپس آئے اور والد ماجد سے استفادہ کرتے رہے اور مولانا سید محمد عرف میرن صاحب سے بھی پڑھتے رہے اس کے بعد آپ نے جامعۂ ناظمیہ اور سلطان المدارس کے ایک ساتھ امتحانات دیئے۔ جامعہ ناظمیہ سے ممتاز الافاضل اور سلطان المدارس سے صدر الافاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ اس طرح آپ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب اور سرکار باقر العلوم سید محمد باقر صاحب کے شاگرد رشید رہے۔

۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم عراق ہوئے اور حوزۂ علمیہ نجف اشرف میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور فقہ واصول میں مہارت حاصل کی، آیات عظام نے صریحاً اجتہاد کے اجازے عطا کئے۔

آپ نے نجف اشرف میں سب سے پہلی کتاب وہابیت کے خلاف لکھی جو ''کشف النقاب عن عقائد عبدالوہاب'' کے نام سے شائع ہوئی۔

دوسری کتاب ''اقالۃ العاثر فی اقامۃ الشعائر'' لکھی جس میں عزاداری امام حسینؑ کا جواز ثابت کیا۔ تیسری کتاب ''السیف الماضی علی عقائد الاباضی'' خوارج کی رد میں لکھی۔

رمضان ۱۳۵۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے اور ''امامیہ مشن'' قائم کیا جس سے آپ کی کتب شائع ہوئیں۔

۱۹۳۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی سے وابستہ ہوئے اور ستائیس برس تک طلباء کو فیضیاب کرتے رہے۔

۱۹۵۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے آپ کو شیعہ دینیات کے شعبہ میں بحثیت ریڈر مدعو کیا اور آپ علی گڑھ میں قیام پذیر ہوگئے۔ ۱۹۷۷ء میں لکھنؤ کے کچھ لوگوں نے آپ کے لکھنؤ کے مکان میں آگ لگادی جس میں ہزاروں کتب نذر آتش ہوگئیں۔

آپ زبردست خطیب بھی تھے مختلف ممالک میں مجالس کو خطاب کیا۔ آپ کی تقریر و تحریر یکساں تھی، مجالس میں علمی و تحقیقی مطالب بیان فرماتے تھے۔

آپ نے یکم شوال ۱۴۰۸ھ/ ۱۸/مئی ۱۹۸۸ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور عقب مسجد تحسین علی خاں نزد حسینیہ جنت مآب میں آسودۂ لحد ہوئے۔

دیگر آثار علمی

تفسیر قرآن: یہ تفسیر قرآن سات جلدوں میں کشمیر سے ۱۳۷۵ھ میں اور ادارۂ علمیہ عبدالعزیز روڈ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جلد اول ۱۳/صفر ۱۳۷۵ھ میں مکمل ہوئی۔

مذہب کی ضرورت

مادیت کا علمی جائزہ

مذہب اور عقل

نہج البلاغہ کا استناد

اسلامی عقائد

لارڈ رسل کے ملحدانہ خیالات کی رد

الدین القیم، اسلام کی حکیمانہ زندگی

اصول دین وقرآن

اسلام اور انسانیت

عالمی مشکلات کا حل

اصول وارکان دین

اسلام کا پیغام پسماندہ اقوام کے نام

نظام تمدن اور اسلام

شیعیت کا تعارف

مذہب شیعہ ایک نظر میں

النجعہ فی اثبات الرجعۃ

الرد القرآنیہ علی الکتب المسیحیہ مذہب باب وبھاء

البیت المعمور فی عمارۃ القبور

خلافت وامامت

خدا کا ثبوت

تذکرہ حفاظ شیعہ

ذات وصفات

خدا پرستی اور مادیت کی جنگ

معراج انسانیت

رہنمایان اسلام

تاریخ اسلام

مطلوب کعبہ

مولود کعبہ

مقصود کعبہ

رہبر کامل

ابوالائمہ کی تعلیمات

تاجدار کعبہ

حدیث حوض

سیدۂ عالم

حضرت علیؑ کی شخصیت علم واعتقاد کی منزل میں

السبطان فی موقفیہما

امام حسن مجتبیٰؑ

شہید انسانیت

مجاہدۂ کربلا

موجود حجت [1]

[1] مفسرین امامیہ ص ۴۱۸، تالیفات شیعہ ۵۴۸، سید العلماء حیات اور کارنامے ص ۵۳

ذیشان حیدر جوادی (۱۴۲۱ھ)

پندرھویں صدی کے نامور عالم و محقق جن کے ترجمۂ قرآن اور ترجمۂ نہج البلاغہ نے خوب شہرت حاصل کی۔ آپ کا تعلق کراری ضلع الہ آباد سے تھا آپ نے صحیفۂ سجادیہ کا عام فہم اور سادہ لب ولہجہ میں ترجمہ کیا۔

آپ کی ولادت کراری ضلع الہ آباد ۲۲/رجب ۱۳۵۷ھ/ ۱۷/ستمبر ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔

آپ کے والد مولانا سید محمد جواد صاحب عالم باعمل تھے۔

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے لکھنؤ گئے اور معروف درسگاہ جامعۂ ناظمیہ میں داخلہ لے کر جید اساتذہ سے کسب علم کیا درجہ قابل تک تحصیل علم کے بعد عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تقریباً دس سال رہ کر تفسیر وحدیث، فقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔ نجف اشرف میں آپ نے آیت اللہ باقر الصدر آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوئی، آیت اللہ محسن الحکیم طباطبائی سے کسب فیض کیا۔

ہندوستان مراجعت کے بعد ایک عرصے تک مظفر پور (بہار) کی جامع مسجد میں پیش نمازی کے فرائض انجام دیئے۔

مضمون نگاری اور تصنیف وتالیف کا جوانی ہی سے شوق تھا۔ آپ کے مضامین اس وقت کے موقر جرائد میں شائع ہوتے تھے۔

الہ آباد میں آپ نے "کار خیر کمیٹی" اور "تنظیم خمس وزکوۃ" کا قیام کیا جن کے ذریعہ غریب ومفلس مومنین کی مدد کی جاتی تھی اس کے علاوہ آپ نے "مدرسہ انوار العلوم" قائم کیا جس میں سیکڑوں طلباء مشغول تحصیل علوم اہلبیت ہیں۔ وطن میں تحریک دینداری چلائی اور لوگوں کو پابند شریعت بنایا۔

آپ کا موعظہ دلپذیر ہوتا تھا زبان میں اثر اتنا تھا کہ موعظہ سے متاثر ہو کر لوگ شریعت پر عمل کرنے کا عہد کر کے اُٹھتے تھے۔ آپ کی مجالس بھی اصلاحی ہوتی تھیں۔ مجالس کے ذریعہ قوم کو اصلاحی پیغام دیتے تھے۔ الہ آباد میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔

خطیب اعظم مولانا غلام عسکری صاحب مرحوم آپ کی خدمات سے متاثر ہو کر ادارۂ تنظیم المکاتب سے منسلک ہونے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ پہلے ممبر پھر نائب صدر اور آخر میں تنظیم المکاتب کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ ادارہ تنظیم المکاتب کی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اور ادارہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ ایک طویل مدت تک ابوظہبی میں خدمات انجام دیں، وہاں کے مومنین آپ کو بہت زیادہ چاہتے تھے۔

ہندو بیرون ہند میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ آپ کی علمی خدمات اور فعالیت سے متاثر ہو کر رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای مدظلہ نے ہندوستان میں مہاراشٹر کے لیے اپنا نمائندہ منتخب فرمایا۔ اس بنا پر ابوظہبی چھوڑ کر ممبئی منتقل ہوئے اور وہاں خدمات کا آغاز کر کے "ادارۂ اسلام شناسی" قائم کیا۔ مگر افسوس کہ آفتاب علم وعمل ۱۰/محرم ۱۴۲۱ھ/ ۱۵/اپریل ۲۰۰۰ء کو ابوظہبی میں غروب ہوا، جسد خاکی ہندوستان لایا گیا اور ۱۶/اپریل کو الہ آباد میں آسودۂ لحد ہوئے۔

آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے۔

ترجمہ صحیفۂ سجادیہ

یہ ترجمہ فروری ۲۰۰۲ء میں تنظیم المکاتب، لکھنؤ سے شائع ہوا مگر افسوس یہ ترجمہ علامہ کی حیات میں منظر عام پر نہ آسکا۔

مولانا صفی حیدر صاحب لکھتے ہیں:

''آپ نے مخصوص تبلیغی مزاج، اچھوتے طرز تحریر اور منفرد اسلوب نگارش کے تحت ترجمہ وتشریح صحیفۂ کاملہ کا کام شروع کر دیا سرکار علامہ جوادی کی تحریر خصوصاً ترجمہ کا خاصہ یہ ہے کہ آپ عبارت آرائی کے مقابل سادگی اور روانی کو، آورد کے بجائے آمد کو اہمیت دیتے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں مطالب و مفاہیم کی ادائیگی پر توجہ دی جاتی ہے۔ مشکل سے مشکل علمی نکات بھی آپ مومنین کے لئے اس طرح بیان کر جاتے ہیں جو دوسروں کے لئے ممکن نہیں ہوتا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود عبارت کی لطافت ودل آویزی پر کوئی فرق نہیں پڑتا''۔ [1]

علامہ جوادی لکھتے ہیں:

''امام سجادؑ کی دعاؤں میں ایک نکتہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپؑ نے دعا کو صاحبان ایمان کیلئے تعمیر کردار اور ظالمین کے خلاف احتجاج کا بہترین ذریعہ قرار دیا اور اپنی دعاؤں کے ذریعہ ان مطالب کا اعلان فرما دیا ہے جن کا اعلان دوسرے انداز سے ممکن نہیں تھا یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جو کام امیر المومنینؑ نے اپنے خطبوں سے لیا ہے وہ کام امام سجادؑ

[1] صحیفہ سجادیہ ص:۷

نے اپنی دعاؤں سے لیا ہے اور اس طرح واضح کر دیا ہے کہ علیؑ کا کام پیغام الٰہی کا پہنچا دینا اور ظلم کے خلاف احتجاج کرنا ہے اور بس۔ حالات سازگار ہو جاتے ہیں اور مخاطب مل جاتے ہیں تو یہ کام ان کی طرف رخ کر کے خطبہ کی شکل میں انجام دیا جاتا ہے اور حالات نامساعد ہو جاتے ہیں اور زمانہ منہ موڑ لیتا ہے تو اس سے منہ پھیر کر مالک کائنات کو مخاطب بنا کر اس سے حالات کی فریاد کی جاتی ہے اور اس طرح حالات کی تنقید کو دعاؤں کی شکل میں ایک دستاویز بنا کر محفوظ کر دیا جاتا ہے''۔

آپؑ کی وہ دعا جس وقت گناہوں سے توبہ کرتے تھے:

خدایا! اے وہ جس کی رحمت سے گناہگار فریاد کرتے ہیں اور جس کے احسانات کی یاد کے زیر سایہ مضطر اور بیچارہ افراد کو پناہ ملتی ہے اور جس کے خوف سے خطا کار گریہ کرتے ہیں.... اے ہر وحشت زدہ مسافر کے مونس اور ہر رنجیدہ دردرسیدہ کے سکون قلب...اے ہر یکّہ وتنہا کے فریاددرس اور ہر راندہ ومحتاج کے زور بازو۔ تو ہی وہ ہے جس کی رحمت اور اس کا علم ہر شئے پر حاوی ہے اور جس نے ہر مخلوق کے لئے اپنی نعمتوں میں ایک حصہ قرار دیا ہے۔ تو ہی وہ ہے جس کی معافی اس کے عذاب سے بالاتر ہے اور جس کی رحمت غضب کے آگے آگے چلتی ہے۔ تو ہی وہ ہے جس کی عطا انکار سے بالاتر ہے اور جس کی وسعتِ کرم میں ساری مخلوقات سمائی ہوئی ہیں۔ تو ہی وہ ہے جو عطا کر کے بدلہ کی خواہش نہیں کرتا ہے اور نافرمانوں کے عذاب میں زیادتی نہیں کرتا ہے۔

خدایا! میں تیرا وہ بندہ ہوں جسے تو نے دعا کرنے کا حکم دیا۔ اب لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا اور اب میں تیری بارگاہِ کرم میں پڑا ہوا ہوں، میں ہی وہ ہوں جس کی خطاؤں کے بوجھ نے اس کی پشت کو بوجھل بنا دیا ہے اور جس کے گناہوں نے لذّتِ زندگی کو فنا کر دیا ہے اور میں ہی وہ ہوں جس نے جہالت کی بنا پر تیری نافرمانی کی ہے جب کہ تو اس بات کا اہل نہ تھا۔ تو اب خدایا تو دعا

کرنے والوں پر رحم کرے گا کہ میں دعائیں کروں یا رونے والوں کو معاف کرے کا کہ میں گریہ شروع کروں یا خاک پر رخسار رکھ دینے والوں کو درگذر کرے گا یا توکّل کے ساتھ فقیری کی شکایت نہ کرنے والوں کو غنی بنائے گا۔

خدایا اسے مایوس نہ کرنا جس کے پاس تیرے علاوہ کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے اور اسے نظرانداز نہ کر دینا جو کسی کو بھی پا کر تجھ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے۔

خدایا محمدؐ و آل محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور جب ہم نے تیری طرف رخ کر لیا ہے تو اب تو اپنا رخ موڑ نہ لینا اور جب تیری طرف متوجہ ہو گئے ہیں تو محروم نہ کر دینا اور جب تیرے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں تو ہماری التماس کو رد نہ کر دینا۔

تو ہی وہ ہے جس نے اپنی تعریف رحمت کے ذریعہ کی ہے تو اب محمدؐ و آل محمدؑ پر رحمت نازل فرما اور میرے حال پر رحم فرما۔ اور تو نے خود ہی اپنا نام معاف کرنے والا رکھا ہے تو اب مجھے بھی معاف کر دینا۔ خدایا تو دیکھ رہا ہے کہ کس طرح تیرے خوف سے میرے آنسو بہہ رہے ہیں اور تیری خشیت سے میرا دل لرز رہا ہے اور تیری ہیبت سے میرے اعضاء و جوارح کانپ رہے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ میں اپنے بدترین اعمال سے شرمندہ ہوں اور اس بنیاد پر میری آواز فریاد کرنے سے بھی دب گئی ہے اور میری زبان مناجات کرنے سے عاجز ہو گئی ہے۔ خدایا تیرا شکر ہے کہ میرے کتنے ہی عیب ہیں جن کی تو نے پردہ پوشی کی اور مجھے رسوا نہیں کیا ہے اور کتنی ہی خطائیں ہیں جن کا میں نے ارتکاب کیا ہے لیکن تو نے ان کے پردہ کو چاک نہیں کیا ہے اور ان کے بدترین ننگ و عار کا متحمل نہیں بنایا ہے اور ہمسایہ اور حسد کرنے والوں میں جتنے میرے عیوب کے تلاش کرنے والے تھے کسی پر اُن برائیوں کو ظاہر نہیں ہونے دیا ہے مگر اس کے بعد بھی یہ احسانات مجھے اس حرکت سے روک نہ سکے کہ میں ان برائیوں کی طرف آگے نہ بڑھتا۔ تو اب خدایا مجھ سے زیادہ ہوش مندی کی طرف سے جاہل کون ہے اور اپنے حصۂ رحمت سے غافل کون ہے اور اپنے نفس کی اصلاح کی طرف سے بے خبر کون ہے؟

میں تیری طرف سے مسلسل نازل ہونے والے رزق کو تیری معصیت میں صرف کر رہا ہوں جس سے تو نے روکا تھا۔ اور مجھ سے زیادہ باطل میں ڈوب جانے والا اور برائیوں پر اقدام کرنے والا کون ہوگا کہ میں تیری دعوت اور شیطان کی پکار کے درمیان کھڑا ہوا ہوں تو شیطان کا اتّباع کر لیتا ہوں جب کہ میں اس کی معرفت کی طرف سے اندھا بھی نہیں ہوں اور اس کی شرارتوں کو ذہن میں محفوظ رکھنے کی طرف سے غافل بھی نہیں ہوں اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ تیری دعوت کا انجام جنت ہے اور اس کی پکار کا انجام جہنم ہے۔

تو پاک و پاکیزہ ہے اور میرا حال کس قدر عجیب ہے کہ میں خود ہی اپنے خلاف گواہی دے رہا ہوں اور اپنے رازوں کو شمار کر رہا ہوں اور اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ تو مجھے برداشت کر رہا ہے اور عذاب میں عجلت کرنے سے تاخیر کر رہا ہے جب کہ یہ تجھ پر میرا کرم نہیں ہے بلکہ تیری طرف سے تحمل ہے اور مجھ پر تفضّل ہے کہ میں ناراض کرنے والی معصیتوں سے باز آجاؤں اور ذلیل اور رسوا کرنے والی برائیوں سے کنارہ کش ہو جاؤں اور اس لئے بھی ہے کہ تجھے معاف کر دینا عذاب کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ مالک میں سب سے زیادہ گناہ کرنے والا۔ سب سے بدترین آثار والا۔ سب سے بُرے اعمال والا۔ سب سے زیادہ باطل کی راہ میں آگے بڑھنے والا اور منزلِ اطاعت میں بیدار رہنے والوں میں سب سے زیادہ کمزور اور عذاب کی طرف سب سے کم توجہ کرنے والا ہوں۔ تو میں کس طرح اپنے عیوب کا شمار کر سکتا ہوں اور کس طرح اپنے گناہوں کا ذکر کر سکتا ہوں۔

یہ تو درحقیقت میں اپنے نفس کی سرزنش کر رہا ہوں اس لئے کہ مجھے تیری مہربانی کی لالچ ہے جس سے گنہگاروں کا کام بنتا ہے اور اس رحمت کی آرزو ہے جس کے ذریعہ خطا کاروں کی گردن جہنم سے آزاد ہوتی ہے۔

خدایا اب یہ میری گردن ہے جسے گناہوں نے گرفتار کرلیا ہے تو اب محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور اسے اپنی معافی کی بنا پر جہنم سے آزاد کردے اور یہ میری پشت ہے جسے خطاؤں نے بوجھل بنا دیا ہے تو اب محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور اسے اپنے کرم سے ہلکا بنادے۔

خدایا اگر میں تیری بارگاہ میں اس قدر بھی گریہ کروں کہ میری پلکیں جھڑ جائیں اور اس قدر بھی فریاد کروں کہ آواز بند ہوجائے اور اس قدر کھڑا رہوں کہ پیروں پر ورم آجائے اور اس قدر رکوع کروں کہ ریڑھ کی ہڈیاں اکھڑ جائیں۔ اور اس قدر سجدے کروں کہ آنکھیں اندر کی طرف دھنس جائیں اور زندگی بھر خاک پھانکتا رہوں اور آخر حیات تک گدلا پانی پیتا رہوں اور اس درمیان اس قدر تیرا ذکر کروں کہ زبان گنگ ہوجائے اور شرم کے مارے آسمان کی طرف نظر بھی نہ اٹھاؤں۔ تب بھی کسی ایک گناہ کے محو کردینے کا حق نہیں پیدا کرسکتا ہوں۔ اور اگر تو طلب مغفرت کے وقت بخش دیتا ہے یا مستحق معافی سمجھ کر معاف کردیتا ہے تو یہ درحقیقت میرا استحقاق نہیں ہے اور نہ میں اس کا اہل اور سزاوار ہوں۔ میں تو پہلے ہی گناہ کے موقع پر جہنم کا حقدار ہو چکا ہوں۔ اب اگر تو عذاب بھی کرے گا تو تو ظالم نہیں ہوگا۔

خدایا جب تو نے اب تک میرے عیوب کی پردہ پوشی کی ہے اور مجھے رسوا نہیں کیا ہے۔ اپنے کرم سے نرمی برتی ہے اور عذاب میں جلدی نہیں کی ہے۔ اپنے تفضل سے مجھے برداشت کیا ہے اور اپنی نعمتوں کو بدلا نہیں ہے اور اپنے احسانات کو مکدر نہیں بنایا ہے تو اب میری مسلسل گریہ و زاری اور میری مسکینی کی شدت اور میرے بدترین موقف پر مہربانی فرما۔ خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور مجھے نافرمانی سے بچالے۔ اطاعت میں لگادے۔ اور بہترین واپسی کی توفیق عنایت فرما۔ مجھے توبہ کے ذریعہ پاک بنادے۔ اپنی حفاظت سے میری تائید فرما۔ اپنی عافیت سے میرے حالات کی اصلاح فرمادے۔ مجھے مغفرت کی حلاوت کا مزہ چکھادے اور مجھے اپنی معافی اور اپنی رحمت کا آزاد کردہ قرار دیدے۔ میرے لئے اپنی ناراضگی سے امان لکھ دے اور

مجھے اس کی بشارت آخرت سے پہلے دنیا ہی میں دے دے۔ وہ بشارت جسے میں پہچان لوں اور اس کی ایسی نشانی بتادے جسے کسی شبہ کے بغیر دریافت کرلوں تیری وسعت میں یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے اور تیری قدرت کے سامنے یہ مسئلہ کوئی دشوار نہیں ہے۔ بیشک تو ہر شئے پر قادر ہے۔

چند آثار علمی

ترجمہٴ قرآن مجید

ترجمہٴ نہج البلاغہ

ترجمہٴ صحیفہٴ کاملہ

ترجمہ اقتصادنا شہید باقر الصدر

فلسفتنا

ابوطالب مومن قریش ترجمہ استاد عبداللہ خنیزی

امام صادق اور مذاہب اربعہ ترجمہ

انوار عصمت (خلاصہ کتاب الخصال شیخ صدوقؒ)

ترجمہ کتاب معالم المدرستین علامہ مرتضیٰ عسکری

خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازی

نظریہ عدالت صحابہ

اصول وفروع

حسین منی مجموعہ مجالس

محافل ومجالس ۲ جلد

مطالعہٴ قرآن

ذکر وفکر

عقیدہ وعمل

عقیدہ وجہاد

مجموعۂ احادیث قدسیہ

نقوش عصمت

انا من الحسین [1]

[1] امامیہ مفسرین۔ص:۴۵۱،خورشید خاور۔ص:۱۴۹،مؤلفین غدیر۔ص:۱۰۴

احمد علی، ادیب، حیدرآبادی

میر احمد علی خانصاحب کا شمار حیدرآباد دکن کے اہل علم وادب میں ہوتا تھا۔آپ کی ولادت میر عابد حسین کے گھر ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء میں ہوئی،علمی ومذہبی ماحول میں تعلیم وتربیت ہوئی آپ نے نظامیہ حیدرآباد سے منشی فاضل، پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور عثمانیہ یونیورسٹی سے انٹرمیڈیٹ کیا ادب اور لغت میں مہارت رکھتے تھے۔آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی دعا کا منظوم ترجمہ کیا جو بہت مقبول ہوا۔

آپ نے نوجوانوں کے لئے اسباق نہج البلاغہ پر مشتمل پانچ رسالے مرتب کئے جن میں آسان طریقہ سے نوجوانوں کو تعلیمات نہج البلاغہ سے روشناس کرایا ہے۔یہ رسالے نئی نسل میں بہت مقبول ہوئے۔۱۴۱۸ھ/ جولائی ۱۹۹۷ء میں حیدرآباد دکن سے اس کی اشاعت ہوئی۔[1]

دیگر آثار علمی

صحت الاغلاط

تصرفات اردو

فرہنگ غلط العوام

[1] شارحین نہج البلاغہ۔ص:۳۱۸

تصحیح الاغلاط

تنقیدی نظریے

افاداتِ ادیبؔ ۔ گاندھی کے اقوال کا ترجمہ

سلطان العلوم ۔ آصف سابع عثمان علی خاں کے شائع شدہ مضامین کے اخلاقی اقتباسات کا مسودہ نظام اردو لائبریری میں محفوظ ہے۔

حسن عباس فطرت

جناب علامہ سید حسن عباس فطرتؔ کا شمار ان ارباب علم وفن میں ہوتا ہے جو نصف صدی سے قلم وقرطاس کی خدمت میں مصروف ہیں جن کے قلم کی روشنائی نے نہ صرف کشت مذہب کو سینچا بلکہ ادب وصحافت کی اس طرح آبیاری کی کہ صفحۂ قرطاس پر الفاظ ومعانی کا چمن لہلہانے لگا آپ کی نگارشات میں زبان وبیان کی چاشنی اور لطافت پائی جاتی ہے، آپ کا مخصوص طرز تحریر ہے۔ واقعہ نگاری ہو یا منظر نگاری، حالات پر تبصرہ ہو یا کسی کردار کی تصویر کشی ہر جگہ اشارتی انداز لہجے کی نرمی اور تشبیہاتی ندرتیں نظر آتی ہیں۔

آپ نے زبان کے بناؤ سنگار محاوروں اور کہاوتوں کی تلاش اور ان کے برمحل استعمال کے میدانوں میں اتنا کام کیا ہے کہ آپ کو علم وادب کے جدید معماروں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔

مولانا فطرتؔ صاحب نے ۲۶ رنومبر ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳۵۴ھ کو قصبہ ہلور ضلع بستی میں لباس ہستی زیب تن کیا، آپ کے جد اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرسولؒ جو تین سو سال قبل مشہد مقدس ایران سے ہلور تشریف لائے صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی پھر لکھنؤ کا قصد کیا اور معروف درسگاہ

جامعۂ ناظمیہ میں زیر تعلیم رہ کر جیّد اساتذہ سے کسب فیض کیا اور مدرسہ کی آخری سند ممتاز الافاضل امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں مفتی احمد علی صاحب، مولانا ایوب حسین صاحب، مولانا مرتضیٰ حسین صاحب، مولانا رسول احمد صاحب، مولانا محمد مہدی زنگی پوری، حکیم محمد اطہر، مولانا محمد ہاشم صاحب کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ مذہبی اور علمی خدمات میں مصروف ہو گئے۔

آپ ایک طویل عرصہ تک پونہ کے امام جمعہ و جماعت رہے اور اپنے خطبات کے ذریعہ قوم کے نوجوانوں کو بیدار کرتے رہے اور آج بھی وہاں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے سلسلہ میں کوشاں ہیں۔ صداقت اخبار آپ کی نگرانی میں اشاعت پذیر ہے، جو اپنے نہج اور انتخاب میں منفرد ہے۔ اس اخبار کا کالم آپ ہی تحریر کرتے ہیں جو مذہبی، ادبی اور علمی و تحقیقی و سیاسی عنوانات پر مشتمل ہوتا ہے مگر اس کالم کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جس موضوع پر بھی کالم رقم کرتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کالم نگار اسی میدان کا شہسوار ہے۔ آپ قلم برداشتہ لکھتے ہیں، جس موضوع کو شروع کرتے ہیں اس کا حق ادا کرتے ہیں، آپ کی نثر میں نظم کا لطف آتا ہے۔

آپ نے کچھ عرصہ جامعۂ ناظمیہ لکھنؤ میں تدریس کی، خوجہ مسجد ممبئی میں چار سال پیشنماز رہے اس کے علاوہ مشرقی افریقہ ماریشس، مڈگاسکر میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔ تقریباً تین سال حوزۂ علمیہ قم ایران میں آیت اللہ مرعشی نجفی، آیت اللہ منتظری اور آیت اللہ لنکرانی کے خصوصی دروس میں شرکت کی اور شعبۂ تصنیف و تالیف قم کے انچارج رہے۔ ہندوستان میں اردو اکیڈمی مہاراشٹر اور حج کمیٹی مہاراشٹر کے ممبر رہے، قومی انجمن انجمن وظیفہ سادات و مومنین کے صدر رہے۔ آپ کی فعال شخصیت اور خدمات سے متاثر ہو کر مختلف قومی و ادبی اداروں نے ایوارڈ سے نوازا جن میں مسلم انسٹی ٹیوٹ دکن، رضا ٹرسٹ پونہ، زینبیہ ٹرسٹ ممبئی، اردو اکیڈمی مہاراشٹر

شہید مطہری ایوارڈ شامل ہیں۔ آپ نے پونہ میں جامعۃ الرضا قائم کیا جس کی ۱۵ سال سے سربراہی فرما رہے ہیں۔ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی دعائے مکارم الاخلاق کا سلیس و رواں زبان میں ترجمہ کیا۔

نمونۂ ترجمۂ دعائے مکارم الاخلاق

خدایا! محمدؐ و آل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور میرے ایمان کو بحد کامل ترین ایمان اور یقین کو افضل ترین یقین قرار دے میری نیت کو پسندیدہ و حسین اور اعمال کو بہترین اعمال بنا دے۔ خدایا اپنے لطف و کرم سے میری نیت کو صاف و شفاف اور یقین کو مضبوط و قائم اور اپنی قدرت سے میری جملہ خرابیوں کو درست کر دے۔ خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور مجھے ان تمام مشاغل سے جو عبادت میں مانع ہوتے ہیں بے نیاز و بے پروا کر دے اور انہی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عنایت کر جس کے بارے میں تو کل مجھ سے سوال کرنے والا ہے، میری زندگی کو غرض خلقت کو انجام دینے کے لئے وقف کر دے اور مجھے اپنے سوا دوسروں سے بے نیاز کر دے میرے رزق و روزی میں وسعت عطا کر، مجھے احتیاج و تنگ دستی میں مبتلا نہ کر عزت و وقار دے کر فخر و غرور سے دور رکھ، میرے نفس کو عبادت و ذکر کے لئے آمادہ کر۔ خود پسندی، خود بینی سے میری عبادت کو فاسد نہ ہونے دے اور میرے ذریعہ لوگوں کو فیض پہنچا اور اسے احسان جتا کر برباد نہ ہونے دے، مجھے اعلیٰ اخلاق سے مزین کر اور غرور و گھمنڈ سے محفوظ رکھ خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور لوگوں میں میرے درجے کو جتنا بلند کرے اتنا ہی مجھے اپنی نظروں میں پست کر دے اور جتنی ظاہری عزت مجھے بخشے اتنا ہی میرے نفس کے اندر بے قیمتی کا احساس پیدا کر دے۔ خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور مجھے ایسی صالح ہدایت سے فیض یاب کر کہ جسے میں کسی دوسری شئے سے بدل نہ سکوں اور مجھے ایسی راہ حق پر لگا جس سے منہ نہ پھراؤں اور ایسی خالص نیت دے

جس کی وجہ سے میں ذرا بھی شبہ نہ کرسکوں اور مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میری زندگی تیری اطاعت وفرماں برداری میں بسر ہو اور جب وہ شیطان کی چراگاہ بن جائے تو اس سے قبل کہ تو ناراض ہو یا تیرا غضب نازل ہونے والا ہو مجھے اٹھالے مجھے موت دیدے۔ بارالٰہا کوئی بھی ایسی خصلت جو میرے لئے عیب مانی جاتی ہو اس کو سدھارے بغیر نہ چھوڑ اور کوئی ایسی بری عادت جس پر مجھ کو جھڑکا جائے اسے درست کئے بغیر ہرگز نہ رہنے دے اور جو اچھے خصائل ابھی مجھ میں پرورش پارہے ہوں اسے مکمل وتمام کردے۔

خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور میرے تعلق سے کینہ پرور دشمنوں کی دشمنی کو محبت سے، حسد کرنے والے کو مدارا والفت سے، نیکوکاروں سے بے اعتمادی کو اعتبار سے اقربا کی عداوت کو دوستی سے اور اعزاء کی قطع رحمی کو صلہ رحمی سے، قرابتداروں کی بے پروائی کو ہمدردی و تعاون سے چاپلوسوں کی ظاہری محبت کو مسیحی محبت سے اور ساتھ والوں کے برے برتاؤ کو حسن معاشرت سے اور ظالموں کے خوف کو امن کی مٹھاس سے بدل دے۔ خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور مجھے ہر ظلم کرنے والے پر غلبہ عطا کر اسی طرح مجھ سے جھگڑا کرنے والے کے مقابلے میں مجھے ایسی زبان دے جو مجھ سے دشمنی کرنے والے پر مجھے فتح وکامرانی دے اور مکر کرنے والے کے مکر کا توڑ عطا کر۔ جو مجھے دبائے اس پر مجھے قدرت دے جو بدگوئی کرے اسے جھٹلانے کی طاقت بخش اور جو ڈرائے دھمکائے اس سے مجھے محفوظ وسالم رکھ۔ جو میری اصلاح کرے اس کی اطاعت اور جو سیدھا راستہ دکھائے اس کی پیروی کی توفیق عطا کر۔ خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور مجھے اس بات کی توفیق دے کہ جو مجھ سے دھوکہ وفریب کرے میں اس کا خیر خواہ بنوں جو مجھے چھوڑ دے اس سے اچھا سلوک کروں جو مجھے محروم کرے اس کے عوض میں اس کو کچھ عطا کروں اس کا عوض بخشش کے ساتھ دوں اور جو قطع رحمی کرے اس کو بدلے میں صلۂ رحمی کا تحفہ دوں اور جو پیٹھ پیچھے میری غیبت کرے تو میں اس کا ذکر خیر کروں، حسن سلوک پر

اس کا شکریہ بجالاؤں اور اس کی برائیوں کو نظرانداز کردوں۔ خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور عدل وانصاف کے نشر وغصہ کی برداشت وفتنہ کو دفع کرنے، متفرق وپراگندہ لوگوں کو ایک کرکے ان میں صلح وآشتی کرانے، نیکیوں کے ظاہر کرنے، عیوب کو چھپانے، نرم مزاجی، عاجزی ،فروتنی وحسن سیرت کو اپنانے، رکھ رکھاؤ اور پاس ولحاظ رکھنے، حسن اخلاق سے پیش آنے اور فضیلت وبلندی کی طرف قدم بڑھانے، احسان وتفضّل کو ترجیح دینے، خوردہ گیری سے دوری اور غیر مستحق کے ساتھ بہتر سلوک نہ کرنے اور حق گوئی گرچہ گراں گزرے، اپنے قول وفعل کی بھلائی کو کم خیال کرنے اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور اپنے کردار وگفتار کی خرابی کو زیادہ سمجھنے میں مدد کر اگرچہ وہ کم ہو خدایا مجھے نیک بندوں کے زیور اور پرہیزگاروں کی سج دھج سے سجادے اور ان تمام اشیاء کو دائمی اطاعت، جماعت سے وابستگی اور بدعتوں اور ایجاد کی ہوئی آراء پر عمل کرنے والوں سے علیحدگی کے وسیلہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچادے۔ خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر بارش رحمت فرما اور جب میں بوڑھا وضعیف ہوجاؤں تب اپنی وسیع روزی میرے لئے عام کردے اور جب بالکل عاجز ودر ماندہ ہوجاؤں اس وقت مجھے اپنی قوت وطاقت سے سہارا دے اور مجھے کسی ایسی بات میں مبتلا نہ کر کہ میں تیری عبادت میں سستی یا کوتاہی کرنے لگوں، تیری راہ کو پہچاننے میں بھٹک جاؤں اور تیری محبت کے تقاضوں کے خلاف عمل کروں اور جو تجھ سے الگ ومتفرق ہوں ان سے میل ملاپ رکھوں اور جو تیری طرف سبقت کرنے والے ہیں ان سے جدا رہوں خدایا مجھے ایسا بنادے کہ ضرورت کے وقت تیرے ذریعہ سے حملہ کرسکوں اور حاجت کے وقت تجھی سے سوال کروں اور فقر واحتیاج کے وقت تیرے سامنے ہی گڑگڑاؤں روؤں اور اس طرح مجھے نہ آزمانا کہ مجبوری کے عالم میں تیرے غیر سے مدد مانگنے لگوں اور مفلسی وتنگدستی کے وقت تیرے سوا کسی غیر کے آگے التجا ودرخواست کروں اور خوف وڈر کے موقع پر کسی دوسرے کے سامنے روؤں گاؤں یہاں تک کہ تیری طرف سے محرومی، ناکامی وبے توجہی کا مستحق مانا جاؤں (اے رحم کرنے والوں میں سب

سے زیادہ رحیم وکریم خدا) جوشیطان کے پیدا کردہ حرص وحسد وبدگمانی کے جذبات کو اپنی عظمت
کی یاد اور اپنی قدرت میں غور وخوض اور دشمن کے مقابلہ میں تدبیر وحکمت عملی کے تصورات سے
بدل دے اور وہی شیطان اگر فحش گوئی یا بیہودہ کلامی ودشنام طرازی یا جھوٹی گواہی یا غائب شخص کی
غیبت اور موجود سے بدزمانی اور اسی طرح کی مذموم جو باتیں میری زبان پر جاری کرنے چاہے
انہیں تو اپنی حمد سرائی مدح میں کوشش وانہماک، بزرگی وبڑائی وشرف کے بیان، نعمتوں کے شکر اور
احسانات کے اعتراف اور اپنی نعمات کے شمار میں بدل دے۔ اے خدا تو محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمتوں کی
بارش فرما اور جب تو ہر ظلم کے دفع کرنے پر قادر ہے تو مجھ پر ظلم نہ ہونے دے اسی طرح میں بھی
کسی پر ظلم نہ کروں جب کہ تو مجھے ظلم سے روکنے کی بھرپور طاقت رکھتا ہے۔ میں گمراہ نہ ہوجاؤں
کیوں کہ میری رہنمائی تیرے لئے آسان ہے اور محتاج نہ ہوں کیوں کہ میری فراغت تیری ہی
طرف سے ہے اور میں باغی وسرکش نہ ہوجاؤں جب کہ میری خوشحالی تیری جانب سے ہے۔ الٰہی و
سیدی میں تیری مغفرت کی طرف آیا ہوں تیری معافی کا طالب وبخشش کا مشتاق۔ میں صرف
تیرے فضل وکرم پر اعتماد رکھتا ہوں اور میرے پاس کوئی ایسی شئے نہیں جو میری مغفرت کا باعث
ہوسکے اور نہ میرے نامۂ اعمال میں کچھ ایسا ہے کہ تیرے عفو کا حقدار بنوں اور پھر جب کہ میں خود
ہی اپنے خلاف فیصلہ کرچکا ہوں۔ تیرے فضل کے سوا میری امید کا سرمایہ اور کیا ہوسکتا ہے لہٰذا محمدؐ و
آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور مجھ پر فضل وکرم کردے، پاکیزہ عمل کی توفیق عنایت کر، اپنے
پسندیدہ کاموں میں مشغول رکھ۔ بارالٰہا! مجھے بہترین راہ پر اور مجھے قول وعمل میں میانہ روی سے
بہرہ مند فرما اور مجھے درست کاروں و ہدایت کرنے والوں اور نیک بندوں میں شامل کر اور
آخرت کی کامیابی وجہنم سے نجات عطا کر۔ خدایا میرے نفس کا ایک حصہ اپنے لئے مخصوص کر
دے تاکہ اسے عذاب سے رہائی دلا سکے اور ایک وہ حصہ جس سے اس کی دنیاوی اصلاح وابستہ
ہے اسے میرے لئے رہنے دے کیونکہ نفس تو ہلاک ہونے والا ہے مگر یہ کہ تو اسے بچالے۔ خدایا

جس وقت میں غمگین ہوتا ہوں تو میرا ساز وسامان تو ہوتا ہے اور اگر مجھ پر غموں کی یلغار ہوتی ہے تو
تجھی سے داد وفریاد ہوتی ہے، جو چیز ہاتھ سے جاچکی اس کا عوض اور جو شئے تباہ وبرباد ہوگئی اس کی
درستی، اسی طرح جسے تو ناپسند کرے اس کی تبدیلی بھی تیرے ہاتھ میں ہے لہذا ابلا کے نازل ہونے
سے پہلے اور عافیت طلب کرنے سے پہلے خوشحالی وگمراہی سے پہلے ہدایت سے مجھ پر احسان فرما
اور لوگوں کی سخت وسست باتوں کی اذیت سے مجھے محفوظ رکھ اور قیامت کے دن امن وعافیت بخش
اور حسن ہدایت وارشاد کی توفیق عنایت فرما۔ خدایا محمد وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور اپنے لطف و
کرم سے برائیوں کو مجھ سے دور کردے اور اپنی نعمات سے میری تربیت اور اپنے کرم سے میری
اصلاح کر اور اپنے فضل واحسان سے ہر مرض سے میرا مداوا کر (خواہ وہ جسمانی ہو کہ نفسانی) مجھے
اپنی رحمت کی چھاؤں میں جگہ دے اور مجھے اپنی رضامندی میں ڈھانپ لے اور جب معاملات
مشتبہ ہوجائیں تو جو اُن میں قرین صواب ہو اور جب اعمال میں شبہ پیدا ہوجائے تو پھر جو اُن سب
میں پاکیزہ تر ہو اسی طرح جب مذاہب میں اختلاف پڑ گیا ہو تو جو ان میں تیرے لئے پسندیدہ تر
ہو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ اے اللہ محمدؐ وآل محمدؐ پا بارش رحمت فرما اور مجھے بے نیازی کا
تاج پہنا اور متعلقہ کاموں کو احسن طریقہ سے انجام دینے پر مقرر فرما اور ایسی ہدایت بخش دے جو
دوام وثبات لئے ہوئے ہو اور تونگری وخوش حالی کی وجہ سے مجھے بے راہ نہ ہونے دے اور
آسودگی وآرام عطا کر اور میری زندگی کو سخت ودشوار نہ بنادے۔ میری دعا کو رد نہ کر کیوں کہ میں
کسی کو تیرا مقابل نہیں مانتا... الخ۔

آثار علمی

زینۃ الرجال (ترجمہ)

قرآن شناسی (ترجمہ)

مناسک حج امام خمینیؒ (ترجمہ)

بیاں اپنا

چشمۂ آفتاب

گذرنامۂ آفتاب سوانح امام خمینیؒ

جینے کا سلیقہ

داستان راستان (ترجمہ)

موت سے قیامت تک

امام خمینیؒ

حائریؒ

مجلسیؒ

کلینیؒ

محقق طوسیؒ

خسرو حافظ اور ایران

افریقہ سرخ و سیاہ

علمائے شیعہ (قلمی)

حسین مرتضیٰ

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل کے فرزند مولانا سید حسین مرتضیٰ کی ولادت مارچ ۱۹۵۰ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ اسلامیات میں ایم۔اے کیا۔ اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے ۱۹۷۵ء میں عازم حوزہ علمیہ قم، ایران ہوئے اور وہاں جید علماء سے کسب فیض کر کے فضل و کمال پر فائز ہوئے۔ قم میں قیام کے دوران اکثر ملاقات ہوتی تھی۔ بڑے فعال عالم ہیں کئی اداروں کے نگراں اور سرپرست ہیں۔ ''زہراؑ اکاڈمی'' آپ کا متحرک ادارہ ہے کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

(۱) شیعہ کتب حدیث کی تاریخ تدوین

(۲) تاریخ فقہ شیعی

(۳) ضرورت امام

(۴) کردار کی روشنی

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی معروف دعا ابوحمزہ ثمالی کا ترجمہ کیا جس کی پہلی اشاعت رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ میں ہوئی اور دوسری اشاعت ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء میں خراسان بک سینٹر کراچی سے ہوئی۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔

ترجمۂ دعائے ابوحمزۂ ثمالی کا اقتباس

میرے معبود! تو غضب کے ساتھ مجھے اپنی تادیبی کاروائی سے محفوظ اور اپنی حکمت عملی سے بچائے رکھنا کہ میں اپنی لاعلمی کے سبب تیرے عذاب کو رحمت سمجھتا رہوں اور جب قیامت کے دن حقیقت سامنے آئے تو کفِ افسوس ملوں۔ اے رب! میں کہاں سے بھلائی حاصل کروں؟ کہ بھلائی تو صرف اور صرف تیری ہی بارگاہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اور میرے لئے نجات کا سامان کہاں ہے؟ کہ نجات صرف اور صرف تیرے ہی لطف و کرم سے میسر آسکتی ہے۔ صورت حال تو یہ ہے کہ نہ تو بھلائی کرنے والا تیری مدد اور رحمت سے بے نیاز ہے اور نہ برائی کرنے والا اور ایسا جسور و بے باک شخص جو تجھے خوش نہ کرسکے تیری گرفت اور قدرت سے نکل سکتا ہے۔ اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! اے رب! میں نے تجھے تیرے ہی ذریعہ سے پہچانا ہے، تو ہی نے اپنی جانب میری رہنمائی کی ہے، اور تو نے خود ہی مجھے اپنی جانب بلایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں یہ جان ہی نہ پاتا کہ تو کون ہے؟ تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جس کو جب بھی میں نے پکارا تو اس نے میرا جواب دیا، حالانکہ میری حالت ہمیشہ یہ رہی کہ جب بھی اس نے مجھے بلایا تو میں نے اس کا جواب دینے اور اس کی طرف جانے میں کاہلی کی۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس سے جب بھی میں نے سوال کیا تو اس نے مجھے ضرور عطا کیا حالاں کہ اس نے جب بھی مجھ سے قرض کا مطالبہ کیا تو میں نے بخل اور کنجوسی ہی سے کام لیا۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے کہ جب بھی مجھے اس سے کوئی حاجت طلب کرنا ہوئی تو میں نے اسے پکار لیا، اور جب بھی میں نے چاہا اس سے راز داری کے لئے خلوت کر لی، اور وہ بغیر کسی سفارش اور واسطہ کے میری ضرورت پوری کر دیتا ہے۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے کہ میں اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں پکارتا اور اگر میں اس کے علاوہ کسی اور کو پکاروں بھی تو میری پکار اور دعا

کا کوئی جواب ہی نہ ملے۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کے علاوہ میں کسی سے کوئی امید نہیں رکھتا اور اگر میں اس کے علاوہ کسی اور سے کوئی امید باندھوں بھی تو وہ امید ٹوٹ جائے۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اپنی ذات پر سہارا دے کر عزت عطا کی اور اس نے مجھے لوگوں کے سہارے پر چھوڑ کر رسوا نہیں کیا۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو مجھ سے محبت و الفت کا اظہار فرماتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے بے نیاز ہے۔ تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو مجھ سے ایسے حلم و بردباری کا سلوک کرتا ہے جیسے میں نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو۔ اسی لئے تو میرا رب میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور میری حمد کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ اے میرے اللہ! میں نے حصول مقصد کے راستوں کو تیری جانب کشادہ پایا، مجھے امیدوں کی آنکھیں تیری بارگاہ میں آنسو بہاتے ہوئے نظر آئیں، میں نے دیکھا کہ لوگ تجھ سے امید باندھتے ہیں ان کے لئے تیرے فضل و کرم سے بھرپور مدح مباح ہے اور فریاد کرنے والوں کے لئے تیری بارگاہ میں دعا کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تو ہمیشہ امیدیں باندھنے والوں کی حاجت برآری کے لئے تیار رہتا ہے اور تو تو خود ہی پریشان حال لوگوں کی جانب متوجہ اور ان کا انتہا سے زیادہ خیال رکھنے والا ہے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تیرے جود و کرم کے حضور گڑگڑانا اور تیرے فیصلے پر راضی رہنا کنجوس لوگوں کے سوال رد کرنے کا بہترین عوض اور دنیا طلب لوگوں کی جمع پونجی سے بے نیازی کا بہترین سلیقہ ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تیری جانب سفر کرنے والے کا راستہ بہت قریب ہے، اور تو اپنی مخلوقات سے پنہاں نہیں ہوتا البتہ ان کے اعمال ان کے اور تیرے درمیان حجاب ڈال دیتے ہیں۔ اسی لئے میں اپنی تمناؤں کے ساتھ تیری جانب حاضر ہوا ہوں، اپنی حاجتوں کے ساتھ میں نے تیری جانب توجہ کی ہے، تجھ ہی کو میں نے اپنی مدد اور پناہ کا ٹھکانا قرار دیا ہے اور میں اپنی دعاؤں میں تجھ ہی سے مربوط و متوسل ہوا ہوں۔ حالانکہ میں اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ تو میری دعاؤں کو سُنے اور نہ ہی میں اس بات کا مستحق ہوں

کہ تو اپنے عفو وکرم کے سبب ان دعاؤں کو مجھ سے قبول فرمالے۔ بات یہ ہے کہ مجھے تیرے کرم پر اعتماد ہے، تیرے وعدے کی سچائی نے مجھے سکون مرحمت فرمایا ہے، تیری وحدانیت پر اپنے ایمان کے سبب مجھے پناہ کی امید ہے اور مجھے اپنی اس معرفت پر یقین ہے کہ تیرے علاوہ میرا کوئی رب نہیں ہے اور نہ تیرے علاوہ کوئی الٰہ و معبود ہے۔ تو یگانہ ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے میرے اللہ! تو نے خود ہی تو ارشاد فرمایا ہے، اور تیرا قول ہمیشہ حق اور تیرا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ ''وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً'' اور اللہ سے اس کے فضل کا مطالبہ کرو بے شک وہ تم پر رحیم ہے اور رہے گا۔ اور اے میرے سید و سردار! یہ بات تیری شان سے دور ہے کہ تو سوال کا حکم دے کر عطا کو روک لے، حالاں کہ تو اپنی مملکت کے باشندوں پر عطا و بخشش میں حد سے زیادہ احسان فرماتا ہے۔ اور تیری انتہائی رأفت و محبت کے سبب تیری نعمتیں ان پر پے در پے آتی ہی رہتی ہیں۔ اے میرے معبود! تو نے میرے بچپنے میں اپنی نعمت و احسان کے سایہ میں میری پرورش کی، اور جوانی میں بھی تو ہی نے مجھے سربلند و نیک نام کیا۔ تو اے وہ! جس نے دنیا میں اپنے احسان اور تفضّل سے میری تربیت اور پرورش کی، اور آخرت میں میرے لئے اپنے عفو و کرم کی جانب توجہ کا سامان فراہم فرمایا۔ میرے آقا! تیرے سلسلہ میں میری معرفت نے تیری جانب میری رہنمائی کی اور تجھ سے میری محبت تیری بارگاہ میں میری شفیع ہے۔ اور مجھے اپنی اس دلیل پر وثوق اس لئے ہے کہ اس کی جانب تو ہی نے میری رہنمائی فرمائی ہے اور میں اپنے اس سفارشی سے اس لئے مطمئن ہوں کہ سفارش قبول کرنے والا تو ہے۔ اے میرے سید و سردار! میں تجھے اس زبان سے پکار رہا ہوں جس کو گناہوں نے گونگا کر دیا ہے۔ اے رب! میں تجھ سے اس دل کے ذریعہ راز و نیاز کر رہا ہوں جو جرم و خطا کی کثرت سے ہلاکت میں غوطہ زن ہے۔ اے رب! میں تجھے انتہائی خوف و ہراس، رغبت و لگاؤ اور امید و بیم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ پکار رہا ہوں۔ میرے آقا! میرا حال یہ ہے کہ جب میں اپنے گناہوں کی جانب دیکھتا ہوں تو آہ و

زاری کرتا ہوں اور جب تیرے کرم پر نظر کرتا ہوں تو میری ڈھارس بندھ جاتی ہے۔ چنانچہ اگر تو مجھے بخش دے تو تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا تو ہے ہی، لیکن اگر تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے تب بھی تو ظالم نہیں قرار نہیں پا سکتا...الخ

علی امام زیدی

ڈاکٹر سید علی امام زیدی نسل نو کی ضرورت کے پیش نظر اہم اسلامی کتب کو ہندی زبان میں منتقل کرنے میں مصروف ہیں تاکہ نوجوان نسل معارف اسلامی سے آشنائی حاصل کر سکے۔ آپ نے ترجمہ قرآن مجید و نہج البلاغہ کے علاوہ صحیفہ سجادیہ کو بھی ہندی زبان میں منتقل کیا۔ ترجمہ میں اردو الفاظ کو ہندی رسم الخط میں لکھا گیا ہے تاکہ قارئین کو زحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ ترجمہ نومبر ۲۰۰۵ء میں عباس بک ایجنسی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ترجمہ پر جناب محمد حسنین رضوی صاحب کا تعارف کتاب مندرج ہے۔ ترجمہ کے محرک مولانا علی عباس طباطبائی مالک عباس بک ایجنسی ہیں جن کی سعی وکوشش سے ترجمہ منظر عام پر آیا۔

ڈاکٹر سید علی امام زیدی، گوہر یادگار انیسؔ و رشیدؔ جناب سید سجاد حسین صاحب شدیدؔ کی ہمشیرہ کے حقیقی نواسے ہیں لکھنؤ کے ادبی خانوادہ میں ۱۳۷۵ھ/۲۲/اپریل ۱۹۵۵ء میں آنکھ کھولی۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا۔ شدیدؔ لکھنوی نے کلام پر اصلاح کی اوران کے ہمراہ پٹنہ، کلکتہ، فیض آباد، بلرامپور، ردولی اور کانپور وغیرہ مجالس میں جا کر ان کی پیش خوانی کا شرف بھی حاصل کیا۔ مرثیہ کے علاوہ نظم، غزل، رباعی میں بھی طبع آزمائی کی نظم کے علاوہ نثر میں بھی اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔ چار کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں ! ہندی زبان میں بھی اچھی

گرفت رکھتے ہیں، آپ نے کئی اہم کتب کو ہندی پیکر عطا کیا ہے۔

जब शैतान का ज़िक्र आता तो उससे और मकरो अदावत से बचने के लिये यह दुआ पढ़तेः-ऐ अल्लाह! हम शैतान मरदूद के वरावसो, मकरों और हीलो से और उसकी झूठी तिफ़्ल तसल्लियों पर ऐतमाद करने और उसके हथकण्डों से तेरे ज़रिये पनाह मांगते हैं और इस बात से कि उसके दिल में यह तमअ व ख़्वाहिश पैदा हो कि वह हमें तेरी एताअत से बहकाये और तेरी मअसियत के ज़रिये हमारी रूस्वाई का सामान करे या यह कि जिस चीज़ को वह रंग व रौग़न से आरास्ता करे वह हमारी नज़रों में ख़ुब जाये या जिस चीज़ को वह बदनुमा ज़ाहिर करे वह हमें शाक गुज़रे। ऐ अल्लाह! तू अपनी एबादत के ज़रिये उसे हमसे दूर कर दे और तेरी मोहब्बत में मेहनत व जॉफिशानी करने के बाअस उसे ठुकरा दे और हमारे और उसके दरमियान एक ऐसा पर्दा जिसे वह चाक न कर सके और एक ऐसी ठोस दीवार जिसे वह तोड़ न सके हाएल कर दे। ऐ अल्लाह रहमत नाज़िल फ़रमा मोहम्मद स० और उनकी आल अ० पर और उसे हमारे बजाये अपने किसी दुश्मन के बहकाने में मसरूफ़ रख, और हमें अपनी हुस्ने निगेहदाश्त के ज़रिये उससे महफ़ूज़ कर दे। उसके मकरो फ़रेब से बचा ले औरहम से रूगरदान कर दे और हमारे रास्ते से उसके नक़्शे क़दम मिटा दे। ऐ अल्लाह! मोहम्मद स० और उनकी आल अ० पर रहमत नाज़िल फ़रमा और हमें वैसी हीब्द्ममहफूज़त्रः हिदायत से बहरामन्द फ़रमा जैसी उसकी गुमराही ब्द्ममुस्तहकमत्रः है और हमें उसकी गुमराही के मुक़ाबले में तक़वा व परहेज़गारी का ज़ादेराह दे और उसकी हलाकत आफ़रीन राह के ख़िलाफ़ रूशद और तक़वे के रास्ते पर ले चल। ऐ अल्लाह हमारे दिलों में उसे अमल दख़ल का मौक़ा न दे और हमारे पास की चीज़ों में उसके लिये मंज़िल मोहय्या न कर। ए अल्लाह वह जिसे बेहूदा बात को खुशनुमा बना के हमें दिखाये वह हमें पहचनवा दे, और जब पहचनवा दे तो उससे हमारी हिफ़ाज़त भी फ़रमा, और हमें उसको फ़रेब देने के तौर तरीक़ों में बसीरत और उसके मुक़ाबले में सरो सामान की तैयारी की तालीम दे और उस ख़्वाबे ग़फ़लत से जो उसकी तरफ़ झुकाव का बाअस हो होशियार कर दे और अपनी तौफ़ीक़ से उसके मुक़ाबले में कामिल नुसरत अता फ़रमा। बारे इलाहा। उसके आमाल से नापसन्दीदगी का जज़्बा हमारे दिलों में भर दे, और उसके हीलों को तोड़ने की तौफ़ीक़ करामत फ़रमा। ऐ अल्लाह! रहमत नाज़िल फ़रमा मोहम्मद स० और उनकी आल अ० पर और शैतान ल० के तसल्लुत को

हमसे हटा दे और उसकी उम्मीदें हम से क़तअ कर दे और हमें गुमराह करने की हिरस व आज़ से उसे दूर कर दे। ऐ अल्लाह! मोहम्मद स० और उनकी आल अ० पर रहमत नाज़िल फ़रमा और हमारे बाप दादाओं, हमारी माओं, हमारी औलादों, हमारे क़बीले वालों, अज़ीज़ों, रिश्तेदारों और हमसाया में रहने वाले मर्दों और मोमेन औरतों को उसके शर से एक मोहकम जगह हिफ़ाज़त करने वाले क़िले और रोक थाम करने वाली पनाह में रख और उससे बचा ले जाने वाली ज़िरहें उन्हे पहना और उसके मुक़ाबले में तेज़ धार वाले हथियार उन्हे अता कर। बारे इलाहा! इस दुआ में उन लोगों को भी शामिल कर जो तेरी रबूबियत की गवाही दें और दुई के तसव्वुर के बग़ैर तुझे यकता समझें और हक़ीक़ते उबूदियत की रौशनी में तेरी खातिर उसे दुश्मन रखें और इलाही उलूम के सीखने में उसके बरखिलाफ़ तुझसे मदद चाहें। ऐ अल्लाह जो गिरह वह लगाये उसे खोल दे, जिसे जोड़े उसे तोड़ दे, और जो तदबीर करे उसे नाकाम बना दे, और जब कोई इरादा करे उसे रोक दे और जिसे फ़राहम करे उसे दरहम व बरहम कर दे। ख़ुदाया! उसके लश्कर को शिकस्त दे, उसके मकरो फ़रेब को मलियामेट कर दे, ऐ अल्लाह! हमें उसके दुश्मनों में शामिल कर और उसके दोस्तों में शुमार होने से अलाहदा कर दे ताकि वह हमें बहकाये तो उसकी एताअत न करें और जब हमें पुकारे तो उसकी आवाज़ पर लब्बैक न कहें और जो हमारा हुक्म माने हम उसे उससे दुश्मनी रखने का हुक्म दें और जो हमारे रोकने से बाज़ आये उसे उसकी पैरवी से मना करें। ऐ अल्लाह! रहमत नाज़िल फ़रमा मोहम्मद स० और उनकी आल अ० पर जो तमाम नबियों के ख़ातिम और सब रसूलों के सरताज हैं। और उनके अहलेबैत अ० पर जो तय्यब व ताहिर हैं और हमारे अज़ीज़ों, भाईयों और तमाम मोमिन मर्दों और मोमेन औरतों को उस चीज़ से पनाह में रख जिससे हमने पनाह मांगी है और जिस चीज़ से ख़ौफ़ खाते हुए हमने तुझसे अमान चाही है उससे अमान दे और जो दरख़्वास्त की है उसे मंज़ूर फ़रमा और जिसके तलब करने में ग़फ़लत हो गयी है उसे मरहमत फ़रमा और जिसे भूल गये हैं उसे हमारे लियें महफ़ूज़ रख और इस वसीले से हमें नेकूकारों के दर्जों और अहले ईमान के मरतबों तक पंहुचा दे। हमारी दुआ क़ुबूल फ़रमा ऐ तमाम जहान के परवर दिगार।

آثار علمی

ترجمۂ قرآن مجید (ہندی)

ترجمۂ نہج البلاغہ (ہندی)

ترجمۂ صحیفہ کاملہ (ہندی)

ترجمۂ تحفۃ العوام (ہندی)

ترجمۂ وظائف الابرار (ہندی)

گوہر عزا مجموعۂ کلام (اردو)

گلدستۂ سلام و درود

[1] تذکرۂ شعراء اہلبیتؑ۔ ص: ۲۳۸، شارحین نہج البلاغہ۔ ص: ۴۰۳

آپ کی دوسری علمی کاوش ''قرآن کے بعد عظیم کتاب نہج البلاغہ'' ہے جو ۲۰۰۴ء میں جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان سے شائع ہوئی۔[1]

نمونہ تشریح دعائے مکارم اخلاق

''اے اللہ! محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور مجھے ان چیزوں سے جو دوسروں کو دی ہیں افسردہ اور پریشان نہ ہونے دے کہ میں تیری مخلوق سے حسد کروں اور تیرے فیصلے کو حقیر سمجھوں۔'' (صحیفۂ کاملہ دعا ۳۵)

''اے اللہ میرے اپنے فیصلے وقضاوقدر پر شادمان رکھ اور ان نعمتوں پر ادائے شکر کی بہ نسبت جو مجھے عطا کی ہیں ان چیزوں پر میرا شکر یہ کامل اور زیادہ قرار دے جو مجھ سے روک لی ہیں۔ مجھے اس سے محفوظ رکھ کہ میں کسی نادار کو حقارت سے دیکھوں یا کسی صاحب ثروت کے بارے میں فضیلت اور برتری کا گمان کروں۔ اس لئے کہ صاحب شرف وفضیلت وہ ہے جسے تیری اطاعت نے شرف بخشا ہے اور صاحب عزت وہ ہے جسے تیری عبادت نے عزت و سربلندی عطا کی ہے۔'' (صحیفۂ کاملہ دعا ۳۵)

امام زین العابدینؑ کی دعا مکارم الاخلاق پر بڑے بڑے مصلحین کو حیرت ہے کہ مولاؑ نے وہ تمام اوصاف جن سے فلسفۂ اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے اور وہ تمام خامیاں جو انسانی کردار کی پستی کا سبب ہیں کس طرح سے چند صفحات کی دعا میں بیان کردی ہیں:

''اے اللہ! جب تک میری زندگی تیری اطاعت وفرمانبرداری کے کام آئے تو مجھے زندہ رکھ اور جب وہ شیطان کی چراگاہ بن جائے تو اس سے پہلے کہ تیرا غضب مجھ پر یقینی ہوجائے مجھے اپنی طرف اٹھالے''۔

---

[1] شارحین نہج البلاغہ۔ ص:۳۴۶

عابدہ نرجس

محترمہ سیدہ عابدہ نرجس کا شمار پاکستان کی اہل علم خواتین میں ہوتا ہے۔ اپنے رشحات قلمی سے معارف اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کی تشریح وتوضیح بطرز جدید کی ہے اور کوشش کی ہے کہ عام لوگ امام علیہ السلام کی دعاؤں سے مانوس ہوں اور دعاؤں میں پنہاں علمی مطالب کو درک کریں۔

کار امامت حرف دعا سے: اس کتاب میں امام زین العابدین علیہ السلام کی کچھ دعاؤں کی تشریح کی گئی ہے جو صحیفۂ سجادیہ میں مذکور ہیں یہ کتاب ۲۰۰۴ء میں جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان پوسٹ بکس ۵۴۲۵ کراچی سے شائع ہوئی۔ آپ پیش لفظ میں لکھتی ہیں:

> ''جب ہر حرف بندلبوں کے پیچھے پابہ زنجیر تھا اور ہر طرف ظلم و جور اور تلواروں کی حکمرانی تھی امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے دست دعا میں کار امامت کو سنبھالا اور محراب عبادت کی خاموشی اور تنہائی سے دعا و مناجات کے نور کو اپنے فرائض امامت کی بجا آوری کا ذریعہ بنایا ''صحیفۂ کاملہ'' رہتی دنیا تک گواہ ہے کہ اللہ کے چنے ہوئے وقت کو اپنا تابع بنالینے کا اعجاز کس طرح دکھلاتے ہیں''۔

"اے اللہ! مجھے نیکوکاروں کے زیور اور پرہیزگاروں کی سج دھج سے آراستہ کر اور ان تمام چیزوں کو اپنی اطاعت، جماعت سے وابستگی اور اہل بدعت سے علیحدگی کے ذریعے پایۂ تکمیل کو پہنچا دے۔"

"اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے خدا! جو حرص، بدگمانی اور حسد کے جذبات شیطان میرے دل میں پیدا کرے انہیں اپنی عظمت کی یاد، اپنی قدرت میں تفکر کے تصورات سے بدل دے۔ فحش کلامی یا بیہودہ گوئی یا دشنام طرازی یا جھوٹی گواہی یا غائب مومن کی غیبت یا موجود سے بدزبانی اور اس طرح کی جو باتیں میری زبان پر آنا چاہیں انہیں اپنی حمد سرائی، مدح میں انہماک، تمجید و بزرگی کے بیان، شکر نعمت کے اعتراف اور احسان و نعمت کے شمار سے تبدیل کر دے۔"

امام زین العابدینؑ نے اپنی دعاؤں اور مناجاتوں میں قعر مذلت میں ڈوبے ہوئے معاشرے کو عمدہ انسانی کردار کی تصویریں دکھائی ہیں۔ کوئی ایسے محاسن نہیں جن کا آپؑ نے تذکرہ نہ کیا ہو اور کوئی ایسے عیوب نہیں جن سے بچنے اور پرہیز کرنے کے لئے آپؑ نے دعا نہ کی ہو۔ آپؑ نے نیکی، اچھائی اور محاسن کی بات کی ہے کیوں کہ نیکی حسن ہے اور حسن اپنی جانب ضرور متوجہ کر لیتا ہے:

"اے معبود! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں کو چھوڑ دیں۔ نعمتوں پر شکر اور سنتوں پر عمل کریں۔ بدعتوں سے الگ تھلگ رہیں۔ نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ اسلام کی حمایت و طرفداری کریں۔ باطل کو کچلیں اور حق کی نصرت کریں۔ گمراہوں کی رہنمائی، کمزوروں کی اعانت اور دردمندوں کی چارہ جوئی کریں۔"

(صحیفۂ کاملہ دعا۳۵)

امام زین العابدینؑ عمدہ اخلاق کی تکمیل اور کردار سازی کی ترغیب دینے کے لئے

مختلف اور دلکش انداز اختیار فرماتے ہیں۔ کسی دعا میں آپؑ بندوں کے حقوق میں کوتاہی اور حق تلفی کے لئے معذرت کرتے ہیں جس میں حقوق العباد کی ساری وسعتوں پر آپؑ کی نگاہ ہے جو ضمیر کو بیداری کی کروٹیں دیتی ہیں۔

"بارالٰہا! میں اس مظلوم کی نسبت جس پر میرے سامنے ظلم کیا گیا ہو اور میں نے اس کی مدد نہ کی ہو۔ میرے ساتھ کوئی نیکی کی گئی ہو اور میں نے اس کا شکریہ ادا نہ کیا ہو۔ اس بدسلوکی کرنے والے کی بابت جس نے مجھ سے معذرت کی ہو اور میں نے اسے معاف نہ کیا ہو۔ اس حاجت مند کے بارے میں جس نے مجھ سے مانگا ہو اور میں نے اسے ترجیح نہ دی ہو۔ اس حق کے متعلق جو میرے ذمہ ہو لیکن میں نے اسے ادا نہ کیا ہو۔ اس مرد مومن کے بارے میں جس کا عیب مجھ پر ظاہر ہوا ہو اور میں نے اس پر پردہ نہ ڈالا ہو۔ اس گناہ سے جس سے مجھے واسطہ پڑا ہو اور میں نے اس سے پرہیز نہ کیا ہو۔ ان جیسی دوسری باتوں کے لئے میں شرمساری اور ندامت کے ساتھ معذرت پیش کرتا ہوں"۔ (صحیفۂ کاملہ دعا۳۵)

کسی دعا میں ان تمام خامیوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو ایک اچھے انسان کے لئے عیب شمار ہوتی ہیں تاکہ کردار کو بنانے اور سنوارنے کی تحریک ہو اور مسلمانوں کی توجہ اپنی اصلاح کی جانب مبذول ہو اور بگڑے ہوئے معاشرے کو اپنے چہرے کی بدصورتی کا احساس پیدا ہو:

"اے اللہ! حرص و طمع کے جوش سے، غصے کی تیزی سے، حسد کے غالب آجانے سے، صبر کی کمزوری سے، قناعت کی کمی سے، بداخلاقی سے، تعصب اور ہوا و ہوس سے، باطل کو حق پر ترجیح دینے سے، گناہوں پر اصرار سے، دولت مندوں کی سی اکڑ سے محتاجوں کو حقیر سمجھنے سے دینی معاملات میں بغیر سمجھے بوجھے دخل دینے سے، کسی کے ساتھ دھوکہ کرنے کے خیال سے یا اپنے اعمال پر فخر کرنے سے ہم پناہ مانگتے ہیں"۔ (صحیفۂ کاملہ دعا۳۵)

امام زین العابدینؑ خلق عظیم کے وارث ہونے کی حیثیت سے کہیں تحت الشعور میں

پلنے والے ناقص خیالات، جسم اور زبان کے ذریعے ظاہر ہونے والی معصیت کاریوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور ان کی نشاندہی کر کے انسانی کردار کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہیں:

''اے اللہ! ہمارے دیدۂ دل کو ان باتوں سے جو تیری محبت کے خلاف ہیں نابینا کر دے۔ ہمارے اعضاء کے کسی حصہ میں معصیت کے سرایت کرنے کی گنجائش پیدا نہ کر۔ ہمارے دل کے خیالات، اعضاء کی حرکات، آنکھ کے اشاروں اور زبان کے کلموں کو ان چیزوں میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرے ثواب کا باعث ہوں۔ یہاں تک کہ ہم سے کوئی نیکی چھوٹنے نہ پائے اور نہ ہم میں کوئی بدی رہ جائے جس سے تیرے عذاب کے سزاوار ٹھہریں''۔

محمد باقر

مولانا محمد باقر صاحب کا تعلق پاکستان سے تھا۔ آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منسوب مناجات خمسۃ عشر کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ مناجاتیں مختلف عنوانات سے مشہور ہیں۔

مناجات زاہدین

مناجات مطیعین

مناجات شاکرین

مناجات مریدین

یہ مجموعہ لاہور سے جارھ سیٹم پریس سے شائع ہوا۔

valleys of destructionAnd settled in the ravines of ruin,Exposing myself to Thy chastisements And the descent of Thy punishments!My mediation with Thee is the profession of Unity,My wayof coming to Thee that I associate nothing with Thee,Nor do I take along with Thee a Allah;I have fled to Thee with my soul In Thee is the place of flight for the evildoer The place of escape for him who has sqwandered the share of his soul and seeks asylum How many an enemy has Unsheathed the sword of his enmity toward me, honed the cutting edge of his knife for me,Sharpened the tip of his blade for me,Mixed his killing potions for me,Pointed toward me his straight-flying arrows,Not allowed the eye of his watchfulness to sleep towards me,And secretly though of visiting me with something hateful And making me gulp down the bitter water of his bile! So thou looked my Allah, at My weakness in bearing oppressive burdens, My inability to gain victory over him who aims to war against me,And my being alone before the great number of him who is hostile toward

محمد حسین جعفری

جناب محمد حسین جعفری صاحب کا شمار کراچی کے ارباب علم وفن میں ہوتا ہے۔ انگریزی زبان وقواعد میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔آپ نے صحیفۂ سجادیہ کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو پاکستان سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا، ترجمہ کی زبان صاف ستھری ہے۔
بطور نمونہ دعاء ''کیدالاعداء'' کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

49. His Supplication in Repelling the Trickery of enemies and Driving away their severity

My Allah, thou guided me but I diverted myself, Thou admonished me but my heart ecame hardened,Thou tried me graciously but I disobeyed.Then, when Thou Caused me to know it,I came to know that, from which Thou hadst turned (me) away. So I prayed forgivness and Thou released,And I returned and Thou covered overSo Thine, my Allah, is the praise!I plunged into the

me And lies in wait for me with an affliction about which I have not thought.Thou set out at once to help me And thou braced up my back! Thou blunted for me his blade, Made him after a great multitude, solitary, Raised up my heel over him , And turned back upon him what he had pointed straightSo Thou sent him back,His rage not calmed, His burning thirst not quenched! Biting his fingers,He turned his back in flight, his columns having been of no use. How many an oppressor has Oppressed me with his tricks,Set up for me the net of his snares, Appointed over me the inspection of his regard, And lay in ambush for me the lying in ambush of a predator for its game, Waiting to take advantage of it prey,While he showed me the smile of the flatterer

And looked at me with the intensity of fury!SO WHEN THOU SAW, MY Allah, (blessed art thou and high exalted) The depravity of his secret thoughts And the ugliness of what he harboured, Thou threw him on his head into his own pitfall And dumped him into the hole

of his own digging So he was brought down low, after his overbearing,by the nooses of his own share where in he had thought he would see me; And what came down upon his courtyard-had it not been for Thy mercy -was on the point of coming down upon me! How many an envier has Choked upon me in his agony, Fumed over me in his rage, Cut me with the edge of his tongue, Showed malice toward me by accusing me of his own faults, Made my good repute the target of his shots, Collared me with hi own constant defects, Showed malice toward me with his trickery, And aimed at me with his tricks! So I called upon thee, my Allah, Seeking aid from thee, Trusting the speed of thy response, Knowing that He who seek haven in the shadow of thy wing will not be mistreated

محمد طاہر القادری، ڈاکٹر

ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری لاہور، پاکستان کے مشہور عالم ہیں۔ آپ کے آثار علمی گونا گوں موضوعات پر برصغیر میں رائج ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ سے وابستہ ہیں۔ آپ قادر البیان خطیب ومقرر ہیں۔ آپ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجاتوں کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ جو صحیفۂ سجادیہ میں موجود ہیں۔

مناجات امام زین العابدین

یہ مناجات کا مجموعہ مصباح القرآن پبلیکیشنز پاکستان سے شائع ہوا۔ جس میں مختلف عناوین کے تحت مناجاتیں ذکر کی گئیں ہیں مثلاً:

مناجات ذاکرین، مناجات شاکرین، مناجات مطیعین، مناجات مریدین، مناجات زاہدین، مناجات متوسلین، مناجات متوکلین، مناجات محبین، مناجات عارفین، مناجات متعلمین،

مناجاتِ ذاکرین:

میرے معبود اگر تیرا حکم ماننا واجب نہ ہوتا تو میں تیرا ذکر اپنی زبان پر نہ لاتا کیونکہ میں تیرا جو ذکر کرتا ہوں وہ میرے اندازے سے ہے نہ تیری شان کے مطابق اور میری کیا بساط کہ میں

تیری تقدیس و پاکیزگی کا محل قرار پاسکوں یہ چیز ہم پر تیری عظیم نعمتوں میں سے ہے کہ تیرا ذکر ہماری زبانوں پر جاری ہے اور ہمیں تجھ سے دعا مانگنے اور تیری پاکیزگی و نظافت بیان کرنے کی اجازت ہے۔

میرے معبود ہمیں اپنے ذکر کی توفیق دے کہ ہم نہاں اور عیاں، رات اور دن، ظاہر و پوشیدہ اور خوشی وغم تیرا ذکر کیا کریں، ہمیں اپنے پوشیدہ ذکر سے مانوس فرما، ہمیں پاکیزہ عمل اور پسندیدہ کوشش میں لگا اور پوری میزان سے ہمیں جزا دے۔

میرے معبود محبت بھرے دل تجھ سے لگاؤ رکھے ہوئے ہیں۔ تیری معرفت میں مختلف قسم کی عقلیں اتفاق رکھتی ہیں پس دل چین نہیں پکڑتے مگر تیرے ذکر سے اور تیری ذات پر یقین سے نفسوں کو سکون ملتا ہے، تو ہی ہے جس کی تسبیح ہر جگہ ہوتی ہے اور جو ہر زمانے میں معبود رہا ہے اور ہر وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے اور ہر زبان میں پکارا جاتا ہے اور ہر دل میں تیری عظمت قائم ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں تجھ سے تیرے ذکر کے سوا ہر لذت پر، تیری محبت کے سوا ہر راحت، پر تیری قربت کے سوا ہر خوشی پر اور معافی چاہتا ہوں تجھ سے تیری اطاعت کے سوا ہر کام پر۔

میرے معبود تو نے ہی کیا ہے اور تیرا قول حق ہے کہ اے ایمان لانے والو ذکر کرو اللہ کا بہت زیادہ ذکر اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو نیز تو نے ہی کہا اور تیرا قول حق ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

تو نے ہمیں اپنی یاد کا حکم دیا اور ہم سے وعدہ کیا اس پر کہ تو بھی ہمیں یاد کرے گا یہ ہمارے لئے شرف احترام اور بڑائی ہے تو اب ہم تجھے یاد کر رہے ہیں جیسے تو نے حکم دیا ہے پس تو بھی ہم سے کیا ہوا وعدہ پورا کرائے یاد کرنے والوں کو یاد کرنے والے اور اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

محمد موسیٰ رضوی، کشمیری

مولانا محمد موسیٰ رضوی کا تعلق سرزمین کشمیر سے ہے۔ ترجمہ نگاری میں مہارت رکھتے ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ جو بعنوان ''امام سجادؑ کی درسگاہِ دعا'' منظر عام پر آیا۔ اس کتاب میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کے تناظر میں فکر و آگہی، عشق، حاجت اور جہاد کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ جنوری ۲۰۰۹ء میں اورینٹل بک ہاؤس اوقاف مارکیٹ گاسی یارحول سرینگر کشمیر سے منظر عام پر آیا آپ لکھتے ہیں:

علی شریعتی نے سطحی طور پر اسلامی دعاؤں کا مطالعہ کرنے کے بعد ان تین عناصر پر گفتگو کی ہے جو اسلامی عاؤں کی تشکیل کرتے ہیں، ان میں سے ایک زبان کی فصاحت و بلاغت دوسرے جملوں کے الفاظ و متن میں کلام کی موسیقیت، اور تیسرا ان کا فکری عنصر ہے۔ وہ اسلامی دعاؤں میں ''صحیفۂ سجادیہ'' کو پیش کر کے کہتا ہے کہ ساری اسلامی دعاؤں کا متن شروع سے آخر تک خداشناسی، انسان شناسی، اخلاقی اصول، معاشرتی اصول، لوگوں کے ایک دوسرے پر حقوق، بشری آئیڈیلز کی گفتگو اور اسی طرح سماجی، انفرادی اور اخلاقی پستیوں اور خطروں سے خوف و گریز کی گفتگو پر مشتمل ہے۔

اس نے بتایا کہ صحیفہ سجادیہ تنہائی میں جہاد اور چھائی ہوئی خاموشی میں ابلاغ اور عرض

مدعا کی کتاب ہے، شکست میں مورچہ سنبھالنا ہے، گھٹن میں فریاد کی آواز بلند کرنا ہے، سلے ہوئے ہونٹوں سے سبق دینا ہے، غیر مسلح کئے جانے والے کا اسلحہ سنبھالنا ہے......اور ان سب باتوں کے باوجود ''دعا کی کتاب'' ہے۔

خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ اس سرتاپا مظہر عشق و آگہی کو عبادت گزاروں کی اس زیبا ترین روح سے ہمکنار کرے کہ جو اخلاص، ایثار، محبت، کرامت، شرافت، فروتنی، باریک بینی، نیکی اور وجدان کی لطافت میں اعلیٰ ترین درجوں پر فائز ہے اور جس کے لئے ''جامعۂ مصر'' کے پروفیسر استاد محمد کامل حسین نے کہ جو کتاب ''الادب فی مصر الاسلامیۃ'' اور ''مروان بن ابی حفصہ'' کے مصنف ہیں کہا کہ: کیا تمہارا خیال ہے کہ فرزدق نے اپنے شعروں میں امام زین العابدینؑ کی تعریف کا حق ادا کر دیا جس میں اس نے کہا:

> ''یہ وہ ہیں جن کے پیروں کی چاپ کو سرزمین مکہ پہچانے ہوئے ہے اور اس کے حل و حرم، سب اس سے واقف ہیں۔ یہ اس ہستی کے فرزند ہیں جو خلق خدا میں سب سے بہتر تھی۔ یہ متقی، پرہیزگار، پاک و پاکیزہ اور مشہور روزگار ہستی ہیں۔''

ہرگز نہیں۔ بخدا فرزدق اپنے ان شعروں کے اندر ان کی توصیف میں ایک شمہ بھی نظم نہیں کر سکا ہے...

اور جن کے صحیفے کے مطالعہ نے مصر کے بلند پایہ علمی حلقوں میں ایک دھوم مچا دی ہے اور جسے پڑھ کر مصر کے شہرت یافتہ استاد فیلسوف طنطاوی جوہری کو خدا کی بارگاہ میں شکوہ کرنا پڑا کہ:

> ''اے خدا یہ تیری کتاب قرآن مجید ہے اور یہ اہلبیتؑ میں سے ایک بزرگ ہستی کے ارشادات ہیں۔ یہ دونوں کلام۔ وہ آسمان سے نازل شدہ کلام،

اور یہ اہلبیتؑ کے صدیقین میں سے ایک صدیق کی زبان سے نکلا ہوا کلام، دونوں بالکل متفق ہیں۔ اب میں ہندوستان اور تمام اسلامی ممالک میں بلند آواز میں پکار کر کہتا ہوں: اے فرزندان اسلام، اے اہل سنت، اے اہل تشیع کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم قرآن اور اہلبیتؑ کے مواعظ سے سبق حاصل کرو۔ یہ دونوں تم کو ان علوم کے حاصل کرنے کی طرف بلا رہے ہیں جن سے عجائب قدرت منکشف ہوتے ہیں اور خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔"

خداوند عالم ہمیں بھی ان علوم کو حاصل کرنے، ان کی ہدایت پر عمل کرنے اور ان سے مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔

محمد ہادی

مولانا محمد ہادی صاحب نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کے مجموعہ صحیفۂ سجادیہ کو اردو قالب میں ڈھالا۔ [1]

[1] تالیفات شیعہ۔ ص: ۱۹۰، فہرست مطبع حیدری حیدرآباد دکن

محمد حسین، حیدر آبادی

حیدر آباد دکن کی فعّال اور نمایاں ذات جناب محمد حسین صاحب کی ہے۔ جنھیں لکھنے پڑھنے کا شوق ہے اور تقریر کرنے کا بھی ذوق ہے۔ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی چند دعاؤں کا ترجمہ انگریزی زبان میں شائع کیا اور اصول کافی کا بھی انگریزی ترجمہ زیور طبع سے آراستہ کیا۔

مدنی، مولانا

مولانا مدنی صاحب کا تعلق سری لنکا سے ہے، آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے تمل زبان میں ''صحیفۂ سجادیہ'' کا مکمل ترجمہ کیا۔ جو عمید پبلیکیشنز بنگلور سے شائع ہوا اس طرح تمل زبان میں یہ پہلا ترجمہ قرار پایا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم سر لنکا میں اہل سنت کے مدرسہ میں حاصل کی اس کے بعد علوم اہل بیت ا کے حصول کی طرف طبیعت کا میلان ہوا تو عازم ایران ہوئے اور حوزۂ علمیہ قم میں زیر تعلیم رہ کر علم وکمال کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے۔ حوزۂ علمیہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، عقائد و کلام کی تعلیم سے آراستہ ہو کر وطن آ کر مشغول تبلیغ ہوئے۔ آپ نے کولمبو میں ہاشمی فاؤنڈیشن قائم کیا جس کے ذریعہ نادار لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ آپ سری لنکا میں انتہائی فعّال شخصیت کے حامل ہیں۔ قومی و مذہبی و سیاسی مسائل حل کرنے میں ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ بڑی تعداد میں لوگوں کو پیرو سیرت اہلبیتؑ بنا چکے ہیں۔ ۱۵ر شعبان المعظم کو ولادت امام زمانہ (عج) کے سلسلے میں محفل بھی منعقد کرتے ہیں۔ خداوند عالم آپ کو سلامت رکھے اور آپ اسی طرح دینی خدمت انجام دیتے رہیں۔ آج کل نہج البلاغہ کا تمل زبان میں ترجمہ کرنے میں مصروف ہیں۔

تقی رضا

وادیٔ سیر وسلوک میں قدم رکھنے والے نوجوان علماء میں مولانا تقی رضا صاحب حیدرآبادی بھی شامل ہیں جنھوں نے اپنے علمی آثار کے ذریعہ اس وادی کے کٹھن مراحل کو طے کیا۔ آپ کا ''خط سالک الی اللہ کے نام'' بہت مشہور ہوا جس میں آپ نے عرفان کی سنگلاخ وادی میں قدم رکھنے کے شرائط اور اس کے آداب بیان کئے ہیں اس کے علاوہ 'فلسفۂ عشق'' نامی کتاب بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جو ۱۹۹۸ء میں منظر عام پر آئی۔ آپ نے صحیفۂ سجادیہ کی پہلی دعا جس میں امام زین العابدین علیہ السلام نے خداوند عالم کی حمد وثنا منفرد انداز میں کی ہے جس کی شرح صاحب ریاض السالکین سید علی خاں مدنی نے کی ہے اُس کا جدید پیرائے میں خلاصہ کیا جو ۲۰۰۲ء میں حیدر آباد سے منظر عام پر آیا۔ مولانا تقی رضا صاحب نے یکم مئی ۱۹۷۱ء میں سفر حیات کا آغاز کیا۔ والد ماجد مولانا علی حسین المعروف بہ شرف الدین صاحب مرحوم اپنے عہد کے جید عالم دین تھے۔ مولانا تقی آغا کی پرورش علمی و مذہبی ماحول میں ہوئی اس لئے مذہبی تعلیم کی طرف طبیعت کا رجحان رہا۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد والد کے ساتھ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۶ء ایران میں مقیم رہے۔ ہندوستان مراجعت کے بعد جامعہ جوادیہ بنارس میں تعلیمی سلسلہ شروع کیا اور عالم و

فاضل کے امتحانات پاس کئے بعدۂ جنوری ۱۹۹۰ء میں باقاعدہ تحصیل علم کی غرض سے حوزۂ علمیہ قم ایران روانہ ہوئے اور مدرسۂ حجتیہ میں رہ کر تعلیمی سلسلہ جاری کیا۔ مدرسہ حجتیہ میں راقم بھی مقیم تھا ہمارے معاصر اور رفیق ہیں نہایت بذلہ سنج اور مرنجاں مرنج طبیعت کے حامل ہیں۔ آیۃ اللہ حسن زادہ آملی اور آیۃ اللہ جوادی آملی کو آئیڈیل مانتے ہیں۔ آپ نے ۲۰۰۲ء میں حیدر آباد دکن مراجعت کی اور اعلیٰ پیمانے پر دینی خدمات میں مشغول ہوئے۔ آپ حیدر آباد دکن میں کئی اعلیٰ اور ذمہ دار عہدوں پر مامور ہیں۔ یونائیٹڈ مسلم فورم کے سکریٹری، مجلس علمائے ہند، شعبہ حیدر آباد کے سکریٹری اور تنظیم جعفری کے عہدہ دار ہیں۔ جشن عید میلاد النبیؐ جو حیدر آباد میں اعلیٰ پیمانے پر منایا جاتا ہے اس میں شیعہ نمائندگی آپ ہی فرماتے ہیں اور لاکھوں کے مجمع کو خطاب کرتے ہیں۔ آپ کو صحافت کی دنیا میں بھی کمال حاصل ہے۔ مجلّہ ''صدائے حسینی'' کی تین سال تک ادارت کی اور یادگار شمارے شائع کئے۔

آپ شیعہ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن کے سرپرست ہیں، آپ کی نگرانی میں اس ادارہ کی جانب سے غدیر کے موضوع پر چار کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

۱۔ ۲۰۰۸ء میں Wilayat System to Implement حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔

۲۔ Marefat-e-Ghadeer مولانا تقی رضا صاحب کے مقدمہ کے ساتھ نومبر ۲۰۰۹ء میں منظر عام پر آئی۔

۳۔ Ghadeer-e-Khum نومبر ۲۰۱۰ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

۴۔ Wilayat Paigham-e-Ghadeer نومبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی۔

دیگر آثار علمی

فلسفۂ عشق ۱۹۹۸ء

معرفت حدیث، ترجمہ کتاب استاد احمد عابدی ۱۹۹۷ء

فلسفۂ علم ۲۰۰۴ء

فضائل بوترابؑ ۲۰۰۲ء

حمد الٰہی، ریاض السالکین کا اقتباس ۲۰۰۲ء

میرا خط سالک الی اللہ کے نام

آسمان فلسفہ کے درخشاں ستارے۔ گیارہ فلاسفہ کے حالات زندگی سقراط سے امام خمینیؒ تک ۲۰۰۲ء

نیاز جامعۂ بشری بہ دین، جشنوارۂ شیخ طوسیؒ ۱۹۹۱ء

اسلام میں رشتوں کی اہمیت ۲۰۰۳ء

احکام جوانان، ترجمہ ۲۰۰۳ء